نازنین عرب

نازنینِ عرب

صادق حسین صدیقی

مکتبۂ القریش چوک اردو بازار لاہور ۲ ۔

جُملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر ———— محمد علی قریشی
مطبع ———— معراج الدین پرنٹر
تعداد ———— ایک ہزار
سن اشاعت ———— ۱۹۹۱ء
قیمت ———— 90/- روپے

ISBN 969-38-0224-1

مکتبہ القریش — چوک اردو بازار لاہور

پہلا باب

مکمل فتح ایران

ایک نوجوان اعرابی گھوڑے پر سوار اس راستے کو طے کر رہا تھا جو جنجاشہ سے مدینہ منورہ کو گیا ہے ۔ انہوں نے مخصوص عربی لباس پہن رکھا تھا ۔ وہ شکیل تھے ۔ ان کا جسم بڑا گٹھیلا تھا ۔ سینہ چوڑا اور مضبوط تھا ۔ جس راستے کو طے کر رہے تھے ۔ وہ ریتلا تھا اور ریت کے میدان اس کے دو کناروں پر حد نگاہ تک پھیلتے چلے گئے تھے ۔ اس میدان میں ریت کے بے شمار اونچے ٹیلے تھے ۔ ابھی دوپہر نہیں ہوئی تھی لیکن آفتاب کی تمازت ناگوار ہونے لگی تھی ۔ ہوا گرم ہو گئی تھی ۔ تیز دھوپ نے ریت کے ذروں کو اس قدر جگمگا دیا تھا کہ ریگزار کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا جاتا تھا ۔ آنکھیں جھپکنے لگتی تھیں ۔

اعرابی اس میدان کو جلد طے کرنا چاہتے تھے ۔ کیونکہ اندیشہ تھا کہ کہیں ہوا تیز ہو کر ریت کے تودوں کو اکھاڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ پھینکنے لگے ۔ دوپہر کے وقت ہوا اس قدر تیز ہو جاتی تھی کہ ریت کے پہاڑی نما ٹیلوں کو جڑ سے اکھاڑ ڈالتی تھی۔ اور اس کی ریت کو کہیں سے کہیں پھینک دیتی تھی ۔ اکثر راہ رو ریت میں دب کر مر جاتے تھے ۔ گرم ریت انہیں بھون ڈالتا تھا ۔ ان کا دم گھٹ جاتا تھا اور وہ مر جاتے تھے ۔

اعرابی گھوڑے کو بڑھائے چلے جا رہا تھا ۔ سامنے سے ایک شتر سوار آتے ہوئے نظر آئے وہ بھی اونٹ کو ہانکے لئے آ رہے تھے ۔ جب وہ قریب آئے تو انہوں نے اسلامی طریقہ پر سلام کیا ۔ اعرابی نے سلام کا جواب دے کر پوچھا ۔ ” تم کہاں

سے آ رہے ہو ۔"

انہوں نے جواب دیا = " میں مدینہ سے آ رہا ہوں ۔"

اعرابی = "کیا خبریں ہیں تمہارے پیچھے اے ابن عم ۔"

سوار = "خبریں نیک ہیں ۔ ایران میں مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہو رہی ہیں ۔ امیرالمومنین کا خیال ہے کہ فیصلہ کن حملہ کر کے ایرانی مہم کا خاتمہ کر دیا جائے ۔"

اعرابی = "سنا ہے کہ ایرانی بغاوتیں کرتے رہتے ہیں ۔"

سوار = "یہ بالکل سچ ہے کہ ایران کے جن صوبوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہے اکثر ان میں بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں ۔"

اعرابی "کیا ایرانی اسلامی حکومت سے خوش نہیں ہیں ۔"

سوار = "یہ بات تو نہیں ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ کسان طبقہ اسلامی حکومت سے بہت خوش ہے ۔ وہ کوشش بھی کرتا ہے اور دعائیں بھی کرتا ہے کہ مسلمانوں کی حکومت وہاں رہے لیکن شہنشاہ یزدجرد رئیسوں اور امیروں کو بہکا دیتا ہے انہیں طرح طرح کے لالچ دیتا ہے ۔ رئیس اور امیر عوام کو بھڑکا دیتے ہیں ۔"

اعرابی = "اس کا یہ مطلب ہے کہ جب تک ایران کا بادشاہ یزدجرد ایرانی علاقہ میں موجود ہے ۔ اس وقت تک ایران میں امن و امان نہیں ہو سکتا ۔"

سوار = "بات یہی ہے اسی لئے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے یہ طے کیا ہے کہ یزدجرد پر کاری ضرب لگائی جائے یا تو اسے گرفتار کر لیا جائے یا ایران سے نکال دیا جائے یا اگر وہ میدان جنگ میں آ جائے تو اسے قتل کر دیا جائے ۔"

اعرابی = آج کل یزدجرد کہاں ہے ۔ ؟

سوار = " معلوم ہوا ہے ۔ خراسان کے صوبے میں ہے ۔ اس علاقہ کے لوگوں کو بہلا کر بھڑکا کر اور لالچ دے کر اپنی فوج میں بھرتی کر رہا ہے ۔ اس کے پاس ٹڈی دل لشکر جمع ہو گیا ہے ۔ خود اس کا ارادہ بھی فیصلہ کن جنگ کرنے کا ہے ۔"

اعرابی = " شاید اس وجہ سے کہ وہ آوارہ گردی سے تنگ آ گیا ہے ۔"

سوار = "اور اس لئے بھی کہ مسلمانوں نے ایران کے کئی بڑے بڑے صوبوں

پر قبضہ کر لیا ہے ۔ اس نے بغاوتیں کرائیں اور ان بغاوتوں میں ایرانیوں کو نقصان پہنچا ۔ ایرانی عوام اور کسان آپس میں لڑ پڑے ۔ کسان مسلمانوں کے ہمدرد اور خیر طلب ہیں ، اور عوام امیروں کا ساتھ دیتے ہیں ۔ چونکہ اسلامی حکومت میں کسان عیش و عشرت سے ہیں ۔ ان کا افلاس دور ہو گیا ہے اور وہ فارغ البال ہو گیا ہے ۔ اس لئے یزدجرد کو خوف ہے کہ کہیں ان علاقوں کے کاشتکار بھی بغاوت پر آمادہ ہو جائیں جو اس کے تحت میں ہیں ۔ اس لئے بھی وہ آخری طور پر قسمت آزمائی کرنا چاہتا ہے ۔"

اعرابی = "شاید کسانوں پر ایرانی حکومت سختی کرتی ہو ۔"

سوار = "بہت زیادہ ' ایران میں چھوٹے بڑے زمیندار ہیں ۔ انہیں مرزبان کہتے ہیں ۔ وہ کسانوں سے پیداوار کا آدھے سے زیادہ حصہ لے لیتے ہیں ۔ زمین کا اس قدر بھاری لگان مقرر کر رکھا ہے ۔ جسے کسان ادا نہیں کر سکتے ۔ زر بقایا میں کسانوں کے مویشی ' سامان جنس اور زیور سب ضبط کر لئے جاتے ہیں ۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسانوں کی حسین بیویاں اور بیٹیاں بھی لگان کی وصولی کے بہانے سے چھین لی جاتی ہیں ۔

ایرانی حکومت میں کسانوں کی حالت بہت ابتر ہے ۔ اس کے برعکس اسلامی حکومت میں کسانوں کے لئے بڑی سہولتیں ہیں ۔ عام طور پر پیداوار کا دسواں حصہ لیا جاتا ہے ۔

جسے کسان بڑی خوشی سے ادا کر دیتے ہیں اور ان کی حالت بھی اچھی ہو گئی ہے ۔"

اعرابی = " اب تم کہاں جا رہے ہو ؟

سوار = "میں اپنے وطن عرج جا رہا ہوں ۔"

اعرابی = "شاید تم قبیلہ اسلم سے ہو ۔"

سوار = "جی ہاں !"

"میں اسلمی ہوں ۔ میں ملک شام میں جہاد کرنے کی غرض سے گیا تھا ۔ ایک مہینہ کی رضا (چھٹی) پر جا رہا ہوں ۔ لیکن میرا ارادہ بہت جلد واپس آنے اور ایران کی مہم میں شریک ہونے کا ہے ۔"

وادی عرج میں قبیلہ اسلم آباد تھا۔ جب رسول اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تھی تو وادی عرج میں تشریف لائے تھے۔ وہاں ایک اونٹ تھک گیا تھا۔

حضورؐ نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص اوس بن حجر سے اونٹ خریدا تھا اور اس نے اپنا ایک غلام بھی حضورؐ کے ساتھ کر دیا تھا۔ قبیلہ اسلم اس بات پر فخر کیا کرتا تھا کہ اس کے ایک فرد نے ہجرت کے وقت حضورؐ کی خدمت کی تھی۔

"تم بھی شاید جہاد ہی کے ارادے سے جا رہے ہو؟"

اعرابی = "جی ہاں"

سوار = "کہاں سے آ رہے ہو تم۔؟"

اعرابی = "میں رابغ سے آ رہا ہوں۔"

رابغ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ابوا کے قریب ایک مقام تھا۔

اس زمانہ میں وہاں قبیلہ عذرا رہتا تھا۔ سوار نے پوچھا۔

"تم کس قبیلہ سے ہو؟"

اعرابی = "میں عذری ہوں۔"

سوار نے مسکرا کر کہا۔

"عذری ہو۔۔۔؟"

"خدا رحم کرے تم پر۔"

اعرابی = "ہاں میں اسی قبیلہ سے ہوں۔ جس قبیلہ کے لوگوں کی عشق و محبت کی داستانیں زبان زد خاص و عام ہیں۔ لیکن یہ افسانے ایام جاہلیت کے ہیں۔ اسلام لانے کے بعد سے عذری اس بے کار شغل سے دست بردار ہو چکے ہیں۔"

سوار = "واقعی بے کار شغل تھا۔ یہ عذریوں کے متعلق مشہور تھا کہ جب وہ عاشق ہوتے ہیں تو مرجاتے ہیں"۔

اعرابی = یہ شہرت بالکل درست تھی۔ میرے ایک چچا تھے جو قبیلہ طے کی ایک حسینہ پر فریفتہ ہو گئے تھے۔ اس کی محبت نے اس قدر جوش مارا کہ وہ دیوانے ہو گئے۔ اور آخر دیوانگی ہی کے عالم میں مر گئے۔

سوار = "اچھا یا اخی الوداع"۔

حمیدی

اعرابی = "خدا حافظ۔"

سوار = "ایک بات سے تمہیں ضرور آگاہ کردوں۔"

اعرابی = "کہئے"

سوار = "تم عذری ہو اور عذریوں کے خمیر میں محبت ہے۔ اگرچہ اسلام نے تمہارے قبیلہ کی بہت کچھ اصلاح کر دی ہے لیکن پھر بھی محبت کا خمیر جوش پر آ جاتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب کوئی ماہ پارہ حسن کی دلاویزیوں کے ساتھ سامنے آ جائے۔ راستہ میں ایک قبیلہ ٹھہرا ہوا ہے۔ اس میں ایک دوشیزہ کو میں نے دیکھا ہے۔ شعرو شباب کی تصویر رہزن ہوش و ایمان ہے۔ اس سے بچنا۔"

اعرابی = "اطمینان رکھو۔ مجھ پر کسی کے حسن کا جادو نہ چلے گا۔ کیونکہ میں مجاہد ہوں۔"

سوار = "یہ تم نے سچ کہا۔ اچھا رخصت' اسلام علیکم و رحمت اللہ۔"

اعرابی = "وعلیکم اسلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔"

سوار چلے گئے اعرابی نے گھوڑا آگے بڑھایا۔ اب دھوپ اور تیز ہو گئی تھی اور کبھی کبھی ہوا کے تند جھونکے چل کر ریت اڑانے لگتے تھے۔

اعرابی تیزی سے چلے جا رہے تھے۔ وہ کسی نخلستان میں یا امن کی جگہ پہنچ جانا چاہتے تھے۔ ابھی کچھ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ انہوں نے ایک گھوڑا دوڑا آتے ہوئے دیکھا۔ اس پر کوئی لڑکی سوار تھی۔ وہ حیرت سے دیکھنے لگے۔ ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ تنہا لڑکی کیوں آ رہی ہے اور کہاں جا رہی ہے۔

وہ غور سے اسے دیکھنے لگے۔ انہوں نے یہ اندازہ کر لیا کہ گھوڑا لڑکی کے قابو سے باہر ہے۔ انہوں نے اپنا گھوڑا راستہ کے بیچ میں کر لیا اور آہستہ آہستہ چلے۔

ابھی لڑکی کچھ فاصلہ پر تھی کہ رکاب ٹوٹ گئی اور اس نے گھوڑے کی عیال پکڑ لی گھوڑا قریب آگیا لڑکی "بچاؤ' بچاؤ"

اعرابی جلدی سے اپنے گھوڑے سے کودے۔ انہوں نے جھپٹ کر دوسرے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ لڑکی پھسل کر گر پڑی۔ گھوڑا کھڑا ہو گیا۔

دوسرا باب

ایک کاہنہ

جب لڑکی گری تو وہ سہم گئی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں ۔ اعرابی نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا انہیں خوف ہوا کہ کہیں اس کے چوٹ تو نہیں آ گئی اور وہ بیہوش تو نہیں ہو گئی ۔

وہ اس کی طرف متوجہ ہونا چاہتے تھے لیکن اس کا گھوڑا کنوتیاں بدل رہا تھا اور ہانپ رہا تھا اندیشہ تھا کہیں وہ بھاگ نہ جائے یا بھڑک کر لڑکی پر جو اس کے پاس ہی پڑی تھی ۔ سم نہ رکھ دے ۔

انہوں نے گھوڑے کی گردن پر تھپکی دے کر اس کی وحشت دور کرنے کی کوشش کی ۔ گھوڑا کچھ رام ہوا اب وہ لڑکی کی طرف جھکے تاکہ دیکھیں کہ وہ بے ہوش ہے یا خوف و دہشت سے بدحواس ہو گئی ہے ۔

وہ ابھی تک آنکھیں بند کئے پڑی تھی ۔ اعرابی نے آہستہ سے کہا " کیا کچھ زیادہ چوٹ آ گئی ہے ؟ "

لڑکی نے آنکھیں کھول دیں ۔ اس کا چہرہ سفید ہو رہا تھا ۔ اس نے گہرا سانس لیا اور آہستہ آہستہ اٹھنے لگی ۔ اعرابی نے کہا " کیا سہارے کی ضرورت ہے ؟ "

لڑکی = "نہیں شکریہ ۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی ۔ نہایت حسین اور پری جمال لڑکی تھی ' بہار حسن کی شاداب کلی ۔ اس کی آنکھیں بڑی سیاہ اور غضب کی دل کش تھیں ۔ اعرابی نی کہا " کہیں چوٹ تو نہیں آئی ۔ "

اس نے کہا ۔ " نہیں "

اعرابی = "شاید گھوڑا شریر ہے ۔"

حسینہ = "نہیں یہ بھڑک گیا کسی صحرائی جانور کو دیکھ کر"۔

اعرابی = "کیا تم تنہا سفر کر رہی ہو ۔"

حسینہ = "جی نہیں ہمارا قافلہ یہاں سے کچھ فاصلہ پر مقیم ہے ۔"

اعرابی = "کہاں جا رہا ہے تمہارا قافلہ ؟"

حسینہ = "مدینہ منورہ ۔"

اعرابی نے مسکرا کر کہا "مگر یہ راستہ تو مکہ معظمہ جاتا ہے ۔"

حسینہ = "جانتی ہوں ۔ ہم اسی راستہ سے گذرے تھے ۔"

اعرابی = "تعجب ہے پھر اس راستہ پر کیسے چلی آئیں ۔"

حسینہ = "بات یہ ہوئی کہ آج قافلہ نے قیام کر دیا ۔ مجھے وحشت نے گھیرا اور میں گھوڑے پر سوار ہو کر چل کھڑی ہوئی ۔ قافلہ سے کافی دور نکل آئی ۔ دفعتہ گھوڑا بھڑک کر بھاگ نکلا اور قابو سے باہر ہو گیا ۔ میں اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی کہ رکاب ٹوٹ گئی ۔ خدا نے تمہیں بھیج دیا ۔ تم نے گھوڑا روک دیا ۔ ورنہ نہ معلوم میرا کیا حشر ہوتا ۔ میں تمہاری شکر گزار ہوں ۔"

حسینہ نے پاش آنکھیں اٹھا کر اعرابی کو دیکھا وہ لڑکھڑا گئے ۔ اس مست شباب کی شراب حسن نے انہیں از خود رفتہ کرنا چاہا مگر وہ سنبھل گئے ۔ انہوں نے کہا " خدا نے بڑا فضل کیا کس قدر تعجب کی بات ہے ....."

وہ اس گلفام کو دیکھ کر چپ ہو گئے ۔

حسینہ نے غلط انداز نظروں سے اعرابی کو دیکھ کر کہا " کیا تعجب کی بات ہے؟"

اعرابی = "ایک شتر سوار ادھر سے گذرے تھے ۔ انہوں نے کہا تھا "۔

لڑکی نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا " ہاں وہ شتر سوار مجھے قافلہ کے قریب ہی ملے تھے کیا کہا انہوں نے ۔ ! "

اعرابی = "جو کچھ انہوں نے کہا تھا میں بیان نہیں کرنا چاہتا "۔

حسینہ نے حسین نگاہوں سے انہیں دیکھ کر کہا " کیوں ؟ "

اعرابی = "کہیں تم برا نہ مان جاؤ ۔"

حسینہ = "میں کیوں برا مانوں گی کہو"۔

اعرابی = "کہتے تھے۔ راستہ میں ایک قافلہ ٹھہرا ہوا ہے۔ اس میں ایک وشیزہ کو میں نے دیکھا ہے۔ شعر شباب کی تصویر رہزن ہوش و ایمان ہے۔ اس سے بنا۔"

سینہ نے دلفریب نظروں سے انہیں دیکھا اور پوچھا "تم کس قبیلہ سے ہو"

اعرابی = "میں عذری ہوں۔"

حسینہ = "عذری نوجوان ضرور کہا ہو گا انہوں نے یہ۔"

اعرابی کچھ جھینپ گئے۔ کیونکہ عذری قبیلہ محبت کے معاملہ میں بہت بدنام تھا تمام عرب میں اس بات کی شہرت تھی کہ اس قبیلہ کے نوجوان عام طور پر لڑکیوں سے محبت کرتے ہیں اور جب ان کے دل میں کسی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے فراق میں گھل گھل کر مرجاتے ہیں۔

حسینہ انہیں دیکھ رہی تھی اس نے کہا "کیا نام ہے تمہارا ؟"

اعرابی = "میرا نام صفوان عذری ہے"

حسینہ = "کیا تم مہربانی کر کے میرے گھوڑے کی رکاب تلاش کر لاؤ گے۔ ؟"

صفوان = "ضرور---- کیا تم اپنے گھوڑے کو روک سکو گی۔؟"

حسینہ = "اطمینان رکھئے۔ اب یہ گھوڑا کہیں نہ جائے گا بڑا شائستہ ہے اس کی باگ مجھے دے دیجئے۔" صفوان نے اس کے گھوڑے کی باگ اسے پکڑا دی اور اپنا گھوڑا لے کر رکاب تلاش کرنے چلے انہیں کچھ دور جانا نہیں پڑا رکاب مل گئی وہ اٹھا لائے۔ انہوں نے حسینہ سے کہا۔ "رکاب مل گئی۔ لیکن اسے رکاب دیوار میں ٹانکا نہیں جا سکتا۔"

حسینہ = "یہ کام قافلہ میں جا کر ہو سکے گا؟"

صفوان = "تم میرے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔"

حسینہ = "اور تم ......"

صفوان = "میں تمہارے جلو میں پیدل چلوں گا۔"

حسینہ = "پیدل کیوں چلو اگر بغیر رکاب کی زین پر سوار ہو سکو تو یہ میرا گھوڑا موجود ہے -----"

صفوان = "میں بغیر زین کے بھی سوار ہو سکتا ہوں، ہمارے قبیلہ کے لوگ بڑے شہسوار ہوتے ہیں۔ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر اس طرح جم کر بیٹھ جاتے ہیں۔ جیسے وہ اس پر پیوست ہوں۔ ہمارے قبیلہ کی لڑکیاں عام طور پر بڑی نازنیں ہوتی ہیں لیکن شہ سواری میں ان کا مقابلہ دشواری سے ہو سکتا ہے۔"

حسینہ نے صفوان کو دیکھ کر کہا "میں قبیلہ نخم سے ہوں۔ ہمارے قبیلہ کی لڑکیوں کا مقابلہ شہ سواری میں کسی قبیلہ کی لڑکیاں نہیں کر سکتی ہیں"۔

صفوان نے مسکرا کر کہا "یہ میں نے خود دیکھ لیا ہے اگر میں گھوڑا نہ روک لیتا تو۔"

حسینہ = "یہ اتفاق تھا کہ رکاب ٹوٹ گئی اور میں توازن قائم نہ رکھ سکی"۔

صفوان = "لیکن تم نے رکاب پر زور دیا ہی کیوں۔"

حسینہ = "یہی غلطی ہوئی۔"

صفوان = "اچھا سوار ہو جائیے۔"

حسینہ صفوان کے گھوڑے پر بے تکلفی سے سوار ہو گئی۔ صفوان اس کے گھوڑے پر سوار ہونے لگے۔ اس نے مسکرا کر کہا "ذرا سنبھل کر کہیں زمین نہ ناپنے لگو شہسوار صاحب"

صفوان نے گھوڑے پر سوار ہو کر کہا "اطمینان رکھو میں گھوڑے کی سواری جانتا ہوں" دونوں چلنے لگے۔ صفوان نے کہا "بعض لڑکیوں کو گھوڑے کی سواری کا شوق ہوتا ہے لیکن سوار ہونا ہی نہیں آتا۔"

حسینہ نے منہ بنا کر کہا "بعض لڑکوں کو اپنی شہ سواری پر بڑا ناز ہوتا ہے لیکن جانتے خاک بھی نہیں۔"

صفوان = "اگر اس خاکسار کے متعلق تمہارا یہ خیال ہے تو میں شہسواری سکھا سکتا ہوں۔"

حسینہ = "پہلے خود تو سیکھئے۔"

صفوان = "تمہارا نام کیا ہے۔"

حسینہ = "میرے نام سے تمہیں کیا کام ہے ـ"

صفوان = "نہ بتایئے کوئی ایسا ویسا ہی نام ہو گا ـ"

دونوں چلے جا رہے تھے کچھ دور چل کر انہیں ایک بدوی خاتون ملی ـ وہ کھجوروں کی گٹھلیوں کا تھیلہ سر پر رکھے چلی جا رہی تھی جب یہ دنوں اس کے قریب سے گذرے تو اس نے نظر بھر کر دیکھا اور اونچی آواز سے کہا "ماشاء اللہ کتنی اچھی جوڑی ہے ـ"

اسی وقت غیرارادی طور پر ان دونوں کی نگاہیں ٹکرائیں حسینہ کچھ جھینپ گئی ـ

صفوان نے آہستہ سے کہا "کیا اجازت ہے کہ ان بڑی بی کی غلط فہمی دور کر دوں ـ"

خاتون حسینہ کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی وہ چونکی اس نے کہا "اے بنت عرب ٹھہر جاؤ ـ"

حسینہ نے گھوڑا روک لیا ـ صفوان بھی رک گئے خاتون نے گٹھری آہستہ سے اتار کر رکھ دی اور حسینہ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "میں اس نواح کی کاہنہ ہوں اگرچہ مسلمان ہونے کے بعد میں نے اس علم کو چھوڑ دیا ہے مگر تمہیں دیکھ کر میں از خود رفتہ ہو گئی تمہیں کچھ باتیں بتانا چاہتی ہوں ـ تمہارا نام کیا ہے بیٹی؟"

"میرا نام عفیرہ ہے ـ" حسینہ نے کہا ـ

"عفیرہ ـ" خاتون نے کہا وہ کچھ سوچنے لگی ـ اس نے کہنا شروع کیا ـ "عفیرہ میرا علم مجھے بتاتا ہے تم سختی اور ابتلا میں گرفتار ہو جاؤ گی ـ غم و قلق سے تمہاری جان پر بن جائے گی ـ ایک نوجوان اپنی جان پر کھیل کر تمہاری مدد کرے گا ـ تمہاری گردش ختم ہو جائے گی ـ عیش وکامرانی کا زمانہ آ جائے گا جب تم امتحان میں گرفتار ہو تو گھبرا نہ جانا ـ"

خاتون نے گٹھلیوں کی گٹھری اٹھا کر سر پر رکھی اور چلی ـ عفیرہ کچھ چپ ہو گئی صفوان نے کہا ـ "کاہنہ کی بات کا اعتبار نہیں ہوتا ـ"

عفیرہ = "میں جانتی ہوں ـ"

... جائے اور چلے ـ

تیسرا باب

شوخی

...سردہ خاطر ہو گئی تھی صفوان اس بات کو سمجھ گئے کہ خاتون کی باتوں نے اس کے دل پر اثر کر لیا ہے انہوں نے منہ پھیر کر کہا "تم اس کاہنہ کی باتوں سے متاثر ہو گئیں ـ عفیرہ"

عفیرہ = "نہیں .... مجھے ایک بات یاد آ گئی ـ"

صفوان = "کیا بات یاد آ گئی ؟"

عفیرہ = "تین چار برس کی بات ہے کہ جب ایک کاہن ہمارے گھر آ کر ٹھہرا تھا اس نے میرا ہاتھ دیکھا ـ کچھ پڑھا اور پھر کہنا شروع کیا "تم پہاڑوں والے دیس میں جاؤ گی ـ وہاں کوئی تمہیں پکڑ کر لے جائے گا تم پر سختیاں ہوں گی ـ تم موت کی خواہش کرو گی اور پھر ایک نوجوان جس کی ـ"

وہ چپ ہو گئی عفیرہ پورا نہ کر سکی ـ صفوان نے کہا "جس کی کیا ؟"

عفیرہ = "کچھ ایسا ہی کہا تھا اس کاہن نے ـ"

صفوان = "یعنی جس کی صورت ایسی ہو گی ـ"

انہوں نے صورتوں کے نقشے کھینچے ـ عفیرہ نے کہا نہیں ـ

صفوان = "وہ سمجھا اس نے کہا ہو گا ـ جس کی ملاقات اتفاقیہ ہو گی ـ"

عفیرہ = "نہیں ——— نہیں ـ"

صفوان = "اچھا .... جس کی تم کنیز ہو گی ـ"

عفیرہ = "خدا نہ کرے میں کسی کی کنیز کیوں بننے لگی ـ"

صفوان = "پھر کچھ کہا بھی تھا اس کاہن نے ـ"

عفیرہ = "نہیں بتاتی ـ"

صفوان = "نہ بتاؤ میں سمجھ گیا۔"

عفیرہ = "کہیں سمجھ نہ گئے ہوں۔"

صفوان = "بالکل سمجھ گیا ہوں، مجھے بھی کاہن ہی سمجھو، کہو بتا دوں۔"

عفیرہ = "بتاؤ"

صفوان = "ایک نوجوان جس کی محبت تمہارے دل میں پیدا ہو جائے گی۔"

عفیرہ نے حیرت بھری نظروں سے صفوان کو دیکھا، اور وہ اس کی معصوم نگاہوں سے یہ سمجھ گئے کہ کیا کہا ہو گا انہوں نے کہا "یہی کہا تھا نہ اس نے؟"

عفیرہ نے ان کے چہرہ پر حسین نظریں ڈال کر کہا "ہاں کچھ ایسا ہی کہا تھا۔"

صفوان = "کیا کرے گا وہ نوجوان؟"

عفیرہ = "اس نے کہا تھا وہ نوجوان تمہاری تلاش میں سرگرداں ہو گا اور عجیب طریقہ پر تمہیں ان سے چھین کر لائے گا۔ اب اس کاہنہ نے بھی یہی بات کہی معلوم نہیں میرے مقدر میں کیا ہے اور گردش تقدیر کس چکر میں ڈالنے والی ہے۔"

صفوان = "فکر نہ کرو قسام ازل نے جو کچھ قسمت میں لکھا ہے پیش آئے گا۔ ایک بات دونوں کاہنوں نے کہی ہے کہ کوئی تمہیں ان لوگوں سے چھین لائے گا جو تمہیں لے جائیں گے۔ دل کو مضبوط رکھنا گھبرا نہ جانا خدا بہتر کرے گا۔"

عفیرہ = "خدا ہی سے بہتری کی امید ہے۔"

عفیرہ کی افسردہ دلی بڑھتی جاتی تھی۔ صفوان نے خوش مذاقی سے اس کی افسردگی دور کرنے کی لئے کہا "مجھ سے شہ شواری سیکھ لینا کام آئے گی۔"

عفیرہ نے مسکرا کر کہا "تمہیں اپنی شہ سواری پر بڑا ناز ہے۔"

صفوان = "میں گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈال دیتا ہوں اور سرپٹ دوڑاتا ہوں کہ ہرن اتنا تیز نہیں دوڑ سکتا۔ گھوڑے کو ہرن سے ملا کر ہرن کی دم پکڑ کر اٹھا لیتا ہوں۔"

عفیرہ بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کے حسین لب کھل کر موتیوں جیسے سفید دانتوں کی بتیسی چمک کر بجلی سی گرا گئی۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا "کیوں نہیں ایسے ہی شہ سوار ہو۔"

صفوان = "اگر ہرن مل گیا تو میں تمہیں یہ تماشا دکھاؤنگا"

عفیرہ = "دکھانا بڑا دل چسپ ہو گا یہ تماشا"۔

صفوان = "اتنا دلچسپ ہو گا کہ بار بار دیکھنے کو تمہارا جی چاہے گا۔"

عفیرہ = "ہاں اگر تم دکھا سکے۔"

صفوان = "کیا تمہیں کچھ شک ہے اس میں؟"

عفیرہ = "ابھی میں کیا کہہ سکتی ہوں۔"

صفوان = "بعض لڑکیوں کے نام ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں بتاتے شرم آتی ہے۔"

عفیرہ = "میں کیوں بتاتی تمہیں اپنا نام۔"

صفوان = "تم نے نہ بتایا تو کیا مجھے معلوم نہ ہو گیا"۔

عفیرہ = "وہ کم بخت کاہنہ آمری۔"

صفوان = "اگر تم سیدھی طرح اپنا نام بتا دیتیں تو وہ کاہنہ کیوں آتی"؟

عفیرہ = "گویا تم نے کاہنہ کو بلا لیا۔"

صفوان = "اب جو کچھ تم سمجھو۔"

عفیرہ = "شاید تم ساحر ہو۔"

صفوان = "میں ساحر نہیں ہوں البتہ تم حسین ساحرہ ہو"۔

عفیرہ نے تیکھی چتون سے انہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا "کیا انکار ہے تمہیں اس سے

عفیرہ = "کچھ اور باتیں کیجئے۔"

صفوان = "معاف کرنا تم خفا ہو گئیں"۔

عفیرہ = "تم کہاں جا رہے ہو؟"

صفوان = "مدینہ منورہ۔"

عفیرہ = "کس لئے۔"

صفوان = "جہاد میں شرکت کرنے کے لئے"۔

عفیرہ پھر بے ساختہ ہنس پڑی۔ اس نے کہا "جہاد میں شریک ہونے کے لئے جا رہے ہو تم"

صفوان نے اس کے پھول سے شگفتہ چہرہ کی طرف دیکھ کر کہا "جی ہاں مگر تم ہنسی کیوں

عفیرہ = "کیا یہ ہنسی کی بات نہیں ہے کہ تم اور اس عمر میں جہاد کے لئے جا رہے ہو"؟

صفوان = "کیا مجھ سے تھوڑی عمر کے بچے جہاد میں شریک نہیں ہو رہے ہیں

عفیرہ = "ان کی اور بات ہے تم عذری ہو۔"

صفوان سمجھ گئے کہ عفیرہ کافی شوخ ہے۔ انہوں نے کہا "تم دیکھ تو کیا سکو گی لیکن ہاں انشاء اللہ سن لو گی کہ میں نے کیا کیا؟"

عفیرہ = "اور سناؤ گے تم۔"

صفوان = "جی نہیں سنانے والے سنا دیں گے۔"

عفیرہ = "سن لیں گے۔"

صفوان = "اگر تم شہ سواری سیکھ لو۔"

"تو کیا ہو؟" عفیرہ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔

صفوان = "شاید کسی وقت کام آئے۔"

عفیرہ = "شہ سواری میں میرا مقابلہ مشکل ہے۔"

صفوان = "یہ تجربہ تو مجھے ہو گیا ہے۔"

عفیرہ = "بات یہ ہے کہ میں نے تمہارا امتحان لیا تھا۔ یہ دیکھنے کو کہ تم میرا گھوڑا روک سکتے ہو یا نہیں۔"

صفوان = "اور شاید گری تھیں یہ دکھانے کو کہ ضرورت کے وقت اس طرح گھوڑے سے پھسل جایا کرتے ہیں۔"

عفیرہ کچھ محجوب ہو کر خاموش ہو گئی۔

یہ دونوں گھوڑوں کو بڑھائے چلے جا رہے تھے کہ عفیرہ نے ایڑ لگائی اور گھوڑ سرپٹ دوڑنے لگا صفوان نے بھی گھوڑے کو دبایا اور وہ دوڑ کر عفیرہ سے آگے نکل گیا صفوان کا گھوڑا جس پر عفیرہ سوار تھی خود بخود سرپٹ ہو گیا عفیرہ نے ہرچند اس کی باگ روکی لیکن نہ رکا اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اسے پھینک نہ دے اس نے جلدی سے پکارا۔ "عذری مجاہد اس قدر تیز نہ چلو۔"

صفوان نے گھوڑے کی رفتار کم کر دی اور جب عفیرہ برابر میں آئی تو کہا۔

"اب تو سیکھو گی شہسواری۔"

عفیرہ = "اتراؤ مت، میں صبح سے گھوڑے پر سوار ہوں تھک گئی ہوں۔"

صفوان مسکرا کر چپ ہو گئے۔ یہ دنوں کچھ تھوڑی ہی دور اور چلے تھے کہ سامنے سے ایک عرب گھوڑا دوڑاتے نظر آئے۔ عفیرہ نے انہیں دیکھ کر کہا "ابو آ رہے ہیں۔"

صفوان نے اس شوخ حسینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "کیا کہو گی ان سے" "تمہاری تعریف کروں" اس نے مسکرا کر کہا۔ پھر بولی "کام ہی تم نے ایسا کیا ہے۔"

صفوان = "نہیں کہہ دینا یہ گر رہے تھے۔ میں نے انہیں سنبھالنا چاہا لیکن توازن قائم نہ رہا خود بھی گر پڑی۔"

عفیرہ نے ہنس کر کہا "بات تو ٹھیک ہے۔"

عرب ان دونوں کے پاس آ گئے۔ صفوان نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر عفیرہ سے کہا "بیٹی اتنی دور نکل آئیں تم"

عفیرہ = "میں تو بچ گئی ابو۔"

اس نے تمام حال کہہ سنایا کہ کس طرح گھوڑا اسے ے بھاگا۔ کیسے رکاب ٹوٹ گئی۔ کیسے صفوان نے گھوڑا روکا۔ کیسے وہ گری اور کیسے کچلتے بچی۔ عرب نے صفوان کا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "نوجوان، تم نے میری بچی کی جان بچائی۔ میں تمہارا بہت مشکور ہوں۔"

صفوان = "جان خدا نے بچائی ہے۔ میں سبب بن گیا۔ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے اس میں شکریہ کی کیا ضرورت ہے۔"

اب یہ تینوں آہستہ آہستہ روانہ ہو گئے۔

○

چوتھا باب

عامر نجمی

چلتے چلتے عرب نے عفیرہ سے کہا "گھوڑا بڑا شائستہ ہے مگر تو شرارت کر کے اسے بھڑکا دیتی ہے۔ کئی دفعہ منع کیا مگر نہیں مانتی۔"

عفیرہ = "میں شرارت کرتی ہوں یا گھوڑا ہی شریر ہے۔"

عرب = "گھوڑا شریر ہوتا تو سوار ہی نہ ہونے دیتا اگر یہ نوجوان نہ آ جاتے تو آج تیری ساری شرارت رکھی رہ جاتی۔"

عفیرہ = "میں گرتی تھوڑا ہی' وہ تو رکاب ٹوٹ گئی۔"

عرب = "خدا نے بڑا فضل کیا۔ عہد کر کہ اب شرارت نہ کرے گی۔"

عفیرہ = "اب میں اس گھوڑے پر سوار ہی نہ ہوں گی۔"

عرب = "دوسرا گھوڑا بڑا منہ زور اور بد لگام ہے۔ اس پر سوار ہو گئی تو وہ ایک ہی دن میں تیرے مزاج درست کر دے گا۔"

عفیرہ = "میں ہی اسے سیدھا کردوں گی۔"

عرب = "کر چکی' مجھ سے تو سیدھا ہوتا نہیں' تجھ سے ہو جائے گا۔"

عفیرہ = "میں پہلے اسے رام کروں گی؟"

صفوان نے اس آہستگی سے کہ عفیرہ ہی سن سکے کہا "تم انسانوں کو رام کر سکتی ہو جانوروں کو نہیں۔"

عفیرہ نے دلفریب نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا۔ عرب نے عفیرہ سے کہا۔ "اس بھروسہ میں نہ رہنا یہ گھوڑا ہی شریر ہے۔"

دوسرے گھوڑے پر عرب خود سوار تھے۔ عفیرہ خاموش ہو گئی۔ عرب نے صفوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تمہارا کیا نام ہے نوجوان۔"

صفوان = "میرا نام صفوان ہے۔"

عرب = "کس قبیلہ سے ہو تم؟"

صفوان = میں بنی عذرہ سے ہوں۔"

عرب = "کس کے بیٹے ہو؟"

صفوان = "میں اصید کا بیٹا ہوں۔"

"اصید کے بیٹے ہو۔" عرب نے اپنے حافظہ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ یکایک انہیں کچھ یاد آ گیا۔ انہوں نے کہا "اصید' کہیں وہی تو نہیں جو اصانت کے بیٹے تھے"۔

صفوان = "جی ہاں وہی"

عرب خوش ہو گئے انہوں نے کہا۔ "وہ میرے دوست تھے میں اکثر جب بازار عکاظ جایا کرتا تھا تو ان کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔ اس وقت تم چھوٹے تھے یہ دس بارہ برس کی بات ہے میں نے ان کے انتقال کی خبر سنی تھی لیکن ایسی مصروفیت میں مبتلا تھا کہ تمہارے پاس نہ جا سکا۔"

صفوان = "آپ کا نام شاید عامر نجمی ہے۔"

عرب = "ہاں میرا یہی نام ہے۔"

صفوان = "ابو اکثر آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور ایک لڑکی کا بھی۔"

عامر نے ہنس کر کہا "وہ لڑکی یہی عفیرہ ہے۔ بڑی شرارت کیا کرتی تھی ان کے ساتھ اور تمہیں بھی تو پریشان کر دیا کرتی تھی۔ تمہیں تو یاد ہو گا۔"

صفوان نے عفیرہ کی طرف دیکھ کر کہا "ایک لڑکی یاد تو ہے مگر اس وقت اس کی ناک بہتی رہتی تھی عامر بہت ہنسے۔ انہوں نے کہا "اس عفیرہ ہی سے پوچھو۔ اس کی ناک بہتی رہتی تھی یا نہیں"۔

عفیرہ = "میں رابغ میں ایک لڑکا دیکھا کرتی تھی جس کا پیٹ مٹکا سا تھا۔ اکثر وہ راستہ میں لڑھک جایا کرتا تھا معلوم نہیں کون تھا۔"

عامر نے ہنس کر کہا "صفوان سے پوچھو؟"

عفیرہ نے مسکرا کر صفوان کو دیکھا۔ انہوں نے کہا "اور لڑکی بالکل کھپچی تھی ایسا معلوم ہوا کرتا تھا جیسے سوکھی لکڑی کو کپڑے پہنا دیئے ہوں۔ چلتے میں ڈگر ڈگر ہلا

کرتی تھی۔ ہاتھ میں سہارے کے لئے لکڑی رکھتی تھی۔"

عامر= "بھئی دبلی پتلی تو ضرور تھی یہ عفیرہ، مگر کبڑی نہیں تھی۔ نہ ہاتھ میں لکڑی رکھتی تھی۔ تمہارا پیٹ بھی مٹکا سا نہیں تھا۔ عرصہ کے بعد ملے ہو تم دونوں؟"

صفوان = "اور وہ بھی اتفاقیہ اگر یہ گھوڑے کی سواری جانتی ہوتیں اور گھوڑا ان کے قابو سے باہر نہ ہو جاتا تو شاید ملاقات بھی نہ ہوتی۔"

عامر= "گھوڑے کی سواری تو یہ خوب جانتی ہے مگر اسے عادت ہے کہ یہ گھوڑے کو پریشان کر دیا کرتی تھی۔ وہ بھڑک جاتا ہے اور اکثر اسے پھینک دیتا ہے لیکن یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتی۔"

عفیرہ = "مگر انہیں یقین نہیں آتا کہ میں شہسوار ہوں۔"

صفوان = "شہ سوار گرا نہیں کرتے۔"

عفیرہ = "خوب جو شہ سوار ہیں وہی گرا کرتے ہیں تو آموز نہیں گرتے کیا تم نے سنا نہیں؟"

گرتے ہیں شہ سوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

صفوان =" اگر میں نہ پہنچ جاتا تو ساری شہسواری دھری رہ جاتی۔"

عامر= " خدا نے تمہیں بھیج دیا تھا ورنہ آج اسے اس کی شرارتوں کی سزا مل جاتی۔"

عفیرہ = "رکاب ٹوٹ گئی۔ ورنہ میں گھوڑے کو ٹھیک کر دیتی۔"

صفوان = "گھوڑا بڑا شائستہ ہے جب یہ گریں تو یہ فوراً کھڑا ہو گیا۔"

عامر= " تم کہاں جا رہے ہو صفوان؟"

صفوان = "مدینہ منورہ۔"

"جہاد پر جانے کا ارادہ ہے انکا" عفیرہ نے طنزاً کہا

عامر= "کیوں بھئی جہاد پر جانے کا قصد ہے۔"

صفوان = "جی ہاں اسی ارادہ سے گھر سے آیا ہوں۔"

عامر= " بڑا مبارک ارادہ ہے میں بھی جہاد پر جانے ہی کے لئے آیا ہوں سنا ہے امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ نے ایرانیوں سے فیصلہ کن جنگ کرنے کا قصد کر لیا ہے۔"

صفوان = "میں نے بھی یہی سنا ہے۔"

عامر= "ملک شام کی مہم قریب تقریباً فتح ہو چکی ہے۔ ہرقل اعظم شام سے بھاگ گیا ہے۔ انطاکیہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ایران کے بھی کئی صوبے مسلمانوں کے تسلط میں آ گئے ہیں کچھ صوبے باقی رہ گئے ہیں۔ عجمی شہنشاہ یزدجرد آوارہ پھر رہا ہے۔ اسے ہزیمت اور اپنے دارالسلطنت چھن جانے کا بڑا رنج ہے وہ مسلمانوں کو ایران سے نکالنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے معلوم ہوا ہے اس نے زبردست لشکر فراہم کر لیا ہے اور وہ بھی آخری طور پر مسلمانوں سے ٹکرانے کی تیاری کر رہا ہے۔"

صفوان = "یہی بات ہے۔ اسی لئے امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ پوری ضرب لگانا چاہتے ہیں۔"

عامر= "انشاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی ضرور پوری ہو کر رہے گی کہ ایران فتح ہو جائے گا اور مسلمانوں کی حکومت وہاں قائم ہو جائے گی۔"

صفوان = "اس پیشین گوئی کا ایک حصہ تو پورا ہو چکا ہے۔ ایرانی دارالسلطنت مداین فتح ہونے پر ایرانی حکومت کا خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ آ چکا ہے۔ دوسرا حصہ بھی انشاء اللہ پورا ہو جائے گا۔"

عامر= "انشاء اللہ"

اب یہ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں سے انہیں قافلہ کے چند خیمے جو نصب تھے نظر آنے لگے چند کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ تھے۔ ان کے سایہ میں خیمے نصب تھے۔ عرب کے ریگستان میں کھجوروں کے چند درخت بھی بڑی نعمت سمجھے جاتے ہیں ان درختوں کا سایہ مسافروں کو بڑی راحت پہنچاتا ہے۔ اس وقت دوپہر ہو گئی تھی۔ بگولے اٹھنے لگے تھے اکثر ریت اڑ اڑ کر آنکھوں میں بھر جاتی تھی۔"

ان کے چاروں طرف ریت کا میدان پھیلا ہوا تھا۔ اس میدان میں دور فاصلہ پر ریت کے سربفلک تودے تھے۔ سفید ذرے جگمگا رہے تھے گویا ریت کا سمندر تھا ہوا نے اس میں لہریں سی پیدا کر دی تھیں۔ عامر نے کہا " ذرا اور تیز چلو باد سموم چلنے والی ہے۔ کہیں ہم قافلہ سے بچھڑ نہ جائیں۔"

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جسموں کو جھلسا دینے والی تیز ہوا اس زور سے چلتی تھی کہ ریت کے تودے اکھڑ جاتے تھے اور گرد و غبار سے راستہ نظر آنا بند ہو جاتا تھا۔ رہرو راستہ سے بھٹک کر کہیں کے کہیں جا نکلتے تھے آنکھیں کھلتی تھیں نہ وہ کچھ دیکھتے تھے۔ اور جب ہوا کا زور کم ہوتا ان کی آنکھیں کھلتیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ راہ سے بے راہ ہو گئے ہیں معلوم نہیں کہ منزل کتنی دور جا پڑی۔

ان تینوں نے تیزی سے چلنا شروع کیا۔ گھوڑے بھی شاید اس بات کو سمجھ گئے کہ اگر جلد قافلہ میں نہ پہنچ گئے تو باد صرصر انہیں لے اڑے گی اور آندھی کا طوفان انہیں کہیں کا کہیں پہنچا دے گا۔ چنانچہ وہ سرپٹ دوڑنے لگے اور قافلہ میں پہنچ گئے۔

صفوان نے عامر سے کہا۔ " میں اجازت چاہتا ہوں۔"

عامر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر کہا " کہاں جاؤ گے اب ؟"

صفوان = " کچھ راستہ اور طے کر لوں گا"

عفیرہ = "شاید ان کا ارادہ ہوا سے لڑنے کا ہے۔"

عامر = "بیٹا اب کہیں نہ جاؤ۔ تمہارے باپ میرے دوست نہیں بھائی تھے۔ میں تمہارا چچا ہوں۔ میرا خیمہ تمہارے لئے موجود ہے۔ میرے ساتھ رہنا۔"

صفوان = "میری موجودگی سے آپ کو یا عفیرہ کو تکلیف ہو گی۔"

عامر = "ہمیں کوئی تکلیف نہ ہو گی۔"

صفوان ان کے ساتھ چل پڑے۔

پانچواں باب

شوخی

صفوان عامر کے خیمہ پر پہنچ گئے۔ یہ قافلہ بہت مختصر تھا۔ چند خیمے تھے جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے کھڑے تھے۔ چند کمبل کھجور کے تنوں پر تان کر سایہ کر لیا گیا تھا۔ اگرچہ تیز ہوا خیموں اور کمبلوں کو جھنجھوڑ رہی تھی مگر خیمے مضبوطی سے نصب تھے اور کمبل اس طرح باندھے گئے تھے کہ کھلنے کا امکان ہی نہیں تھا ہوا ان سے سر پٹک کر چلی جاتی تھی۔

گرمی بہت بڑھ گئی تھی۔ سخت قسم کی لو چل رہی تھی بگولے اٹھ رہے تھے۔ ریت اڑ اڑ کر اس طرح آ آ کر پڑ رہی تھی جیسے کوئی الٹ رہا ہو۔ کھجوروں کے سربفلک ' درختوں کی وجہ سے اس جگہ بڑا امن تھا۔ قافلہ والے خیموں کے اندر اور کمبلوں کے سائے میں گھسے بیٹھے تھے۔

عامر اور صفوان نے گھوڑے باندھے۔ عفیرہ ان سے پہلے خیمہ کے اندر چلی گئی تھی جب یہ دونوں پہنچے تو وہ منہ ہاتھ دھو چکی تھی انہوں نے بھی ایک طرف بیٹھ کر منہ ہاتھ دھویا اور اطمینان سے بیٹھ گئے۔ خیمہ کے اندر بڑا امن تھا کیونکہ یہ خیمہ دوہرا تھا۔ اس کے دروازہ کا پردہ بھی بڑا دبیز تھا۔ ہوا کا گزر کم ہوتا تھا۔ کافی ٹھنڈ تھی۔ عامر نے کہا۔ " مہمان کے لئے کچھ کھانے کو لاؤ بیٹی۔"

عفیرہ خود ہی کھانا نکال رہی تھی اس نے کہا " لا رہی ہوں ابو۔"

وہ کھانا لے آئی' دستر خوان بچھ گیا۔ تینوں بیٹھ گئے اور کھانے لگے۔ کھانا کیا تھا جو کے بے چھنے آٹے کی روٹی تھی اور ز[illegible]ا تیل تھا تیل میں ڈبو ڈبو کر روٹی کھا رہے تھے۔

کھانے سے فارغ ہو کر عامر دیر تک صفوان سے ان کے والد کے متعلق پوچھتے رہے چونکہ دن بہت بڑا ہوتا تھا اس لئے آرام کرنے کو جی چاہتا تھا ۔ عامر اور صفوان ایک طرف پڑ گئے اور عفیرہ دوسری طرف لیٹ گئی کچھ دیر کے بعد عامر کی آنکھ لگ گئی صفوان اور عفیرہ دونوں پڑے جاگتے رہے ۔

جب دن ڈھل گیا تب عامر اٹھے ۔ وضو کیا اور خیمہ سے باہر نکل کر اذان دی ۔ اذان کی آواز سنتے ہی سب لوگ خیموں اور کمبلوں سے باہر نکل آئے سب نے وضو کئے ۔ پہلے چار رکعت سنت پڑھیں پھر جماعت کے ساتھ فرض ادا کئے ۔ عامر امیر قافلہ تھے ۔ انہوں نے نماز پڑھائی ۔ فرضوں کے بعد دو رکعت سنت اور نفل کی نماز پڑھ کر سب اپنی اپنی جگہ چلے گئے ۔

صفوان جب خیمہ میں داخل ہوئے تو عفیرہ نماز پڑھ کر اٹھی تھی ۔ عامر کسی سے باتیں کرتے رہ گئے تھے ۔ عفیرہ نے کہا ۔ "پڑھ آئے نماز"

صفوان = "جی ہاں ' اللہ قبول کرے "۔

عفیرہ = "بڑی تیز باد سموم چل رہی ہے خیمہ کے اندر بھی بدن پھنکا جاتا ہے "۔

صفوان = " جی ہاں ۔ ایک وہ نازنیں ہیں جن کے جسم خیموں کے اندر پھنکے جاتے ہیں ۔ ایک وہ اماں حوا کی بیٹیاں ہیں جو کڑی دھوپ اور تیز لو میں ریگ زار میں پھر رہی ہیں۔"

عفیرہ = "ایک وہ نوجوان ہیں جو باد سموم اور آفتاب کی تمازت سے بچنے کے لئے خیموں میں پناہ ڈھونڈتے ہیں اور ایک وہ ابن آدم ہیں جو کڑی دھوپ اور گرم ہوا کے طوفان میں صحرائے گلگوں ' زار میں بے محابا سفر کر رہے ہیں ۔"

صفوان = "میں بھی ان میں ہی ہوں اور سفر جاری رکھنا چاہتا تھا لیکن ۔"

" ہمت نہیں ہوتی ۔" عفیرہ نے ہنس کر کہا ۔

صفوان = "تم حقیقت سے انکار کر رہی ہو ۔ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ابو نے روک لیا ۔"

عفیرہ = "اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ۔ بھاڑ جیسے ریگ زار میں جانے کی ہمت

نہیں ہوئی ابو نے ذرا کہا رک گئے "

صفوان = "پھر دکھاؤں تمہیں اپنی جفاکشی اور ہو جاؤں ابھی روانہ ۔"

عفیرہ = "سمجھ لیا ہے نہ کہ اب کچھ اور دیر میں ہوا رک جائے گی ۔ آفتاب کی تمازت کم ہو جائے ۔ کچھ دیر مجھ سے باتیں کرنا کچھ دیر ابو سے اتنے میں ٹھنڈا وقت ہو ہی جائیگا ۔"

صفوان = "اچھا کل چلیں گے عین دوپہر کے وقت ۔"

عفیرہ = "باد تند کے طوفانوں کو دیکھ کر حواس جاتے رہیں گے شہ سوار صاحب "۔

صفوان = "میں ان میں ہوں جو طوفانوں سے ٹکرا جاتے ہیں اور جنہیں دیکھ کر طوفان پیچھے ہٹ جاتے ہیں ۔"

عفیرہ = "او ہو ہو ... اسی لئے ہوائے تند کے جھونکے اور تیز ہو گئے ہیں جاؤ باہر روک دو نہ ہوا کے طوفان کو ۔"

عفیرہ ہنس پڑی ۔ اس وقت عامر آ گئے ۔ انہوں نے کہا "کیسے کہہ رہی ہو عفیرہ باد تند کے طوفاں کو روک دینے کو ؟"

عفیرہ نے صفوان کے طرف اشارہ کر کے کہا " ان سے .... یہ کہتے ہیں مجھے دیکھ کر ہوا کے طوفان پیچھے ہٹ جاتے ہیں ۔"

عامر = "ارے بھائی صفوان اس شوخ عفیرہ کی بات کا برا نہ ماننا یہ چھوٹی سی تھی تب بھی شریر تھی اور اب تو اور بھی شریر ہو گئی مگر یہ جھگڑا اٹھا کس بات پر ؟"

صفوان = "ان سے ہی پوچھئے ۔"

عفیرہ = "تم ہی بتاؤ نہ "۔

صفوان = "یہ کہہ رہی تھیں کہ ایسی سخت باد سموم چل رہی ہے کہ خیمہ کے اندر ہی بدن پھنکا جاتا ہے ۔ میں نے کہہ دیا ایک تم ہو کہ خیمہ کے اندر پھنکی جا رہی ہو ایک وہ ہیں جو تیز لو میں ریگ زار میں پھر رہی ہیں ۔"

عامر = "بات تو تم نے ٹھیک کہی تھی ۔"

عفیرہ = "مرد ہو نہ ابو اس لئے مرد کی طرفداری کرنے لگے ' وہ بھی تو خدا

کے بندے ہیں جو تیز دھوپ سخت لو اور گرم ریت پر پیدل سفر کرتے ہیں ۔"

عامر = "وہ ہمارے بھائی ہی تو ہوتے ہیں ۔"

عفیرہ = "اور ایک یہ تمہاری جنس کے ہیں جو طوفان سے ڈر کر خیمہ میں پناہ لیتے ہیں ۔"

عامر = "یہ تو چلے جا رہے تھے میں نے روک لیا ہے انہیں ۔"

صفوان = "یہ اس بات کو نہیں مانتیں ۔"

عفیرہ = "اب دو ہو گئے نہ تمہیں ماننا ہی پڑے گا ۔"

صفوان = "گویا زبردستی ۔"

عفیرہ = "بہت خوشی سے ۔"

صفوان = "شکریہ تم نے حقیقت ۔"

عفیرہ = "جیت گئے نہ تم ۔"

صفوان = "عورتوں سے مرد کبھی نہیں جیت سکتا "۔

عامر = " بالکل ٹھیک کہا تم نے جو ہار کر بھی جیت جائیں ۔ ان کی جیت کا کیا ٹھکانا "

عفیرہ = "اب کیا کہہ دوں میں ؟"

عامر = "اس میں کچھ کہنے کی گنجائش نہیں ہے اس بحث کو بند کرو اور یہ بتاؤ رات کے کھانے کا کیا انتظام ہے ۔"

عفیرہ = "جو کچھ کہو تیار کر دوں ۔"

عامر = "مجھ سے کیا پوچھتی ہو کوئی بکرا وکرا ذبح کر ڈالو ۔"

عفیرہ نے ہنس کر کہا " میں اور بکرا ذبح کر ڈالوں ۔ "

عامر = "صفوان تمہاری مدد کریں گے ۔"

عفیرہ = "اگر انہیں دیکھ کر ہوا کا طوفان آ گیا تو ۔"

صفوان = "میری صورت دیکھتے ہی پلٹ جائے گا ۔"

عامر نے ہنس کر کہا ۔ " بس تو طوفان آنے ہی کا نہیں "

عفیرہ نے خیمہ سے نکل کر ایک بکرا ذبح کیا اور واپس آ کر کہا " میں نے بکرا ذبح کر دیا

ہے تم اس کی کھال اتار لو ۔ "

صفوان = "میں مجاہد ہوں ۔ قتل کر سکتا ہوں ۔ ذبح کر سکتا ہوں ۔ کھال اتارنا میرا کام نہیں ہے یہ کام عورتوں کا ہے ۔"

عامر = "تو شریر ہے ہی مگر یہ بھی ۔"

عفیرہ نے قطع کلام کر کے کہا " کچھ کم نہیں ہیں جو اب دیتی مگر یہ مہمان ہیں "

عامر = "مہمانوں سے کام بھی تو نہیں لیا کرتے بیٹی ۔ "

عفیرہ گئی کھال اتارنے لگی صفوان بھی پہنچ گئے انہوں نے کہا " لاؤ خنجر مجھے دو نازک ہاتھ دکھ جائیں گے ۔ "

عفیرہ نے کچھ عجب نگاہوں سے صفوان کو دیکھا ۔ مسکرائی اور کہا " میرے بازو میں اس قدر قوت ہے کہ ..... "

"بکرا ذبح کر سکتی ہو " صفوان نے ہنس کر کہا ۔ دونوں کی آنکھیں ملیں اور دونوں ہنس کر چپ ہو گئے ۔ رات کے وقت کھانا کافی لذیذ تھا تینوں نے شکم سیر ہو کر کھایا ۔ کچھ گوشت قافلہ والوں کو بھی دے دیا ۔ دوسرے روز صبح کی نماز پڑھ کر قافلہ والوں نے کوچ کی تیاری شروع کی ۔ خیمے اکھاڑے گئے سامان باندھ کر اونٹوں اور گھوڑوں پر لادا گیا اور یہ قافلہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا ۔

چھٹا باب

امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ

یہ قافلہ مدینہ منورہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ بڑے شوق اور بڑی عقیدت سے ان میں بعض وہ لوگ تھے جو پہلے بھی اس مقدس شہر میں ہو آئے تھے بعض وہ تھے جنہوں نے اب تک اس کی زیارت نہیں کی تھی۔ جوں جوں منزلیں طے ہو رہی تھیں اور مدینہ کا فاصلہ کم رہتا جاتا تھا۔ ان لوگوں کی خوشی بڑھتی جاتی تھی۔ ان کی آرزو تھی کہ ان کے پر لگ جائیں اور وہ اڑ کر اس مقدس شہر پہنچ جائیں۔

مدینہ کا پرانا نام یثرب ہے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب آباد ہوا اور کس نے آباد کیا۔ تاریخوں سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانہ میں یہودی وہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔ یثرب کی کوئی شہرت نہیں تھی سوائے اس کے کہ وہ عرب میں مکہ کے بعد ایک بڑا شہر تھا اور مکہ سے جو قافلے ملک شام کو تجارت کے لئے جاتے وہ چند روز اس شہر میں قیام کر کے ستا لیا کرتے تھے۔

لیکن جب فخر بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی تعدیوں اور چیرہ دستیوں سے تنگ آکر ہجرت کی اور یثرب میں آگئے تو یہ شہر دنیا بھر میں مشہور ہو گیا۔ اس کا نام یثرب سے مدینہ الرسول یعنی رسول کا شہر پڑ گیا وہ کچھ عرصہ کے بعد مختصر ہو کر رہ گیا۔ آج بھی یہ مقدس شہر دنیا بھر میں اسی مبارک نام سے مشہور ہے تاریخوں اور جغرافیوں میں مدینہ ہی لکھا جاتا ہے اور مرجع خلائق ہے جو لوگ حج کے لئے مکہ معظمہ جاتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ بھی جاتے ہیں۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس نے رسول اللہؐ کی تربت کی زیارت کی اس

نے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی زیارت کی اور جس نے رسول اللہ صلعم کی زیارت کی اس پر دوزخ کی آنچ حرام ہو گئی۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ اگر مسلمان خلوص اور عقیدت سے مزار مبارک کی زیارت کرے۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ لائے۔ اس کی عبادت کرتا رہے تو اس پر دوزخ حرام ہو جائے گی۔

آخر ایک روز یہ قافلہ ایسے مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں سے قبا کی اونچی اونچی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ ان عمارتوں کو دیکھ کر ان لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

قبا مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک بستی تھی مگر وہ مدینہ کا محلّہ ہی کہلاتا تھا۔ رسول اللہ صلعم بھی ہجرت کر کے اول اسی مقام پر تشریف لائے تھے۔

جب یہ قافلہ قبا کے قریب پہنچا تو دوپہر ہو گئی تھا۔ آفتاب میں غضب کی شدت آگئی تھی۔ دھوپ اِس قدر تیز ہو گئی تھی اور اس نے ریت کو ایسا تپا دیا تھا کہ اس میں دانے بھونے جا سکتے تھے۔ بادسموم کے تیز و تند جھونکے چل رہے تھے مگر چونکہ مدینہ کی طرف کھجور کے باغات تھے اس لئے یہاں دھوپ اور ہوا میں ایسی اذیت دہ سختی نہ تھی جیسی ریگستانوں کے میدانوں میں ہوا کرتی ہے۔ جس مقام پر درخت ہوتے ہیں وہاں سخت دھوپ کی گرمی اور لو کی سختی کم اثر کرتی ہے۔

یہ لوگ چاہتے تھے کہ جھپٹ کر دیار رسول صلعم میں داخل ہو جائیں مزار مبارک کی زیارت کریں اور مسجد نبوی میں نماز پڑھیں اس لئے انہوں نے اپنے قدم اور تیز کر دیئے۔

یہ قافلہ چلا جا رہا تھا کہ انہوں نے سرراہ ایک ببول (کیکر) کے درخت کے نیچے ایک اعرابی کو اس شان سے سوتے دیکھا کہ ان کے سر کے نیچے تکیہ کے بجائے ایک پتھر رکھا تھا جو قمیض وہ پہنے تھے اس میں کئی پیوند لگے تھے۔ شلوار کے دونوں پائنچوں میں بھی پیوند تھے بڑی بے تکلفی سے پڑے خواب شیریں کے مزے لے رہے تھے۔ ان کے قریب بڑا درہ تھا۔ پیروں میں ٹوٹے ہوئے سے چپل تھے۔

ببول کا درخت کچھ زیادہ بڑا اور چھتناور نہیں تھا اس کی ٹہنیوں اور شاخوں میں سے دھوپ چھن چھن کر اعرابی کے اوپر پڑ رہی تھی بلکہ ایک طرف سے سایہ دوسری طرف بڑھ گیا تھا اور اس طرف سے دھوپ اعرابی پر پھیلنے لگی تھی۔

یہ قافلہ درخت سے کچھ فاصلہ پر ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا۔ عامر اور صفوان گھوڑوں پر سوار سب سے آگے تھے عامر نے غور سے اعرابی کو دیکھ کر کہا۔ "کہیں یہ امیر المومنین تو نہیں۔"

صفوان بھی انہیں دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا "میں نے اب تک امیر المومنین کو دیکھا نہیں ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں"

عامر = "میں نے بھی صرف ایک ہی مرتبہ دیکھا ہے میرا دل کہتا ہے یہ امیر المومنین ہی ہیں۔

صفوان = "لیکن وہ مدینہ سے باہر تنہا جنگل میں کیوں آئے"

عامر = "میں نے سنا ہے وہ کبھی ملک شام کے راستہ پر کبھی ایران کے راستہ پر اور کبھی یمن اور مکہ کے راستہ پر قافلوں اور قاصدوں کے انتظام میں نکل آتے ہیں۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ضرور امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ ہیں ان کے پاس درہ پڑا ہے اور درہ وہی رکھتے ہیں۔"

صفوان = "ان پر دھوپ پھیلتی جاتی ہے اگر ہم ان پر سایہ کر دیں۔"

عامر = "بڑا ثواب ہو گا۔ یہ مرد خدا خلافت کے کاموں یتیموں' بیواؤں اور مسکینوں کو آرام وراحت پہنچانے میں اس قدر مصروف رہتے ہیں کہ اپنے آرام کا مطلق خیال نہیں کرتے۔ اکثر قاصدوں کا انتظار کرتے کرتے جنگل میں کسی درخت کے نیچے پڑ کر سو جاتے ہیں۔ آؤ ان پر سایہ کر دیں۔"

دونوں گھوڑوں سے اترے کمبل لے کر دبے قدموں چلے اور کمبل تان کر اس طرح کھڑے ہو گئے جس سے سونے والے اعرابی پر دھوپ نہ پڑے۔

قافلہ والوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ جانشین رسول صلعم خلیفہ دوئم امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ ببول کے نیچے آرام فرما رہے ہیں ان سب لوگوں کو ان کی زیارت کا بڑا اشتیاق تھا لیکن وہ انہیں دیکھنے کے لئے اس لئے ان کے پاس نہیں گئے کہ وہ جاگ نہ جائیں۔ ان سے بڑی عقیدت تھی وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے آرام میں مخل نہ ہوں۔

عامر اور صفوان کو سایہ کیئے کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ اعرابی اٹھ گئے۔

انہوں نے ان دونوں کو حیرت سے کہا "تم ....."

عامر نے عرض کیا "یا امیر المومنین میں عامر تمیمی ہوں۔"

یہ اعرابی امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ ہی تھے انہوں نے صفوان کی طرف اشارہ کر کے کہا "اور یہ .....؟"

صفوان نے عرض کیا "خلیفہ اسلام' میں صفوان عذری ہوں۔"

امیر المومنین = "کس لئے آئے ہو تم؟"

عامر = "ہم جہاد کے لئے آئے ہیں۔"

امیر المومنین = "میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں نے رات خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص اس طرف سے آیا۔ وہ ایران گیا اور اس نے ایرانیوں کو ہزیمت دیکر یزدجرد کو بھگا دیا میں دوپہر کے قریب یہاں آ گیا اور اس شخص کا انتظار کرنے لگا ممکن ہے تم میں ہی وہ شخص ہو۔"

یزدجرد ایران کا بادشاہ تھا۔ وہ ایران کے مشہور خاندان کیان سے تھا نوشیرواں کی اولاد میں تھا وہ مسلمانوں سے شکست کھا کر بھاگتا پھر رہا تھا۔ آجکل خراسان کے علاقہ میں تھا اور وہاں کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کر رہا تھا۔ یہ واقعہ ۲۳ھ کا ہے۔

عامر نے کہا "یا امیر المومنین دعا فرمایئے کہ وہ شخص ہم میں سے ہی ہو جو یزدجرد کو مار ڈالے یا گرفتار کرے یا ملک بدر کر دے۔"

تمام مسلمانوں میں یہ بات مشہور تھی کہ حضرت عمرؓ جو دعا فرما دیتے ہیں وہ عام طور قبول ہوتی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا "خدا بہتر جانتا ہے وہ شخص کون ہو گا۔" تم نے میرے لئے بہت اذیت اٹھائی خود دھوپ میں رہے مجھ پر سایہ کیا۔"

عامر = "ہمارے دلوں میں اس قدر آپ کی محبت اور عقیدت ہے کہ جی چاہتا ہے آپ پر سے قربان ہو جائیں۔"

امیر المومنین۔ "خدا اور خدا کے رسولؐ سے محبت اور عقیدت رکھو میں تو خدا کا ایک گنہگار بندہ ہوں"۔

اس وقت تمام قافلہ والے آپ کے گرد جمع ہوئے آپ اٹھے آپ نے کہا "اب مدینہ چلو"

وہ پاپیادہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اب کس کی مجال تھی کہ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہوتا ۔ بچے اور عورتیں تو محلوں میں رہیں ۔ مرد سب پیدل چلے ۔ آگے حضرت عمرؓ تھے ۔ پیچھے قافلہ والے تھے اول وہ قبا میں داخل ہوئے لو سے بچنے کے لئے لوگ گھروں میں گھسے ہوئے تھے اور ان کے محبوب فرمانروا جنگل سے آ رہے تھے ۔

قبا کو طے کر کے یہ لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے یہاں انہوں نے ہنگامہ سا دیکھا لوگ دوڑ دوڑ کر آ رہے تھے اور مسجد نبویؐ کی طرف جا رہے تھے جب یہ مسجد کے قریب پہنچے تو انہوں نے وہاں عظیم مجمع دیکھا چند جانور ایسے دیکھے جو اونٹ کے برابر اونچے مگر سیاہ رنگ کے اور بڑے موٹے تازے تھے ' وہ ان جانوروں کو دیکھ کر حیران رہ گئے ۔

ساتواں باب

مال غنیمت

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھتے ہی لوگ ادب سے ہٹنے اور دبنے لگے آپ نے فرمایا " یہ مال غنیمت کہاں سے آیا ہے ؟ "

ایک عرب آگے بڑھے ۔ وہ گرد و غبار میں اٹے ہوئے تھے معلوم ہوتا تھا دور سے سفر کئے آ رہے ہیں ۔ انہوں نے سلام کیا ۔ امیر المومنین نے سلام کا جواب دیکر انہیں غور سے دیکھا اور پوچھا " تم کہاں سے آ رہے ہو ۔ "

عرب نے جواب دیا ۔ "میں مکران سے آ رہا ہوں ۔"

" مکران سے " امیر المومنین نے کہا ۔ کچھ غور کرنے لگے پھر فوراً ہی بولے

"شاید تم حکم بن عمر التغلبی کے قاصد ہو ۔ "

حضرت عمر فاروقؓ نے مکران کی مہم پر حکم بن عمر التغلبی کو مامور کیا تھا مکران پر مہم بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یزدجرد نے ایک طرف اصفہان سے لے مکران تک اور دوسری طرف اصفہان سے لے کر کرمان ' سیستان ' نیشاپور ' ہرات اور مرو تک مسلمانوں کے خلاف جوش و غضب کا طوفان پیدا کر دیا تھا ۔

چنانچہ امیر المومنین نے ایران کے ان مسلم گورنروں کو جو ایران کے کئی صوبوں پر قابض تھے حکم بھیج دیا کہ ادھر سے ایرانی فوجیں نہ گزرنے پائیں ۔ اپنے اپنے صوبہ کی ناکہ بندی کر لیں اور حکمؓ بن عمر التغلبی کو مکران پر اور احنف بن خمیس کو خراسان پر یزدجرد کے تعاقب میں مامور کیا تھا ۔

عرب نے جواب دیا "جی ہاں ' میں آپ کے عامل (گورنر) حکم بن عمر التغلبی کا قاصد ہوں ۔"

امیر المومنین = "خوش آمدید شاید تم فتح کی خوشخبری لے کر آئے ہو"

عرب = "جی ہاں یا امیر المومنین میں فتح کی بشارت اور مال غنیمت لے کر حاضر ہوا ہوں۔"

"خدا کا شکر ہے" حضرت عمرؓ نے کہا اور اسی وقت اسی جگہ سجدہ میں گر گئے آپ کا یہ معمول تھا کہ فتح کی خوش خبری سن کر سجدہ شکر ادا کیا کرتے تھے۔

جب آپ نے سر اٹھایا تو آپ کی پیشانی اور ناک غبار آلود ہو گئی تھی آپ نے عرب سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے یا اخی "اے بھائی"

عرب نے جواب دیا۔ "میرا نام صحارؓ عبدی ہے"۔

"صحارؓ عبدی....."

حضرت عمرؓ نے سر جھکائے ہوئے کہا۔ پھر فوراً ہی نظر اٹھا کر صحارؓ کو دیکھا اور کہا "تم تو شاعر بھی ہو۔"

حضرت عمرؓ فاروق کو ہر قبیلہ کے مشہور آدمیوں اور ان کے علم وہنر سے پوری پوری واقفیت تھی۔ صحارؓ نے عرض کیا "جی ہاں مجھے شاعری کا کچھ شوق ہے"

امیر المومنین = "مال غنیمت میں تم ہاتھی بھی لائے ہو۔"

صحارؓ = "جی ہاں چند ہاتھی بھی ہیں۔ مکران کا راجہ راسل ہاتھی لیکر لڑنے آیا تھا۔"

امیر المومنین = "لڑائی کے واقعات ظہر کی نماز کے بعد بیان کرنا۔ اب آرام کرو مال غنیمت مسجد کے صحن میں ڈھیر کر دو۔"

حضرت عمر فاروقؓ چلے گئے۔ صحارؓ نے مال غنیمت مسجد کے صحن میں ڈھیر کر کے کمبلوں سے ڈھک دیا خود مسجد میں داخل ہوئے۔ عامر کا قافلہ مسجد کے ایک طرف مقیم ہو گیا۔ خیمے نصب کر کے ان میں عورتوں اور بچوں کو اتار دیا۔ مرد مسجد میں چلے گئے تماشائی بھی رخصت ہو گئے۔ صرف چند بچے وہاں باقی رہ گئے۔

بچے ہاتھیوں کو دیکھ رہے تھے جو بڑے ڈیل ڈول کے تھے شاید انہوں نے پہلے کبھی ہاتھی نہیں دیکھے تھے۔ تعجب میں تھے کہ ان کے منہ کس طرف ہیں ایک طرف دمیں تھیں اور دوسری طرف سونڈیں سونڈوں کے نیچے منہ تھے جب وہ سونڈوں سے

پھنکارے مارتے تھے تو بچے اچھل پڑتے تھے۔

ہاتھی بھی عجیب ڈھنگ کا بے ڈول سا اور مہیب جانور ہے۔ غیر مسلم، مسلمانوں کے سامنے ہاتھی اس لئے لائے تھے تاکہ ان کے گھوڑے ان عظیم الجثہ اور مہیب صورت جانوروں کو دیکھ کر بھڑک جائیں۔

چونکہ عربی گھوڑوں کا سابقہ ہاتھیوں سے نہیں پڑتا تھا۔ اس لئے وہ ان دیو پیکر جانوروں کو دیکھ کر بھڑک جاتے تھے۔ اس سے اسلامی لشکر میں ابتری پیدا ہو جاتی تھی لیکن مسلمان گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہو جاتے تھے اور ہاتھیوں کو مشکوں پر نیزے اور سونڈوں پر تلواریں مارتے تھے۔

تھوڑی دیر میں ظہر کی اذان ہوئی۔ مدینہ کے لوگ اذان کی آواز سنتے ہی اس طرح دوڑ پڑے جیسے انہیں کوئی نعمت تقسیم کرنے کے لئے بلایا جا رہا ہو، یہ ان کا پانچوں وقت کا معمول تھا۔ ہر شخص اذان سنتے ہی مسجد کی طرف چل پڑتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی شخص گاہک کو تول کر کوئی سودا دے رہا ہے اور اذان ہو گئی وہ فوراً ترازو رکھ دیتا تھا تلی ہوئی چیز پلڑے میں رکھی رہ جاتی تھی نہ گاہک کو دی جاتی تھی۔ نہ گاہک لیتا تھا بلکہ دونوں سیدھے مسجد کی طرف چل پڑتے تھے۔ انہیں کبھی یہ خیال نہیں ہوتا تھا کہ گاہک ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ ان کا خدا پر بھروسہ تھا۔ انہیں یقین تھا کہ اگر وہ نہیں تو خدا اور گاہک بھیجے گا اور ایسا ہی ہوتا تھا۔

ایک ہم مسلمان ہیں۔ اذان سنتے ہیں۔ ٹس سے مس نہیں ہوتے اول تو ۹۰ فیصدی نماز ہی نہیں پڑھتے اور جو دس فیصدی پڑھتے ہیں ان میں سے بھی زیادہ ترکی یہ کیفیت ہے کہ سستی سے وقت ٹلا کر پڑھتے ہیں اور جو تجارت پیشہ ہیں وہ تو خریداروں کی تاک میں بیٹھے رہتے ہیں۔

دراصل ہمارا خدا پر بھروسہ نہیں ہے۔ ہم تقدیر کے قائل نہیں ہیں اپنی حکمتوں اور تدبیروں پر ناز کرتے ہیں اور اکثر ہماری تدبیریں الٹی ہو جاتی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ ہم نام کے مسلمان ہیں۔ خدا کی یہ بھی رحمت اور مہربانی ہے کہ وہ ہم نام کے مسلمانوں کو اس لئے نوازتا ہے کہ ہمیں مسلمان کہا جاتا ہے۔

غرض چند ہی منٹ میں مسجد نبوی بھر گئی۔ سب نے جماعت کے ساتھ نماز ادا

کی ۔ جب نماز سے فراغت ہو گئی تب امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا " سب لوگ ٹھہر جائیں خدا نے مکران فتح کر دیا ہے صحارؓ عبدی مال غنیمت لے کر آئے ہیں وہ اس جنگ کے کچھ حالات بیان کریں گے ۔"

سب لوگ اپنی اپنی جگہ اطمینان سے بیٹھ گئے ۔ حضرت عمرؓ نے صحارؓ کو اشارہ کیا وہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہنا شروع کیا۔

"یا ایھا الناس (اے لوگو) میں سب سے پہلے اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو تنہا ہے ۔ سب کا خالق اور رازق ہے ' نرالی شان والا 'عظیم عظمت' والا بڑی بزرگی والا نہایت مہربان اور بڑا رحم والا ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ اسی کو سجدہ روا ہے۔

اس کے بعد اس کے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتا ہوں جو بھٹکے ہوئے بندوں کو سیدھا راستہ دکھانے ' کفر و شرک سے بچا کر خدا کے سامنے جھکانے آئے تھے ۔ ان پر درود ایک بار نہیں ہزار بار درود ۔

اب میں واقعہ مکران کا بیان کرتا ہوں ۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے حکم بن عمر الثعلی کو مکران کی مہم پر مامور کیا تھا حکم پانچ ہزار لشکر لے کر چلے اور مکران میں داخل ہو گئے ۔ راسل بیس ہزار لشکر لے کر مقابلہ میں آیا ۔ اپنے ساتھ بڑے ڈیل ڈول کے کئی ہاتھی بھی لایا ۔ حکمؓ نے اسے صلح کا پیغام دیا ۔ اس نے منظور نہیں کیا اور ایک روز تمام لشکر لے کر مسلمانوں پر آ پڑا ۔ لشکر کے آگے ہاتھی تھے ۔ ہاتھیوں نے مجاہدوں کو پامال کرنا شروع کر دیا ۔

مسلمان ہتھیار لے کر پاپیادہ دوڑے اور انہوں نے جرات اور ہمت سے کام لے کر ہاتھیوں کا مقابلہ کیا ۔ کئی ہاتھیوں کی سونڈیں کاٹ ڈالیں ۔ اس سے ہاتھی گھبرا کر بھاگے اور اپنے ہی لشکر کو روندتے ہوئے نکلے چلے گئے ۔

ہاتھیوں کی اس ہزیمت سے مشرکوں کے لشکر میں بڑی ابتری پھیل گئی۔ مسلمانوں کو سنبھلنے کا موقع مل گیا ۔ انہوں نے جوش میں آ کر اس سختی سے حملہ کیا کہ کفار کی صفوں کا صفایا ہوتا چلا گیا بے شمار دشمنوں کو مار ڈالا ۔

مکرانی ہیبت زدہ ہو کر بھاگ نکلے ۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے دور تک انہیں قتل کیا ۔ آخر دشمن بھاگ گیا ۔ مکران فتح ہو گیا میں فتح کی بشارت اور مال

غنیمت لے کر حاضر ہوا ہوں ۔"

مسلمانوں نے خوش ہو کر اللہ اکبر کا پر شور نعرہ لگایا ۔ حضرت عمرؓ نے صحارؓ کے طرز بیان کی تعریف کرتے ہوئے کہا " تم نے اختصار کے ساتھ بہت اچھے پیرا میں واقعیات بیان کئے ہیں ۔ طرز بیان ایسا ہی ہونا چاہئے ۔ "

اس کے بعد حضرت عمرؓ اٹھ کر مال غنیمت کے پاس گئے ۔ کمبل ہٹوا کر مال کا جائزہ لیا اور اسی وقت مسلمانوں میں اسے تقسیم کر دیا ۔

مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو کر انہوں نے کہا " کچھ مجاہدین میدان جنگ میں جانے کے لئے جمع ہو گئے ہیں ۔ انہیں انشاء اللہ جلد روانہ کیا جائیگا "

اس کے بعد سب وہاں سے چلے گئے ۔

آٹھواں باب

ہاتھی

کچھ مجاہدین آ گئے تھے اور ان کی بابت امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے حکم دے دیا تھا وہ جلد میدان جنگ میں بھیجے جائیں گے وہ پابہ رکاب تھے ۔ ان کے دلوں میں جوش جہاد اور جذبہ جنگ تھا وہ چاہتے تھے کہ انہیں جلد سے جلد روانہ کر دیا جائے تا کہ وہ میدان جنگ میں پہنچ کر دلوں کے حوصلے نکالیں ۔

صفوان کے دل میں جہاد کی بڑی امنگ تھی وہ تو یہ چاہتے کہ ان کے پر لگ جائیں اور وہ احنف بن قیس کے لشکر میں پہنچ کر داد شجاعت لیں ۔

انہیں یہ بات معلوم تھی کہ یزدجرد ' عجمی شہنشاہ مرد شاہجہان میں مقیم ہے ۔ اس نے تمام خراسان میں اپنے مبلغ اور عفیر بھیج کر تمام صوبہ کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کر دیا ہے۔ وہ آخری طور پر اپنی پوری قوت سے مسلمانوں سے ٹکرانا چاہتا ہے ۔ مدینہ میں یہ بات بھی مشہور ہو رہی تھی کہ یزدجرد نے خاقان سے مدد طلب کی ہے خاقان کی سلطنت بڑی عظیم الشان تھی اس کی قوت ایرانی حکومت سے کچھ زیادہ ہی تھی ۔ چین اور ترکستان کے بادشاہوں کا لقب خاقان تھا ۔ ترکستانی سلطنت کی سرحد ایران کے مشہور صوبہ خراسان سے ملتی تھی ۔ ابھی مسلمان ایرانیوں ہی سے لڑ رہے تھے کہ ترکوں کے مقابلے کی بھی تیاری کرنی پڑی اس زمانہ میں ترک غیر مسلم تھے ۔

جتنا مسلمان جنگ سے بچنا چاہتے تھے اتنا ہی غیر مسلم قومیں انہیں جنگ میں الجھائے رکھنا چاہتی تھیں ۔ اس وقت تک اسلامی حکومت کی ترکی حکومت سے کوئی پرخاش نہیں تھی نہ مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ وہ ترکوں پر لشکر کشی کریں گے لیکن یزدجرد نے خاقان سے مدد طلب کی تھی اس لئے مسلمانوں کا یہ عام خیال تھا اس نے یزدجرد کی مدد کی تو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ اس پر بھی لشکر کشی کا حکم دیں گے ۔

یہ حقیقت بھی تھی حضرت عمرؓ نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ یزدجرد نہ خود چین سے بیٹھتا ہے نہ دوسروں کو بیٹھنے دیتا ہے اس کی پورے طور پر گوشمالی کر دی جائے ۔ وہ دنیا کے کسی حصہ میں جا کر چھپے وہاں سے نکالا جائے اور جو حکومت اسے پناہ دے اس کی بھی خبر لی جائے ۔

یزدجرد جب سے اپنے دارالسلطنت مدائن سے بھاگا تھا ۔ برابر کوشش کر رہا تھا کہ مسلمانوں کو ایران سے نکال دے اس نے بڑے بڑے لشکر مسلمانوں کے مقابلہ میں بھیجے ۔ اگرچہ انہیں سب کو ہزیمت ہوئی لیکن مسلمانوں کو بڑی کوشش کرنی پڑی اور روز روز کی لڑائیوں سے تنگ آ کر امیرالمومنین حضرت فاروقؓ کو کئی مرتبہ یہ کہنا پڑا کہ کاش عرب اور فارس کے درمیان آگ کا پہاڑ حائل ہوتا ۔

چونکہ حضرت عمر فاروقؓ نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ یزدجرد اور اس کی قوت کا خاتمہ کر دیا جائے ' اس لئے ہر مسلمان کا بھی یہی خیال ہو گیا تھا ۔ اس وقت مسلمانوں کی قوت بٹی ہوئی تھی ' ممالک شام ' مصر ' عراق اور ایران میں اسلامی فوجیں تعینات تھیں اور کسی ملک سے بھی فوجیں ہٹائی نہیں جا سکتی تھیں کیونکہ یہ اندیشہ تھا کہ جس ملک سے فوجیں ہٹیں وہاں شورش پسند بغاوت کر دیں گے ۔

اور خود ملک عرب میں اتنے مسلمان باقی نہیں رہے تھے جو کثیر تعداد میں فوج میں بھرتی ہو کر ایران کی مہم پر روانہ ہو جاتے جو تھوڑے بہت تھے وہ برابر کھینچے چلے آ رہے تھے اور میدان جنگ میں بھیجے جا رہے تھے ' چنانچہ کچھ لوگ اب بھی آ گئے تھے اور جلد ہی میدان جنگ میں بھیجے جانے والے تھے ۔

ان میں صفوان بھی تھے اور عامر بھی تھے یہ دونوں بڑی بے چینی سے اس وقت کا انتظار کر رہے تھے جب انہیں میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا جائے ۔

جس روز مال غنیمت تقسیم ہوا اس کے دوسرے دن عفیرہ اور صفوان خیمہ کے اندر بیٹھے تھے عفیرہ کہہ رہی تھی ۔ "یہ عجیب جانور کیا آئے ہیں ؟"

صفوان = "عجیب بھی اور مہیب بھی اگر تم دیکھو تو ضرور ڈر جاؤ ۔"

عفیرہ = "ڈر جاؤں .... اور میں" عفیرہ نے شوخی سے کہا ۔

صفوان = "نہیں میں ڈر جاؤنگا ۔"

عفیرہ = "غالباً تم ڈر گئے ہو گے ۔ اس لئے دوسروں کے متعلق بھی تم نے یہ خیال قائم کر لیا ۔"

صفوان = "خیر میں تو کیا ڈرتا ان جانوروں سے مگر میرا خیال ہے تم ضرور ڈر جاؤ گی ۔"

عفیرہ = "میں نے انہیں دیکھا ہے ۔"

صفوان = "دور سے دیکھا ہے ۔ قریب سے دیکھو تو خوف کے مارے چیخ پڑو۔"

عفیرہ = "چلو قریب سے بھی دیکھ لوں ۔"

صفوان = "میرے ساتھ چلنے میں تو تمہیں یہ ہمت رہے گی کہ اگر ان جانوروں میں سے کوئی تمہیں کچھ کہے گا تو میں اس کی خبر لے ڈالوں گا تنہا جاؤ تو کچھ بات بھی ہے ۔"

عفیرہ = "بس گھبرا گئے بالکل نہ ڈرو اطمینان رکھو ' میرے سامنے کوئی جانور تمہاری طرف دیکھ نہ سکے گا ۔" صفوان بے ساختہ ہنس پڑے ۔ انہوں نے کہا ' "بہادر معلوم ہوتی ہو ۔"

عفیرہ = "میری بہادری کے تو جھنڈے گڑے ہوئے ہیں ۔"

صفوان کو پھر ہنسی آئی ۔ انہوں نے کہا " اوہو ہو یہ جھنڈے جو نظر آ رہے ہیں تمہاری ہی بہادری کے ہیں ۔"

عفیرہ = "یہ یقین کرو خیر کوئی موقع آنے دو وقت آنے دو کسی موقع پر دکھا دیں گے ۔"

صفوان = "ضرور دیکھیں گے ۔"

عفیرہ = "آخر یہ جانور ہیں کیا ؟"

صفوان = "یہ ہاتھی ہیں ۔ ان کا ذکر سورۃ الفیل میں آیا ہے یاد ہے وہ صورت ۔"

عفیرہ = "کیوں یاد کیوں نہیں ۔ اکثر نماز میں پڑھا کرتی ہوں ۔ میں اس سورۃ کو ۔"

صفوان = "بس تو یہ سمجھو کہ سورۃ الفیل میں جن ہاتھیوں کا ذکر ہے ' یہ

جانور ان کی ہی قسم سے ہیں ۔"

عفیرہ = "تمہیں اصحاب فیل کا قصہ معلوم ہے ۔"

صفوان = "ہاں"

عفیرہ = "اچھا تو سناؤ"

صفوان نے بیان کرنا شروع کیا ۔

"ایام جاہلیت میں بھی خانہ کعبہ کی عقیدت عربوں کے دلوں میں اس قدر تھی کہ وہ اس کا حج برابر کرتے رہے کئی لوگوں نے عرب کے مختلف صوبوں میں کئی مقام تعمیر کئے اور یہ کوشش کی کہ تمام عرب قبائل ان مقامات کا حج اسی طرح کریں جس طرح خانہ کعبہ کا کرتے ہیں ۔ مگر عربوں نے اس بات کو گوارا نہ کیا ۔

جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ حضرت عبداللہ کی شادی عرب کے ممتاز قبیلہ زہرہ کی دختر حضرت آمنہ بنت وہب سے ہوئی تو اسی زمانہ میں یمن پر حبش کے بادشاہ کا قبضہ ہو گیا اور حبش کے بادشاہ کی طرف سے ابرہتہ الاشرم ابرہا کے نام سے مشہور تھا یمن کا گورنر مقرر ہوا جب اس نے عربوں کی عقیدت خانہ کعبہ سے دیکھی تو ایک نیا معبد تیار کر کے عربوں کو اس کے حج کی ترغیب دی مگر عربوں نے نہ مانا اور معبد کا حج کرنے سے انکار کر دیا بلکہ ایک عرب نے تو یہ جسارت کی کہ اس معبد میں پاخانہ کر دیا ۔

ابرہا کو سخت ناگوار گزرا ۔ اس نے اس خیال سے کہ اگر خانہ کعبہ کو منہدم کر دیا جائے تو عرب اس کے معبد کا حج کرنے لگیں گے خانہ کعبہ پر چڑھائی کر دی زبردست لشکر لے کر یورش کی اس کے لشکر میں ہاتھی بھی تھے ان ہاتھیوں کی وجہ سے عربوں نے اس لشکر کو اصحاب فیل کہنا شروع کر دیا ۔ آج بھی وہ فوج اصحاب فیل ہی کے نام سے مشہور ہے ۔

وہ اصحاب فیل بڑی شان و شوکت اور کروفر سے حملہ آور ہوئے بعض قبائل نے ان کا مقابلہ کیا لیکن مغلوب ہو گئے ۔ اہل مکہ ان کی آمد کی خبر سن کر بڑے ہراساں ہوئے ۔

اس وقت آنحضور صلعم کے دادا عبدالمطلب مکہ کے حکمران تھے ۔ ابرہا کے

آدمیوں نے ان کے دو سو اونٹ پکڑ لئے عبدالمطلب ابرہا کے پاس گئے ۔ چونکہ وہ بڑے وجیہہ تھے اس لئے ابرہا نے ان کی بڑی عزت و تکریم کی ۔ ان سے آنے کا سبب پوچھا انہوں نے کہا " آپ کے لشکریوں نے میرے دو سو اونٹ پکڑ لئے ہیں ۔ وہ چھوڑ دیجئے ۔"

ابرہا سمجھا تھا کہ وہ صلح کی گفتگو کے لئے آئے ہیں مگر جب انہوں نے اونٹوں کا ذکر کیا تو اس نے انہیں نہایت حقارت کی نظروں سے دیکھا اور کہا " مجھے بڑا مغالطہ ہوا ۔ میں نے تمہیں دیکھ کر یہ اندازہ کیا تھا کہ تم عاقل و فرزانہ ہو ۔ خانہ کعبہ کے متعلق گفتگو کرو گے ۔ مگر تم نے اپنے اونٹوں کا ذکر کیا جس سے معلوم ہوا تم ذی ہوش نہیں ہو ۔"

عبدالمطلب نے کہا " میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے ان کا مطالبہ کرتا ہوں خانہ کعبہ کا بھی ایک مالک ہے وہ اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا ۔"

ابرہا نہایت برہم ہوا ۔ اس نے اسی وقت حملہ کر دیا ۔ عبدالمطلب دوڑ کر مکہ میں آئے اور تمام اہل قریش کو پہاڑ پر بھیج دیا اور خانہ کعبہ سے لپٹ کر بلند آواز سے کہا۔

" اے رب کعبہ ایک عظیم دشمن تیرے گھر کو برباد کرنے آیا ہے' ہم میں اس کے مقابلہ کی قوت نہیں ہے ۔ تو اپنے گھر کی خود حفاظت کر ۔"

جب ابرہا نے خانہ کعبہ پر حملہ کیا تو دفعتہ بحرہند کی طرف سے پرندوں کے غول آ کر آسمان پر چھا گئے اور انہوں نے کنکروں اور سنگ ریزوں کی اس شدت سے بارش کی کہ ابرہا کا تمام لشکر برباد ہو گیا ۔ ہاتھی بھی مارے گئے ۔ اسی واقعہ کا ذکر کرکے قرآن شریف میں پروردگار عالم نے فرمایا ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے ۔

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل

"یعنی اے نبی ! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے خدا نے ہاتھیوں والوں کے ساتھ کیا کیا ان کی تدبیر بیکار نہیں کر دی ۔ ہم نے ان پر پرندوں کی ایک جماعت بھیجی ۔ انہوں نے ان پر پتھر کنکر برسائے ۔ اور انہیں فنا کر دیا ۔ اب سمجھ گئیں تم اس واقعہ کو ۔"

عفیرہ = "اچھی طرح سمجھ گئی ۔"

اس وقت اذان ہوئی ۔ صفوان مسجد کی طرف روانہ ہو گئے اور عفیرہ وضو کرنے لگی ۔

نواں باب

کوچ

مسلمان انتظار کر رہے تھے اس امر کا کہ انہیں میدان جنگ میں جانے کی اجازت دی جائے معلوم ہوا یہ کہ کچھ لوگ طائف سے اور آنے والے تھے ۔ ان کا انتظار کیا جا رہا تھا ۔ ایک روز وہ بھی آگئے ۔ وہ سب پچاس آدمی تھے ۔ دو سو ان سے پہلے جمع ہو چکے تھے ۔ اب ڈھائی سو ہو گئے تھے ۔

ایک روز امیرالمومنین نے عصر کی نماز پڑھ کر فرمایا کہ جو مجاہدین اس وقت تک جمع ہو چکے ہیں ۔ وہ کل روانہ ہو جائیں اس بات کو سن کر مجاہدین کے سینے خوشی سے بھر گئے انہیں بڑی مسرت ہوئی اور وہ ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے وہ رات انہوں نے خوشی اور شادمانی میں گذاری ۔ صبح ہوتے ہی سب کوچ کی تیاری کرنے لگے ۔

صفوان بھی سامان باندھ رہے تھے ۔ عفیرہ انہیں مدد دے رہی تھی ۔ صفوان نے کہا " تم اپنے قبیلہ میں واپس چلی جاؤ عفیرہ ۔"

عفیرہ نے انہیں دلفریب نظروں سے دیکھ کر کہا " کیوں ؟"

صفوان = "اس لئے کہ اب ہم اس ملک میں جانیوالے ہیں جس کے متعلق کئی مرتبہ امیرالمومنین یہ فرما چکے ہیں کہ کاش عرب اور فارس کے درمیان آگ کا پہاڑ حائل ہوتا نہ ہم ادھر جا سکتے نہ ادھر آ سکتے ۔"

عفیرہ = "کیا مطلب ہے تمہارا ؟"

صفوان = "مطلب یہ ہے ۔ کہ غیر ملک ہے ۔ غیر لوگ ہیں ۔ خدا جانے وہاں کیا واقعات پیش آئیں تمہارا وہاں جانا ٹھیک نہیں ہے ۔"

عفیرہ = "صاف کیوں نہیں کہتے کہ ڈر رہے ہو تم ۔"

صفوان = "ڈر کی پکی بات ہے ۔ میں تمہاری حفاظت کروں گا یا لڑوں گا ۔"

عفیرہ = "لیکن تم سے حفاظت کرنے کو کہتا کون ہے ۔"

صفوان = "تم اس بات کو سمجھ رہی ہو کہ تم نہ بھی کہو گی تب بھی میں تمہاری حفاظت کرونگا ۔"

عفیرہ = "تم اس بات کو بھولتے ہو کہ قبیلہ نمر کی بیٹیاں میدان جنگ میں شیرنیاں بن جاتی ہیں ۔"

صفوان = "یہ ممکن ہے مگر وہ لڑکیاں تمہاری طرح نازنین نہ ہوتی ہوں گی ۔"

عفیرہ = "ہو نہ عذری ۔ اپنے قبیلہ میں واپس جاؤ اور اسی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ جس میں تمہارے قبیلہ کے نوجوان مبتلا ہوا کرتے ہیں ۔ تمہیں جنگ وپیکار سے کیا نسبت ۔"

صفوان = "حالانکہ میں پیدا ہی جہاد کے لئے ہوا ہوں ۔ میرے دل میں لڑائی کی جو امنگ ہے میں بیان ہی نہیں کر سکتا ۔"

عفیرہ = "تب دل سے خوف و خطر کو دور کرو ۔ میدان جنگ میں پہنچو گھمسان کی لڑائی میں گھس جاؤ اور دشمنوں کو زیر و زبر کر ڈالو ۔"

عفیرہ کو جوش آگیا ۔ اس کا چہرہ تازہ گلاب کے پھول کی پنکھڑی بن گیا ۔ سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے کھنچ کر نظر فریب بن گئے صفوان نے کہا "ایام جاہلیت میں بعض قبیلے دیویوں کی پوجا کیا کرتے تھے سنا ہے ان دیویوں کے مجسمے بڑے حسین ہوتے تھے اگر وہ لوگ کسی طرح زندہ ہو جائیں اور تمہیں دیکھیں تو بے ساختہ تمہارے سامنے سر جھکا دیں ۔"

عفیرہ = "یہ کیا باتیں شروع کر دیں تم نے اس بات کو نہ بھولو کہ یہ اسلام کا نیا دور ہے ۔ اب پرانی باتیں خواب و خیال ہو گئی ہیں چند ہی سال کی بات ہے جب تمام عرب بت پرست تھے اب خدا پرست ہیں ۔"

"کیا نصیحتیں ہو رہی ہیں" عامر نے ان کے پاس آ کر کہا ۔ دونوں دم بخود ہو گئے لیکن فوراً عفیرہ نے کہا "صفوان کہہ رہے تھے کہ ایک زمانہ میں عرب دیویوں اور

دیوتاؤں کو پوجا کرتے تھے ۔ نامعلوم ان کی عقلوں کو کیا ہو گیا تھا ......"

عامر = "ہمیں ہی دیکھو ہم سب بُت پرست تھے بڑی عقیدت سے اپنے اپنے قبیلہ کے بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے ہر قبیلہ کے بت کی شکل الگ تھی اور ہر قبیلہ یہ سمجھتا تھا کہ اس کے بت کی شکل خدا کے ہم شکل ہے ۔ کیسے جاہل تھے ہم لوگ عجیب عجیب شکل کے بتوں کو خدا سمجھتے تھے ۔ شیطان نے ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا تھا ۔ خدا نے ہم پر رحم کیا اپنے بندہ کو رسول بنا کر بھیجا ۔ اس رسول نے ہمیں جھنجوڑا خواب غفلت سے بیدار کیا ۔ بتایا کہ بت خدا نہیں ہیں ہم چونک تو پڑے لیکن جن خداؤں کو ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے رہے تھے ۔ ایک دم انہیں چھوڑنے کو تیار نہ ہوئے بلکہ ان کی توہین سننا گوارا نہ کر سکے ۔ ہم نے خدا کے رسولؐ کو جھٹلایا ۔ اسے اذیتیں دیں ۔ ساری قوم اس کے خلاف ہو گئی لیکن خدا اس کی پشت پر تھا ۔ قوم نے منہ کی کھائی حق آگیا اور باطل مٹ گیا' بتوں کی خدائی کا زمانہ ختم ہو گیا ۔ خدائے برحق کی خدائی کا دور شروع ہوا آج عرب کے کسی گوشہ میں بھی بت پرستی نہیں ہوتی ۔ غیر اللہ کو نہیں پوجا جاتا خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کی جاتی ہے ۔ سرزمین عرب سے شیطانی اثر اٹھ گیا اور شیطان کی حکومت مٹ گئی ۔ شیطان اس بات سے نا امید ہو گیا کہ کوئی مسلمان اس کے دام فریب میں گرفتار ہو سکے گا ۔ لاحول کا تازیانہ اسکے لئے ہر وقت موجود رہے گا ۔"

عامر کو جوش آگیا تھا ۔ انہوں نے دل کی بھڑاس نکال ڈالی صفوان نے کہا "واقعی ہماری آنکھوں پر شیطان نے پردہ ڈال دیا تھا ۔ ہم پتھروں اور دھاتوں کے ان مجسموں کو پوجتے تھے ۔ جنہیں انسان بناتے تھے ۔ ایام جاہلیت کی ان باتوں کا جب خیال آ جاتا ہے تو شرم و غیرت سے ہمارے سر جھک جاتے ہیں ۔"

عامر = "یہی بات ہے ..... دیکھو ابھی بہت سامان بکھرا پڑا ہے امیر المومنین آنے والے ہیں جلدی جلدی سامان باندھو ان کے تشریف لانے سے پہلے تیار ہو جاؤ۔"

صفوان = "یہ عفیرہ نہ خود کچھ کرتی ہے نہ دوسروں کو کرنے دیتی ہے ۔"

عامر = "عفیرہ کر ہی کیا سکتی ہے دھان پان تو وہ ہے ہی تم خود کرو ۔"

صفوان نے عفیرہ کو ایسی نظروں سے دیکھا جس سے وہ کہہ رہے تھے دیکھا میری بات کی تصدیق کر دی تمہارے ابو نے۔

عفیرہ نے کچھ طیش سے بل کھاتے ہوئے کہا "مردوں کو اپنی طاقت پر کس قدر ناز ہوتا ہے۔"

عامر= "لو بگڑ گئی عفیرہ۔ اچھا بھئی تم مدد کرو ہماری۔"

تینوں نے جلدی جلدی اسباب باندھا۔ اونٹوں پر لادا۔ وہ تمام لوگ جو ایران جانے والے تھے ایک ہی جگہ جمع ہو گئے تھے اور سب بڑی تیزی سے کاموں میں مصروف تھے۔

کچھ تھوڑا ہی دن چڑھا تھا کہ سب سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ عورتوں کو محلوں میں اور بچوں کو تخدفوں میں سوار کر دیا گیا بعض عورتیں اور لڑکیاں گھوڑوں پر سوار ہو گئیں۔ عفیرہ بھی گھوڑے پر سوار ہوئی اس نے اپنے جسم سے ایک چادر اس طرح لپیٹ لی کہ آنکھوں کی پتلیوں اور ہاتھ کی ہتھیلیوں کے سوائے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔

جن مجاہدین کے پاس گھوڑے تھے انہوں نے ان پر زین کس لئے تھے اور باگیں ہاتھوں میں لے کر کھڑے ہو گئے تھے اور جن کے پاس گھوڑے نہیں تھے اونٹ تھے وہ اونٹوں پر پالان کس کر ان کی مہاریں ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے۔

یہ سب امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے جو دستہ میدان جنگ میں جاتا تھا اسے حضرت عمرؓ چند نصیحتیں کر کے رخصت کیا کرتے تھے۔ آخر فاروقؓ اعظم بھی آ گئے لوگ خاموش ہو گئے۔

حضرت عمرؓ نے ان کے قریب آ کر انہیں سلام کیا اور کہا۔

"یا اصحاب المجاہدین (اے مجاہدو) تم اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق خدا کی خوشنودی کے لئے جہاد پر جا رہے ہو۔ تمہارا ہر قدم ثواب میں داخل ہو گا رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ تم نے جن گھوڑں کو جہاد کے لئے تیار کیا ہے۔ ان کے سبب بڑا ثواب ملے گا۔ تمہارے لئے بہشت مقدر کر دی گئی ہے۔ اللہ پر لازم آگیا ہے کہ تمہیں بہشت میں داخل کرے۔

لیکن تم اس بات کو نہ بھولنا کہ مسلمان کی پہچان نماز ہے۔ حشر میں سب سے

پہلے نماز کے متعلق سوال ہو گا۔ خدا اور بندہ کے درمیان نماز ایک رشتہ ہے۔ یہ رشتہ نہ ٹوٹنے پائے نماز کسی وقت کی قضا نہ کرنا آپس میں محبت رکھنا خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔ اگرچہ میں تمہارے ساتھ نہ ہوں گا۔ لیکن میری دعائیں تمہارے ساتھ ہونگی جوش و غضب میں دیوانے نہ بن جانا گھروں اور کھیتوں کو نہ جلانا بوڑھوں ' اپاہجوں ' بیماروں ' مذہبی راہنماؤں ' عورتوں اور بچوں پر تلوار نہ اٹھانا۔ میں نے نصیحت کا جو حق تھا ادا کر دیا۔ خدا تمہیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ اچھا خدا کا نام لو اور سفر شروع کرو۔"

مسلمانوں نے اللہ اکبر کا فلک شگاف نعرہ لگایا۔ سب سے اگلا اونٹ روانہ ہوا۔ اس کے پیچھے دوسرے اونٹ اور گھوڑے چلے جب تک یہ مختصر دستہ نظر آتا رہا حضرت عمرؓ اور ان کے ساتھی دیکھتے رہے جب وہ نکل گیا تو یہ لوگ لوٹ گئے۔

دسواں باب

شرارت

عامر اپنے دستہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ وہ مدینہ سے کوفہ پہنچے کوفہ دریائے فرات سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر تھا اس شہر کے چاروں طرف عربی پھولوں مثلاً قحوان شقائق قیصوم اور خرامی کے چمن زار تھے۔ یہ شہر ۱۷ھ میں امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے حکم سے عربوں کے لئے آباد کیا گیا تھا۔

کوفہ کو دیکھ کر عامر اور ان کے دستہ کے لوگ بہت خوش اور محظوظ ہوئے خصوصاً عفیرہ بے انتہا خوش ہوئی اسے چمن زار بہت بھلے معلوم ہوئے اور دریائے فرات کو دیکھ کر تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا ہی نہ رہی۔ اس نے صفوان سے کہا " کاش ہم یہاں کے مناظر سے کچھ روز اور حظ اٹھا سکتے۔"

صفوان نے کہا " تمہیں تو حسین مناظر پسند ہیں چمن زار ہوں یا سبزہ زار کناروں کے درمیان بہتا ہوا سفید پانی اور تم سبز کنارہ پر شفاف پانی میں پیر لٹکائے بصد نازنین بیٹھی ہو۔"

عفیرہ = "کیا تمہیں قدرت کی یہ گلکاریاں اور روح پرور مناظر پسند نہیں۔"

صفوان = "پسند ضرور ہیں لیکن میں یہ کبھی نہیں بھولتا کہ میں ایک مجاہد ہوں اور جہاد کرنے آیا ہوں۔"

عفیرہ بیساختہ ہنس پڑی جب وہ ہنستی تھی تو اس کے حسین و خوش نما لب کھل کر سفید موتیوں جیسے دانت نظر آتے اور بجلیاں گرانے لگتے تھے۔ آنکھیں بھی مسکرانے لگتی تھیں جس سے ان کی خوش نمائی اور بڑھ جاتی تھی اور اس کے گلابی چہرہ پر حسن و نور کی رو دوڑ جاتی تھی۔

عفیرہ نے شریر لہجہ میں کہا اوہو مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ مجاہد ہیں اور حوروں کی طلب میں سرپٹ میدان جنگ کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔"

صفوان = "حوروں کی طلب میں نہیں، خدا کی خوشنودی کے لئے۔"

عفیرہ = "تم نے اپنا دل بھی ٹٹولا ہے دل کے کسی گوشہ میں جنت کی تمنا اور حوروں کی خواہش تو نہیں ہے۔"

صفوان = "اگر جہاد میں شہادت حاصل ہو جائے اور خدا اس صلہ میں بہشت عطا فرما دے تو یہ اس کا احسان ہے۔"

عفیرہ = "ایک بات کا تو اقرار کر لیا تم نے کہ بہشت کی تمنا ہے حوروں کی آرزو کا بھی اقرار کر لو تو معاملہ صاف ہے۔"

صفوان = "کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں وہ بات کہہ دوں جو دل میں چھپائے ہوئے ہوں۔"

عفیرہ = "میں یہی تو کہہ رہی ہوں کہ دل کو ٹٹول کر صاف صاف کہہ دو۔"

صفوان = "خفا تو نہ ہو جاؤ گی۔"

عفیرہ = "میں کیوں خفا ہونے لگی۔"

صفوان = "تو سنو، حوروں کو میں نے نہیں دیکھا۔ البتہ ان کی تعریف سنی ہے۔ قرآن شریف میں ان کی خوبیاں پڑھی ہیں۔ لیکن ....."

وہ خاموش ہو گئے فقرہ پورا نہ کر سکے عفیرہ نے پوچھا "لیکن کیا؟"

صفوان = "بس آگے نہ پوچھو، خوف ہے۔ کہیں تم ہم پر خفا نہ ہو جاؤ۔"

عفیرہ = "عجب مجاہد ہو ایک دختر عرب سے اس قدر ڈر رہے ہو کہ بات تک نہیں کر سکتے۔"

صفوان = " حوا کی بیٹیوں سے ڈرنا ہی چاہئے۔"

عفیرہ = " بالکل نہ ڈرو کہہ ڈالو۔"

صفوان = "اچھا سنو میں تمہیں حور سمجھتا ہوں۔"

" دھت" عفیرہ نے کہا اور منہ پھیر لیا۔

صفوان = "بس بگڑ گئیں۔"

عفیرہ = "تم عذری ہو اللہ تمہاری حالت پر رحم کرے۔"

صفوان = """سب جانتے ہیں کہ میں عذری ہوں لیکن ۔"

عفیرہ نے قطع کلام کر کے کہا لیکن ویکن کچھ نہیں ۔ آج دستہ ٹھہرا ہوا ہے چلو دریائے فرات کی سیر کریں ۔"

صفوان = "مجھے کوئی ڈر نہیں مگر اپنے ابو سے اجازت لے لو اور یہ اقرار کرو کہ کوئی شرارت تو نہ کرو گی ۔"

عفیرہ = "گویا مجھے درپردہ شہ دے رہے ہو کہ میں شرارت کروں ۔"

صفوان = " شرارت نہ کرنے کا اقرار لینا شہ دینا ہے ۔"

عفیرہ = "دیکھو ابو آ رہے ہیں ۔"

سامنے سے عامر آ رہے تھے جب وہ قریب آ گئے تو صفوان نے ان سے پوچھا "یا عم (اے چچا) یہاں سے کب کوچ کرنے کا مقصد ہے ؟"

عامر نے صفوان کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا "کیا کوفہ کی سیر سے طبیعت بھر گئی ؟"

عامر = "اسی لئے میں یہاں زیادہ نہ ٹھہرونگا ۔ کل تو نہیں البتہ پرسوں انشا اللہ روانہ ہو جاؤنگا ۔"

"انہیں آج ہی چلتا کر دیتے تو اچھا تھا ۔" عفیرہ نے کہا اور ہنس پڑی ۔

عامر۔ "تو بڑی شوخ ہے ۔ ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ ۔"

صفوان = " مگر انہیں تو یہاں کے چمن زار اور دریائے فرات کے دلکش مناظر پسند ہیں ۔"

عفیرہ = "ہاں ہمیں پسند ہیں ۔ ذرا میں نے دریائے فرات تک چلنے کے لئے کہا تھا کہ بگڑ گئے ۔ تم نہ جاؤ ابو لے چلیں گے ہمیں ۔"

عامر نے ہنس کر کہا ۔ " یہ بات ہے ۔"

عفیرہ نے کچھ عجب انداز سے ہونٹوں کو بل دیکر کہا "یہ اپنے آپ کو مجاہد سمجھتے ہیں مجاہد"

عامر = " مجاہد تو ہیں ہی یہ ۔"

عفیرہ = "ہونگے ۔"

عامر = "بس خفا ہو گئی ہماری بیٹی ۔ معلوم ہوتا ہے تم دونوں لڑ پڑے ۔ اچھا صلح کر لو اور تم دونوں ہی چلے جاؤ ۔"

صفوان = "میں مجاہد ہوں اور مجاہدوں کو ایسی باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔"

عفیرہ = " اور میں انہیں مجاہد ہی نہیں سمجھتی ۔"

عامر بے ساختہ ہنس پڑے ۔ انہوں نے کہا " اب تم اس بات کا ثبوت دو کہ تم مجاہد ہو ۔"

صفوان = "اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ میں جہاد پر جا رہا ہوں ۔"

عامر = "بھئی صفوان ، تم عفیرہ کو خفا مت کرو چلے جاؤ اس کے ساتھ ۔"

عفیرہ = "مگر یہ تو ڈرتے ہیں ۔"

صفوان = " میں کیوں ڈرتا ۔"

عفیرہ = "نہیں ڈرتے تو تاویلیں کیوں کر رہے ہو ۔"

عامر = "بس صلح ہو گئی ۔ بن گئی عفیرہ چلے جاؤ تم اس کے ساتھ ۔"

اب صفوان کیا کہہ سکتے تھے ۔ کان دبا کر چپ چاپ عفیرہ کے ساتھ ہو لئے دونوں دریائے فرات کے کنارے پر پہنچے ۔ یہ دریا بڑا ذخار تھا ۔ اس کے دونوں کناروں پر سبز پوش جھاڑیاں کھڑی تھیں ۔ کہیں کہیں اونچے اونچے ٹیلے تھے اور کہیں کنارے کٹے ہوئے تھے ٹیلے چٹیل تھے اور کنارے سبزہ سے لدے ہوئے تھے ۔ صاف پانی بڑے سکون سے بہہ رہا تھا ۔ کبھی کبھی ہوا کے زور سے لہریں اٹھ کر سکون کو درہم برہم کر دیتی تھیں ۔

عفیرہ پانی میں پیر لٹکا کر ایک ڈھانگ پر بیٹھ گئی ۔ صفوان نے کہا "دوں غوطہ" عفیرہ نے دلفریب نظروں سے انہیں دیکھ کر کہا ۔ "تم میری شرافت سے شریر ہوتے چلے جا رہے ہو ۔"

صفوان نے ہنس کر کہا ۔ "شریر اور شریف کیا بات کہی ہے تم نے ۔"

صفوان عفیرہ سے دو قدم کے فاصلہ پر اکڑوں بیٹھے تھے ۔ عفیرہ نے پیر پانی سے نکال لئے اور صفوان سے کہا ۔ "دیکھنا وہ کیا چیز تیرتی آ رہی ہے ؟"

صفوان نے ادھر دیکھا ' عفیرہ بڑی آہستگی سے کھڑی ہوئی اور بلی کی طرح چل کر صفوان کے پاس پہنچی ۔ انہیں اس کے آنے کی خبر نہ ہوئی عفیرہ نے دونوں ہاتھوں سے زور کر کے انہیں دھکیل دیا ۔ وہ لگے غوطے کھانے ۔

عفیرہ ہنستے ہنستے دوہری ہو گئی ۔ اس نے بمشکل ہنسی کو روک کر کہا " مجاہد صاحب کیا لہروں سے جنگ کرنے کے لئے دریا میں چھلانگ لگائی ہے ؟ "

خیریت یہ ہوئی کہ صفوان جس پانی میں گرے تھے گہرا پانی نہ تھا ورنہ انہیں دریا سے نکلنے میں بڑی جدوجہد کرنی پڑتی دو چار غوطے لگا کر وہ نکل آئے اور شریر عفیرہ کی طرف دوڑے عفیرہ پہلے ہی اس بات کو سمجھ گئی تھی کہ وہ ضرور اسے بھی غوطے دینگے اس لئے وہ بھاگ کر گھوڑے کے پاس پہنچی اور جلدی سے اس پر سوار ہو کر ہوا ہو گئی ۔

صفوان لوٹ آئے چونکہ ان کے کپڑے بھیگ گئے تھے ۔ اس لئے انہوں نے کپڑے اتار کر سکھائے جب کپڑے سوکھ گئے تو پہنے اور واپس لوٹ آئے ۔ عفیرہ انہیں دیکھ کر مسکرانے لگی ۔

اس واقعہ کے تیسرے روز عامر نے کوچ کر دیا خراسان کے علاقہ میں داخل ہو کر انہیں معلوم ہوا کہ حنف بن قیسؓ نے طیسن کی طرف پیش قدمی کر دی ہے ۔ عامر اول کاشان پہنچے ۔ یہاں پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ ایرانیوں کا ایک فوجی دستہ قریب ہی ہے ۔

انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس دستہ میں کتنی فوج ہے چونکہ وہ اور ان کے ہمراہی جہاد کی بڑی آرزو رکھتے تھے ۔ اس لئے وہ عورتوں اور بچوں کو کاشان میں چھوڑ کر اور پچیس مسلمانوں کو ان کی حفاظت پر مامور کر کے ایرانیوں کی تلاش میں روانہ ہوئے ۔

لیکن جب اس مقام پر پہنچے جہاں ایرانی لشکر کے موجود ہونے کی اطلاع ملی تھی وہاں کوئی بھی نہ ملا۔ معلوم ہوا فوجی دستہ کی خبر غلط تھی ۔ ایرانیوں کا کوئی قافلہ مسلمانوں کے خوف سے بھاگا ہوا مرد جا رہا تھا جو کئی روز پہلے وہاں سے رخصت ہو گیا

تھا ۔

عامر وہاں سے واپس لوٹ آئے ۔ اور ایک روز اور کاشان میں قیام کر کے دوسرے روز صبح کی نماز پڑھتے ہی طیسلن کی طرف روانہ ہو گئے ۔

گیارھواں باب

مہیب انسان

عامر ابھی کاشان سے ایک ہی میل چلے تھے کہ نہایت پر بہار وادی آ گئی۔ ایک سبزہ زار میدان تھا جو دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ اس میدان میں جگہ جگہ پھل دار درختوں کے جھنڈ تھے۔ کہیں کہیں خوش رنگ اور خوشبودار پھولوں کے تختے پھیلتے چلے گئے تھے۔ اس میدان کے ایک سرے سے پہاڑ کا سلسلہ اٹھتا چلا گیا تھا۔ پہاڑ کے بڑے بڑے درخت میدان میں کھڑے ہو کر دیکھنے سے چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں سی معلوم ہوتی تھے۔

پہاڑ سبزہ سے لدا ہوا تھا۔ نہایت دلفریب معلوم ہو رہا تھا۔ اس میدان اور پہاڑ کو دیکھ کر اس دستہ کے سب ہی لوگ بہت خوش ہوئے اور کئی آدمیوں نے عامر سے ایک روز وہاں قیام کرنے کی درخواست کی۔ عامر مان گئے اور انہوں نے ایک چھوٹے سے چشمہ کے کنارے پر جو شاید اس میدان کو سیراب کرنے کے لئے ہی قدرت نے اس میں جاری کیا تھا فروکش ہو گئے۔

جب رات ہوئی عفیرہ اور صفوان نے کھانا کھا لیا تو عفیرہ نے صفوان سے کہا کہو ہمت ہے کچھ۔

یہ دونوں خیمہ سے باہر کمبل کے فرش پر بیٹھے تھے۔ چاندنی رات تھی۔ نور برس رہا تھا اور یہ دونوں اس آسمانی نور میں نہا رہے تھے۔ عفیرہ چاندنی میں نہایت ہی حسین معلوم ہو رہی تھی۔ صفوان نے اس کے رخ زیبا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیسی ہمت؟"

عفیرہ = "یہی ذرا چہل قدمی کرنے کی۔"

صفوان = "اس میں ہمت کی کیا بات ہے؟"

عفیرہ = "بات کیوں نہیں ہے۔ پہاڑ کا دامن ہے خطرہ کا مقام ہے۔ ممکن ہے ڈر جاؤ۔"

صفوان = "میں ڈر جاؤں گا؟"

عفیرہ = "نہیں میں ڈر جاؤں گی۔"

صفوان = "تم البتہ ڈر سکتی ہو۔"

عفیرہ = "یہ بات ہے تو چلو پھر امتحان ہی ہو جائے۔"

صفوان = "معاف کرو۔ میرے پیروں میں چکر نہیں ہے۔"

عفیرہ = "اسی لئے تو کہتی تھی میں کہ ہمت ہے یا نہیں۔ جواب دے گئی نا تمہاری ہمت۔"

صفوان = "تمہارے پاؤں میں تو ہے چل۔ میرے پیروں میں تو نہیں ہے۔"

عفیرہ = "اور یہ چل اور چکر کے بہانے ہی تو ہیں اگر صاف کہہ دو کہ خطرہ کا مقام ہے ہمت نہیں، پڑتی میدان میں گھومنے پھرنے کی تو کیا شان میں فرق آ جائے۔"

صفوان = "تم میں تو ہمت ہے۔"

عفیرہ = "کیوں نہیں ہے بچ کھیت ہے۔"

صفوان = "تو پھر چلی جاؤ نا۔"

عفیرہ = "میں تو جاؤں گی ہی تمہیں دیکھتی تھی دیکھ لیا۔"

صفوان = "تم ہو شریر۔ اس روز دریائے فرات میں دھکیل آئیں آج نہ معلوم کیا کرو؟"

عفیرہ = "میں نے دھکیلا تھا تمہیں۔"

صفوان = "جاؤ بھاگ آئیں ورنہ آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا۔"

عفیرہ = "تم اوکڑوں بیٹھے تھے۔ کبھی دریا میں زقند لگانے والے ہو میں ــ

زقند لگانے میں مدد دیدی ۔ کرو بھلائی ملے برائی اس کو کہتے ہیں ۔

صفوان = "بھلائی برائی سب معلوم ہو جاتی ایسے غوطے دیتا کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جاتا ۔"

عفیرہ = "جب تم خود ہی غوطے کھانے لگے تو مجھے کیا غوطے دیتے لیکن پچھلی بات کا ذکر ہی کیا۔ یہاں نہ ایسا زخار دریا ہے نہ دریا کا اونچا کنارہ ہے ۔ سبزہ زار میدان ہے چلتے چلتے پھسل پڑو تو دوسری بات ہے ۔ ورنہ زمین ناپنے کا کوئی موقعہ نہیں ہے ۔"

صفوان = "اچھا دماغ پچی نہ کرو ۔"

عفیرہ = "خیمہ کے اندر بیٹھ جاؤ جا کر ۔ کہیں ادھر ادھر سے کوئی دشمن نہ نکل آئے ۔"

صفوان = "مجال ہے دشمن کی جو مقابلہ میں آسکے ۔"

عفیرہ = "توبہ کرو ' نہ کہیں آؤ جاؤ گے نہ دشمن سے مقابلہ ہو گا ۔"

صفوان = "مطلب یہ ہے کہ تمہارے ساتھ چلوں ۔"

عفیرہ = "نہ بھئی میں نہیں لیجاتی تمہیں ۔ کہیں کوئی حادثہ پیش آگیا تو کیا جواب دونگی ۔

صفوان = "سچ پوچھتی ہو عفیرہ ' مجھے یہی اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں تمہیں کوئی حادثہ پیش نہ آ جائے ۔"

عفیرہ = "حالانکہ تم جانتے کہ میں حادثہ میں اپنی حفاظت کر سکتی ہوں ۔ بلکہ تمہاری بھی ۔"

یہ کہہ کر وہ شوخی سے مسکرائی ۔ صفوان نے کہا "اچھا چلو تمہیں سیر کرا لائیں کہیں خفا نہ ہو جاؤ ۔"

عفیرہ = "آؤ ۔"

دونوں چلے۔ کیمپ سے نکل کر ایک پھولوں کے تختہ میں جاگھسے ۔ رات کا وقت تھا چاندنی ٹھنڈی دھوپ کی طرح پھیلی ہوئی تھی ۔ گل و غنچوں پر بہار تھی ۔

خوشبو سے دماغ معطر ہو رہا تھا ۔ عفیرہ نے پھول توڑ کر اپنے سر کے بالوں میں اٹکا لئے یہ پھول اس کی زلفوں میں اور بھی بہار دے گئے ۔

دونوں تختہ گل کو طے کر کے دوسری طرف جا نکلے ۔ وہاں پہاڑ بہت قریب تھا ۔ چاندنی میں پہاڑ کا نظارہ اور بھی پر کیف ہو گیا تھا عفیرہ نے پہاڑ کی طرف قدم اٹھایا ۔ صفوان نے کہا ۔ "کہاں چلی جا رہی ہو تم ؟"

عفیرہ نے اطمینان کے لہجہ میں کہا ۔ "پہاڑ پر ڈرومت میں تمہارے ساتھ ہوں ۔"

صفوان = "کوئی درندہ نکل آیا تو ڈر ور سب رکھا رہ جائے گا ۔"

عفیرہ = "کیا کرے گا درندہ ہمارا ؟"

صفوان = "یہ سمجھ لو کہ تمہارا جمال اسے مسحور نہ کر سکے گا ۔"

عفیرہ = "پھر وہی عذری پنے کی باتیں دیکھو پہاڑ کا منظر کیا پر کیف معلوم ہو رہا ہے ۔"

صفوان = "مانوگی تھوڑا ہی تم بغیر پہاڑ پر چڑھے ۔ اچھا ۔"

عفیرہ = "ہمت کرو ۔"

صفوان = "خدا کرے کوئی ایسا جانور مل جائے جسے دیکھ کر تمہاری چیخ نکل جائے ۔"

عفیرہ = "یاد رکھو ۔ میں بنت عرب ہوں ۔ خوف میرے پاس بھی نہیں پھٹکتا ۔"

وہ پری کی طرح بڑی سبک روی سے پہاڑ پر چڑھنے لگی ۔ صفوان اس کے پیچھے چلے جس پگ ڈنڈی پر یہ دونوں چڑھ رہے تھے وہ زیادہ چوڑی نہ تھی اس کے ایک طرف چٹانیں تھیں جو آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور دوسری طرف نہایت گہرے کھڈ تھے ۔

صفوان ڈر رہے تھے کہ کہیں عفیرہ کا پیر نہ پھسل جائے ۔ انہیں یقین تھا کہ اگر خدا نخواستہ وہ ٹھوکر کھا گئی اور کسی کھڈ میں گر پڑی تو اس کی ہڈیوں پسلیوں کا چورا ہو جائے گا ۔

چنانچہ انہوں نے کہا " عفیرہ ہوشیاری سے چلو نہایت خطرناک پگ ڈنڈی ہے ۔"

عفیرہ = " فکر نہ کرو میں اس سے بھی پتلی پگ ڈنڈی پر دوڑ سکتی ہوں ۔"

صفوان = "میں جانتا ہوں ۔ لیکن پھر بھی سنبھل کر چلو ۔"

صفوان یہ سمجھ گئے تھے کہ اس کی طبیعت میں شرارت بھی ہے اور ضد بھی جس بات سے اسے منع کرو وہ ضرور کریگی ۔ اس لئے انہوں نے کچھ اور کہنا مناسب نہ سمجھا البتہ قدم بڑھا کر اس کے قریب ہو گئے اتنے قریب کہ اسے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو گرنے نہ دیں اپنی آغوش میں لے لیں ۔

یہ پگ ڈنڈی سانپ کی طرح بل کھاتی چٹانوں اور غاروں کے درمیان میں سے گذرتی اوپر کی طرف چلی گئی تھی ۔

کھڈوں اور غاروں میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا ۔ جس سے وہ اور بھی مہیب معلوم ہو رہے تھے لیکن عفیرہ کو جیسے ان کا کچھ خیال ہی نہ تھا وہ برابر تیز قدمی سے اوپر چڑھ رہی تھی ۔

آخر یہ دونوں ایک سطح چٹان پر جا پہنچے عفیرہ چٹان پر بیٹھ گئی ۔ اس سے کچھ فاصلہ پر سفوان بیٹھ گئے ۔ عفیرہ چاند کو دیکھ رہی تھی ۔ اسے شاید چاند بہت ہی بھلا معلوم ہو رہا تھا ۔ صفوان نے کہا "کیا دیکھ رہی ہو عفیرہ"

عفیرہ نے کہا " چاند کو دیکھ رہی ہوں ۔ تھوڑا ہی سا اوپر چڑھنے پر کتنا قریب معلوم ہونے لگا ہے یہ اور کتنا حسین ۔"

صفوان کچھ کہنا چاہتے تھے کہ ایسا کھٹکا ہوا جیسے کوئی پتھروں پر پھسل پڑا ۔ عفیرہ اور صفوان دونوں چونک پڑے اور دیکھا کوئی شخص اٹھ رہا ہے ۔ اس کی داڑھی بہت لمبی تھی مونچھیں اور داڑھی ایک ہی ہو گئے تھے ۔ ان میں منہ چھپ گیا تھا آنکھیں مشعل کی طرح جل رہی تھیں ۔ بڑا مہیب شکل بن مانس تھا ۔

اسے دیکھتے ہی عفیرہ کی چیخ نکل گئی ۔ وہ بن مانس تیزی سے پیچھے کی طرف دوڑ گیا صفوان نے جھپٹ کر عفیرہ کو سنبھالا ۔

بارہواں باب

ایک عجمی نوجوان

عفیرہ ڈر گئی تھی ۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی ۔ صفوان نے کہا مت ڈرو عفیرہ وہ کوئی پہاڑی انسان تھا ۔

عفیرہ کی آنکھیں بند تھیں جب اس کا خوف کچھ کم ہوا تب اس نے آنکھیں کھولیں اول صفوان کو دیکھا پھر اس طرف نگاہ کی جہاں بن مانس نظر آیا تھا ۔ اب وہ وہاں نہیں تھا ۔

عفیرہ سنبھل کر بیٹھ گئی ۔ اس نے گہرا ٹھنڈا سانس لے کر کہا ۔ اف کس قدر مہیب انسان تھا وہ ۔

صفوان نے اس کے دل سے خوف دور کرنے کے لئے کہا ۔ " مہیب صورت کچھ نہیں ۔ صرف اس کا خط بڑھا ہوا ہے شاید اسے نائی نہیں ملا ۔ اور حجامت نہیں بنوا سکا 'یہ ۔"

عفیرہ = "یا وہ کوئی ایسی مخلوق ہے جو انسانوں کو گزند پہنچاتی ہے ۔"

صفوان = "کیا تم اس بات کو بھول گئی ہو عفیرہ کہ قرآن شریف میں جنوں اور انسانوں کا ذکر ہے کسی تیسری مخلوق کا نہیں ۔"

عفیرہ = "میں جانتی ہوں ۔ ممکن ہے وہ جن ہی ہو ۔"

صفوان نے عفیرہ کے پاس سے کھسکتے ہوئے کہا ۔ " میں دیکھتا ہوں وہ کون ہے ۔"

صفوان = "بس ساری شرارت کوچ کر گئی تمہاری بہت ڈینگیں مارا کرتی تھیں ۔ بہادری کی 'کیا ہوئی وہ بہادری ۔"

عفیرہ = "ان باتوں کا ذکر نہ کرو ۔"

صفوان = "کیوں نہ کروں جب کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بنت عرب قبیلہ نجم کی بہادر لڑکی سہمی جا رہی ہے۔ تو اسے اس کی بہادری کیوں نہ یاد دلاؤں۔"

عفیرہ = "میں انسانوں سے نہیں ڈرتی۔ لیکن ایسی مہیب مخلوق ..... خدا کی پناہ"

صفوان = "اگر تم ذرا ہمت سے کام لو تو میں اس مہیب مخلوق کو باندھ کر تمہارے سامنے لا کھڑا کروں۔"

عفیرہ = "اس کا ذکر مت کرو۔"

صفوان = "میں دیکھنا چاہتا ہوں وہ کون ہے چلو تمہیں کیمپ میں پہنچا دوں۔ وہاں سے واپس آ کر اسے تلاش کروں گا۔"

عفیرہ = "چلو"

دونوں اٹھے اور چلے۔ اب عفیرہ کے قدم تیزی سے نہیں اٹھ رہے تھے وہ آہستہ آہستہ چل رہی تھی صفوان اس کے دل سے خوف دور کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے کہا "چاندنی کیسی بھلی معلوم ہو رہی ہے۔ قدرت نے پتھروں کو، سبزہ کو، درختوں کو، گل بوٹوں کو غرض ہر چیز کو نور میں نہلا رکھا ہے۔"

لیکن عفیرہ کے لئے اب کسی چیز میں دلچسپی نہیں رہی تھی۔ اس نے رسمی طور پر کہا جی ہاں سب چیزیں چاندنی میں بھلی معلوم ہو رہی ہیں ..... خدا برا کرے اس مہیب صورت کا اس نے پر کیف منظر کی دل بھر کر سیر نہ کرنے دی۔"

یہ دونوں پہاڑ سے نیچے اترے اور پھولوں کے تختہ کو طے کر کے فرودگاہ میں آ گئے صفوان نے کہا۔ "تم جاؤ عفیرہ، میں جاؤں گا۔"

عفیرہ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا "کہاں جا رہے ہو تم؟"

صفوان = "پہاڑ پر، اس مہیب صورت کو تلاش کرنے۔"

عفیرہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا "میں اس وقت تمہیں نہ جانے دوں گی"۔

صفوان مجبور ہو گئے۔ وہ عفیرہ کے ساتھ خیمہ پر آئے۔ اس وقت عشاء کی اذان ہوئی۔ صفوان نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور عفیرہ نے اپنے خیمہ پر نماز ادا کی۔

دوسرے روز بھی یہ دستہ اسی جگہ مقیم رہا۔ اس وقت عفیرہ کی افسردگی دور ہو گئی تھی۔ وہ پھر بلبل کی طرح چہکنے لگی تھی۔ اس نے صفوان سے کہا "چلو گے گھومنے۔"

صفوان = "بھول گئیں رات کا واقعہ۔"

عفیرہ = "بھول کیوں جاتی، یاد ہے۔"

صفوان = "اب بھی گھومنے کا حوصلہ کرتی ہو۔"

عفیرہ = "کیوں، حوصلہ کو کیا ہوا۔"

صفوان = "رات کو کیا ہو گیا تھا۔ خوف و دہشت سے کانپنے لگی تھیں۔"

عفیرہ = "تمہاری وجہ سے مجھے اندیشہ ہوا کہیں تم اپنی بہادری کے زعم میں اس بن مانس سے الجھ جاؤ میں مصنوعی طور پر سہم گئی تھی۔"

صفوان = "یہ بات ہے۔ اچھا تو چلو پھر، دن میں چل کر دیکھیں وہ کون تھا۔"

عفیرہ = "چلو"

دونوں تیار ہو کر چل پڑے۔ جب وہ پہاڑ چڑھنے لگے تو اب انہوں نے ان کھڈوں اور غاروں کو دیکھا جو پگ ڈنڈی کے ایک طرف تھے۔ نہایت گہرے اور بڑے خوفناک تھے عفیرہ نے کہا۔ "اف کس قدر مہیب ہیں یہ غار۔"

صفوان = "رات تم اچھلتی چل رہی تھیں۔ میرے منع کرنے پر بھی نہ مانیں

اب دیکھو کس قدر خطرناک ہیں یہ۔

عفیرہ = "واقعی خطرناک ہیں۔"

دونوں اسی سطح چٹان پر پہنچ گئے جس پر رات جا کر بیٹھے تھے۔ انہوں نے نظریں دوڑ۔ میں جہاں تک ان کی نظر گئی چٹانیں یا درخت نظر آئے۔ یہ دونوں وہاں سے آگے بڑھے۔

یہ پہاڑ نہایت سرسبز تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پتھروں نے درختوں اور سبزہ کو اگل دیا ہے قدم قدم پر سبزہ تھا۔ ہرے بھرے درخت تھے۔ کہیں کہیں خود رو

پھولوں کے تختے لہلہا رہے تھے ۔ بعض جگہ تو اس کثرت سے پھول تھے کہ تمام پہاڑ گل پوش ہو گیا تھا ۔ عفیرہ کو پھولوں سے بڑی رغبت تھی ۔ وہ پھول توڑتی اور اس میں سے بعض اپنے سر کے بالوں میں اٹکاتی رہی ۔ ان پھولوں نے اس کے سر اور چہرہ کو اور بھی دلفریب بنا دیا ۔ صفوان نے کہا "یہ تم پھول کیوں لگا رہی ہو اپنی زلفوں میں ؟"

عفیرہ = "اچھے نہیں معلوم ہوتے ۔"

صفوان = "اس قدر بھلے معلوم ہو رہے ہیں کہ اگر وہ بن مانس نکل آیا تو......"

عفیرہ = "دھت ' پھر وہی عذریوں والی بات ۔" دونوں پہاڑ کی سیر کرتے بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ عفیرہ بہت خوش تھی ۔ بڑی سبک روی سے بڑھی چلی جا رہی تھی اور ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی پھول برسا رہی تھی ۔

یہ دونوں ایک گل پوش قطع میں پہنچے ۔ طرح طرح کے خوش رنگ خوش نما اور خوشبو دار پھول کھل رہے تھے ۔ نہایت فرحت بخش مقام تھا خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا ۔ عفیرہ نے کہا "کچھ دیر یہاں بیٹھ جاتے ہیں"

صفوان = "بیٹھ جاؤ ۔ میں ذرا سامنے چٹان تک ہو آؤں ۔"

عفیرہ = "واہ ' یہ کیا تک ہے میں یہاں ۔ تم وہاں ۔"

صفوان = "ڈرنا نہیں ۔ سامنے ہی رہوں گا میں ۔"

عفیرہ = "میں ڈروں گی نہیں شوق سے چلے جاؤ تم ۔"

صفوان چلے گئے ۔ انہیں گئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کچھ کھٹکا ہوا ۔ عفیرہ نے گھوم کر دیکھا ایک دفعہ تو وہ ہول گئی ۔ یہ خیال کر کے کہیں رات والا بن مانس نہ ہو ۔ اس کا چہرہ کچھ سفید پڑ گیا اور حسین آنکھوں سے خوف و ہراس معلوم ہونے لگا ۔

مگر جب اسکی نگاہ گھومی تو اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان عجمی ' بیش بہا لباس پہنے سونے اور جواہرات سے لدا ہوا کھڑا کچھ عجیب نگاہوں سے دیکھ رہا ہے ۔

عفیرہ کو اس کا اس طرح گھور کر دیکھنا برا معلوم ہوا ۔ عربی خون اسکی رگوں میں

گردش کرنے لگا اس نے ناگواری کے طریقہ پر سر کو جھٹکا دے کر اپنا رخ پھیر لیا ۔

عجمی آہستہ آہستہ بڑھ کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور فارسی زبان میں بولا "اے پری چہرہ نازنین ۔ ایک عجمی شاہزادہ کا سلام قبول ہو ۔"

عفیرہ فارسی نہیں جانتی تھی ۔ وہ سمجھی ہی نہیں کہ اس نے کیا کہا ۔ اور وہ کیا جواب دے ۔ وہ خاموش بیٹھی رہی عجمی نے پھر کہا ۔ "اے شعلہ رو گل رخسار کیا میرا سلام قبول ہوا ۔"

عفیرہ اب بھی کچھ نہیں سمجھی ۔ اس نے کہا ۔ "تم کیا کہہ رہے ہو ۔ میں سمجھی نہیں ۔ ؟"

عفیرہ نے عربی زبان میں یہ الفاظ کہے ۔ عجمی عربی نہیں جانتا تھا ۔ وہ نہیں سمجھا کہ عفیرہ نے کیا کہا ۔ لیکن یہ بات وہ سمجھ گیا کہ عفیرہ فارسی زبان نہیں جانتی اور وہ خود عربی نہیں جانتا تھا وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا ۔

عفیرہ نے برہم ہو کر کہا "چلے جاؤ میرے سامنے سے ۔"

عجمی اسکی بات تو نہیں سمجھا ۔ البتہ اسکے تیور دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ وہ برہم ہو گئی ہے اس نے کہا ۔ "اے غنچہ ' نو شگفتہ ' اپنے اس فدائی پر خفا نہ ہو ۔"

وہ برابر عفیرہ کو تکے جا رہا تھا ۔ عفیرہ کو غصہ آ گیا وہ بھبوکا بن گئی ۔ اس نے کہا "نہیں دور ہوتے تم ۔"

ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی ۔ اور اس نے پیٹی پر خنجر نکالنے کے لئے ہاتھ ڈالا ۔ عجمی نے پلٹ کر دیکھا ۔ شاید اس نے پہلے صفوان کو دیکھ لیا تھا ۔ ادھر سے صفوان آ رہے تھے ۔ عجمی تیزی سے چل کر چٹانوں کے پیچھے غائب ہو گیا ۔ صفوان عفیرہ کے پاس آئے انہوں نے اس سے پوچھا ۔ "کون تھا وہ شخص ۔ ؟"

عفیرہ نے جواب دیا ۔ "معلوم نہیں کون تھا ۔ غول بیابانی ۔"

صفوان = "کیا کہہ رہا تھا ؟"

عفیرہ = "وہ اپنی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا ۔ میں سمجھی نہیں آؤ چلو ۔"

دونوں چلے چپ چاپ وہ پہاڑ سے نیچے اتر رہے تھے تو عجمی ایک چٹان کے پیچھے کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا ۔

تیرہواں باب

مہر جان

عجمی بڑے غور سے ٹکٹکی لگائے عفیرہ کو دیکھ رہا تھا۔ اس وقت اسے اسکی پشت نظر آ رہی تھی۔ وہ شاید اس کا قد' اس کی رفتار اور اسکی ادائیں دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔ اسنے ٹھنڈا سانس لے کر کہا " اس ہمارے ملک میں نہایت ماہرو حسین اور پری جمال لڑکیاں موجود ہیں۔ لیکن یزدان کی قسم اس عرب دوشیزہ کے مقام میں وہ بالکل ایسی ہیں جیسے چاند کے سامنے ستارے اسکی صورت کس قدر دلفریب ادائیں کس قدر دلکش اور قد کیسا موزوں اور پیارا ہے جی چاہتا ہے کہ۔

ایک آواز آئی " جی چاہتا ہے کہ اسکی ہرادا پر قربان ہو جائے۔"

عجمی نے جلدی سے گھوم کر دیکھا۔ سامنے وہی بن مانس کھڑا تھا۔ جسے رات عفیرہ دیکھ کر ڈر گئی تھی۔ عجمی بھی اسے دیکھ کر گھبرا گیا۔ خوف و دہشت سے اسکے بدن میں تھرتھری پڑ گئی۔

بن مانس کی صورت ہی مہیب تھی۔ اس کے سر کے بال اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ پشت کی طرف گردن سے بہت نیچے تک بڑی بے ترتیبی سے پھیلے ہوئے تھے اور سامنے کی طرف پیشانی کو ڈھکے ہوئے تھے صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں جو بہت زیادہ سرخ تھیں۔ مونچھیں بڑھ کر داڑھی سے مل گئی تھیں اور مونچھوں میں منہ چھپ گیا تھا۔ داڑھی اتنی لمبی تھی کہ سارے سینہ کو ڈھکے ہوئے تھی اسکی شکل ہیئت خوفناک تھی۔

جب عجمی اسے دیکھ کر ڈر گیا تو وہ شاید مسکرایا کیونکہ اسکی آنکھیں چمکنے لگیں۔ لیکن منہ چونکہ بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ اسلئے اس کا مسکرانا نظر نہیں آیا۔ اس نے کہا "تم بھی مجھے دیکھو بغور ----" اسے دیکھ کر عجمی کی روح فنا ہوئی جا رہی تھی۔ اس نے کہا " تم "

وہ اسقدر خوفزدہ ہو رہا تھا کہ فقرہ پورا نہ کر سکا۔ بن مانس نے کہا " میں کون ہوں یہی پوچھنا چاہتے ہو نا تم۔"

عجمی اب بھی کچھ نہ کہہ سکا۔ البتہ اس نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ یہی معلوم کرنا چاہتا ہے۔ کہ وہ کون ہے بن مانس نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا " ایک زمانہ تھا جب میں کچھ تھا۔ مگر اب ایک بن مانس ہوں جسے دیکھ کر نہ صرف میری قوم بلکہ ہر انسان ڈر جاتا ہے۔ جن ایرانیوں نے مجھے دیکھا ہے۔ ان کا قول ہے کہ میں بن مانس ہوں۔"

عجمی نے کچھ جرات کر کے کہا۔ "آپ نے اپنا حلیہ ہی ایسا بنا رکھا ہے کیا آپ کو حجام نہیں ملتا جو خط بنوا لیتے۔"

بن مانس۔ "مجھے انسانوں سے نفرت ہو گئی ہے خصوصا اس قوم سے جس نے میری زندگی تباہ کر دی۔ مجھے بن مانس بننے پر مجبور کر دیا" عجمی۔ "وہ کون قوم ہے ؟"

بن مانس = "نوجوان ' وہ تمہاری قوم ہے حضرت زردشت کی ماننے والی ہے یزدان کی پجاری ہے ' ایرانی ہے۔"

بن مانس = "میں اپنی داستان تمہیں پھر کسی وقت سناؤں گا۔ پہلے یہ بتاؤ یہ لڑکی کون ہے جسے تم دیکھ رہے تھے۔"

عجمی = "میں خود نہیں جانتا یہ کون ماہ پیکر ہے میں نے اسے آج ہی دیکھا ہے"

بن مانس = "اس لڑکی اور اس کے ساتھی کا لباس عجیب سا ہے۔ ہمارے ملک کا سا نہیں ہے۔"

عجمی = "یہ لوگ ایرانی نہیں ہیں۔ عربی ہیں۔"

" عربی ہیں ----" بن مانس نے حیرت سے کہا اور عجمی کو دیکھنے لگا۔

عجمی نے کہا " جی ہاں عربی ---- کیا آپ نے اپنی عمر میں کبھی کسی عرب کو نہیں دیکھا۔"

بن مانس = "دیکھا تھا۔ یاد آ گیا ---- ایک مرتبہ جب میں انسان تھا اور جوان تھا۔ تو میں نے چند عربوں کو دیکھا تھا۔ وہ ملازمت کی تلاش میں آئے تھے۔

میں نے ان میں سے ایک کو نوکر رکھنا بھی چاہا تھا ۔ مگر معلوم ہوا تھا وہ بت پرست ہیں ۔ آگ کو نور الٰہی نہیں مانتے مجھے بڑا غصہ آیا تھا اور میں نے انہیں نوکر رکھنے سے انکار کر دیا تھا ۔"

عجمی = "اب عرب بت پرست نہیں رہے ۔ ان کی قوم میں کوئی نبی پیدا ہوئے ہیں سنا ہے ۔ اب وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ۔"

" مسلمان کہتے ہیں ------ " بن مانس نے نہایت ہی متعجب ہو کر کہا ۔

عجمی = "ہاں میں نے ایسا ہی سنا ہے ۔"

بن مانس = "کیا وہ نبی موجود ہیں ۔ ؟"

عجمی = "یہ مجھے معلوم نہیں ۔"

بن مانس = "کہیں وہ زمانہ تو نہیں آگیا ۔ جس کے متعلق مجھے بتایا گیا تھا ۔"

عجمی = "کیا بتایا گیا تھا ۔ ؟"

بن مانس = "مجھے بتایا گیا ہے ۔ کہ دنیا میں انقلاب آئے گا ۔ سلطنتیں زیر و زبر ہو جائیں گی ہمارے ملک میں جو بیباکی ' بے شرمی ' فحاشی اور بدمعاشی پھیل گئی ہے وہ جاتی رہے گی ۔"

عجمی = "انقلاب آگیا ہے سلطنتیں زیر و زبر ہو گئی ہیں تم جانتے ہو کہ عرب کس قدر مفلس اور کمزور قوم تھی --------"

بن مانس = "میں جانتا ہوں کہ کوئی ملک بھی عرب کے ملک کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا تھا اور کوئی قوم بھی عربی قوم کی عزت نہیں کرتی تھی ۔ ہر قوم عربوں کو پسماندہ قوم سمجھا کرتی تھی ۔ عرب تھے بھی بدقماش اور ان میں اتفاق نہیں تھا ۔ تہذیب نہیں تھی ' نا اتفاقی تھی ۔ بری بری علتوں میں گرفتار تھے ۔"

عجمی = "اب وہی عرب متفق ہو گئے ہیں ۔ ان کے نبیؐ نے ان کی کایا پلٹ دی ہے ۔ ان سے ان کی بری بری عادتیں اور بری علتیں چھڑا دی ہیں ۔ اب وہ نئی تہذیب اور نیا تمدن لے کر عرب سے نکلے ہیں ۔"

بن مانس = "تب انہوں نے دوسرے ملکوں پر حملے بھی شروع کر دیئے ہوں گے "

عجمی = "آپ کو شاید ان کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں ہے ۔"

بن مانس = "مجھے کیا معلوم ہوتا ۔ میں ایک عرصہ سے اس پہاڑ پر مقیم ہوں ۔ غار میرے مسکن اور چٹانیں میری ہم جلیس ہیں ۔ انسان مجھے دیکھتے ہی ڈر کر بھاگ جاتے ہیں ۔ حیوانوں میں قوت گویائی نہیں جو میں ان سے اپنی کہتا اور ان کی سنتا ۔"

عجمی = "تب مجھ سے سنو ۔ انہوں نے اپنے ملک عرب میں ایک زبردست حکومت قائم کر رکھی ہے اور دوسرے ملکوں پر حملے کر کے انہیں فتح کرنا اور اپنی سلطنت میں شامل کرنا شروع کر دیا ہے ۔"

بن مانس کی آنکھیں چمکنے لگیں ۔ اس نے کہا " سچ کہا تھا مجھ سے میرے مرشد نے "

عجمی = "کون تھے تمہارے مرشد ؟"

بن مانس = "ایک تارک الدنیا شخص تھے ۔ ایک مرتبہ میں بلخ کے قریب والے کوہستان میں چلا گیا تھا ۔ مجھے غموں نے کچل دیا تھا ۔ میں زندگی سے تنگ آگیا تھا میں نے خودکشی کا ارادہ کیا ۔ ایک اونچی چٹان پر جا چڑھا اور غار میں چھلانگ لگانے ہی والا تھا کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہا نوجوان ' خودکشی کرنا ٹھیک نہیں ہے ۔

میں نے پلٹ کر دیکھا ایک زردشتی بزرگ ' زرد لباس پہنے کھڑے تھے ۔ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر پیچھے ہٹا لے گئے ۔ ایک پتھر پر بیٹھ گئے ۔ پوچھنے لگے ' میں کیوں خودکشی کرنا چاہتا ہوں ؟

میں نے انہیں اپنی داستان غم سنائی ۔ وہ بڑے متاثر ہوئے انہوں نے مجھے تسلی دی اور کہا مہربان ' صبر کرو اور اس وقت کا انتظار کرو ۔ جب میری اور تمہاری قوم پر اہرمن کا غضب نازل ہو گا ۔ یہ قوم اپنی بری عادتوں کی وجہ سے تباہ ہو جائے گی ۔ اس پر وہ قوم مسلط کی جائے گی جو آج بہت ہی ذلیل اور حقیر قوم ہے ۔

میں ان کے ساتھ رہنے لگا ۔ وہ بزرگ تھے بڑے بزرگ علم نجوم بھی جانتے تھے ۔ انہوں نے مجھے بہت سی باتیں بتائی تھیں ۔ ان کی ایک ایک بات میرے دل پر نقش ہے ۔ چند سال میں ان کے ساتھ رہا ۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ لے لیا تھا کہ

میں خودکشی نہ کروں گا ۔ بلکہ اس وقت کا انتظار کروں گا ۔ جب مجھ پر ظلم کرنے والے خانہ بدوش ہو جائیں گے ۔ ان کا زور ٹوٹ جائے گا ۔ ان کی قوت جاتی رہے گی وہ تباہ اور برباد ہو جائیں گے ۔ چنانچہ میں زندہ ہوں اور اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں "

عجمی = "کون لوگ تھے وہ جنہوں نے تم پر ظلم کیا تھا ۔ ؟"

بن مانس کا نام مہرجان تھا ۔ اس نے کہا " سننا ہی چاہتے ہو تو سنو ' وہ ایران کا شہنشاہ یزدجرو اور اس کے مشیر تھے "

عجمی کو بڑی حیرت ہوئی ۔ اس نے کہا "کیا ان بزرگ نے یہ کہا تھا کہ یزدجرو اور ان کے مشیر خانہ بدوش ہو جائیں گے ؟"

مہرجان = " ہاں ' انہوں نے کہا تھا ' ان کی قوت ٹوٹ جائے گی ۔ برباد ہو جائیں گے ' اور خانہ بدوشی میں زندگی گذاریں گے "۔

عجمی = "ان کی یہ پیشن گوئی درست نکلی ۔ یزدجرد اور ان کے مشیر برباد ہو گئے ' ان کا زور ٹوٹ گیا اور اب وہ خانہ بدوش ہیں "۔

مہرجان کی آنکھیں چمکنے لگیں ۔ اس نے کہا "اب میں اپنا انتقام لوں گا ۔ میں نے اس وقت جو خوشخبری سنی ہے ۔ اس صلہ میں یزداں کی عبادت کرنی ہے ۔ اگر کل تم ٹھیک اسی وقت یہاں آئے تو میں تمہیں اپنی داستان سناؤں گا ۔ اور تم سے یزدجود اور اس کے مشیروں کا حال پوچھوں گا ۔ بولو آؤ گے ۔"

عجمی = "میں آؤں گا مجھے آپ کا حال سننے کا بڑا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے ۔"

مہرجان = "اچھا کل تک کے لئے رخصت ۔"

مہرجان چلا گیا ۔ عجمی بھی ایک طرف کو چل دیا ۔

چودھواں باب

اسلامی فتوحات

دوسرے روز صبح ہوتے ہی عجمی پہاڑ پر آگیا ۔ اسے کچھ زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا ' مہرجان بھی جلد ہی آ پہنچا ۔ عجمی نے کہا "یہ آپ نے اپنا حلیہ کیا بنا رکھا ہے خط بنواؤ انسان بنو ۔"

مہرجان = "اب شاید وہ وقت آگیا ہے ۔ جب میں انسان بنوں گا ۔ انسانوں کے زمرہ میں شامل ہوں گا ۔ اور اپنا انتقام لوں گا ۔ میں تجھے یہ بتا دوں کہ میں نے ان بزرگ سے جنہوں نے مجھے تسلی دی اور جن کے پاس میں رہا علم نجوم سیکھا تھا ۔ اس علم کے ذریعہ سے مجھے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ایران پر وہ ستارہ طلوع ہو چکا ہے جس کی نحوست شہنشاہ کو ' اسکے مشیروں کو اور اس ملک کے دولتمندوں اور رئیسوں کو بربادی اور ہلاکت میں گرفتار کر دے گی ---------"

عجمی = "تمہارے علم نے تمہیں صحیح خبر دی تھی ۔ شہنشاہ اور اس کے مشیر دولتمند اور رئیس سب برباد ہو کر ہلاکت کی طرف دوڑ رہے ہیں ۔"

مہرجان = "ان کی بد اعمالیوں کا انجام یہی ہونا تھا ۔ اب میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔"

عجمی = "کہئے "

مہرجان ۔ پہلے اپنا نام بتاؤ ۔"

عجمی ۔ میرا نام فروزاں ہے ۔"

"نعروزاں ----- فروزاں -----" مہرجان نے چند مرتبہ کہا ۔ کچھ حساب لگایا اور فروزاں کی طرف دیکھ کر کہا ۔ میں نے تمہارا نام فرخ زاد قرار دیا تھا ۔

بہرحال فرخ زاد بھی "ف" سے شروع ہوتا ہے اور فیروزاں بھی "ف" سے ہی شروع ہوتا ہے۔ راس دونوں کی ایک ہی ہے۔ سنو فیروزاں، تمہیں اس عربی دوشیزہ سے محبت ہو گئی ہے جسے تم کل دیکھ رہے تھے۔ اس کا خیال چھوڑ دو۔ ورنہ ایسی بلا میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ جس سے نہ صرف جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ بلکہ جان جانے کا خطرہ ہے۔"

"فیروزاں = "حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس گل ضرر کو دیکھ کر اس سے ایسی محبت ہو گئی ہے کہ میں اس سیم تن کے لئے اپنی جان شیریں تک دینے کو تیار ہوں۔"

مہرجان = "شدنی ہو کر رہتی ہے۔ طالع کی نحوست ٹلا نہیں کرتی۔"

اس وقت اسلامی لشکر میں نقل و حرکت ہوئی۔ اس دستہ نے کوچ شروع کر دیا۔ اونٹ محل، گھوڑے اور سپاہی دور تک پھیل گئے۔ فیروزاں نے کہا، "مسلمانوں نے یہاں سے کوچ کر دیا ہے۔ انہیں معلوم نہیں ہے کہ ان کی تاک میں ایرانی لشکر ہے۔ جب وہ انہیں غافل دیکھے گا ان پر حملہ کر دے گا۔ اور میری قسمت آزمائی کا وہی موقع ہو گا۔"

مہرجان = "کس کا لشکر ان مسلمانوں کی تاک میں ہے۔"

فیروزاں = "خورزاد کا یزدجرد کا ایک مشیر ہے۔"

مہرجان = "وہ یہاں کیسے آگیا؟؟"

فیروزاں = "یزدجرد مرو میں ہے۔ اس نے کاشان سے طیلن تک کئی ایرانی دستے پھیلا رکھے ہیں۔ ان دستوں کو مسلمانوں کے اس بڑے لشکر پر حملہ کرنے کی جرات نہیں ہوئی جو طیلن کی طرف بڑھ رہا ہے۔ بلکہ کئی دستے اسلامی لشکر سے ڈر کر طلیلن میں ہٹ کر جمع ہو گئے ہیں۔ شاید یہی ایک دستہ رہ گیا ہے۔ جو خورزاد کی ماتحتی میں ہے۔"

مہرجان = "لیکن یزد جرد۔ خانہ بدوش کیسے ہوا۔؟"

فیروزاں = "میں ایرانی سلطنت مدائن میں موجود تھا۔ کہ میں نے سنا عربوں نے ایران پر لشکر کشی کر دی ہے۔ اس خبر سے ایرانیوں میں بڑا جوش پیدا ہو گیا تمام

درباری متفق ہو گئے۔ فوج کے دو کرنیل رستم اور فیروز تھے دونوں بڑے بہادر اور بااثر تھے۔ ان دونوں میں کچھ مخالفت تھی۔ دوسرے درباریوں نے دونوں میں مصالحت کرا دی شہنشاہ یزدجرد نے عظیم پیمانے پر جنگی تیاریاں شروع کیں اطراف ملک سے فوجیں آنے لگیں۔ مدائن کی چھاؤنیاں سپاہیوں سے لبریز ہو گئیں۔

اسی وقت معلوم ہوا کہ مسلمان قادسیہ میں آگئے ہیں۔ جاسوس خبر لائے کہ اسلامی لشکر کچھ زیادہ نہیں ہے۔ صرف بیس ہزار ہے۔ یزدجرد نے جب اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو ڈیڑھ لاکھ سپاہ میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار تھی۔

یزد جرد نے رستم کو اس تمام سپاہ کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اگرچہ بڑا بہادر شخص تھا۔ اور اسکے پاس مسلمانوں سے سات گنی فوج تھی۔ لیکن وہ نہ معلوم کیوں کوچ نہیں کرتا تھا۔ جب یزدجرد نے اسے کوچ کرنے پر مجبور کیا تو اس نے شہنشاہ سے کہا مناسب یہ ہے کہ یا تو عربوں سے مصالحت کر لی جائے یا جنگ کو اس قدر طول دیا جائے کہ عرب تنگ آکر یا تو واپس چلے جائیں یا خود ہی صلح کر لیں۔ مگر یزدجرد نے اس کی دونوں باتیں نہیں مانیں اور اسے حکم دیا کہ وہ عربوں پر ضرب لگا کر ان کا خاتمہ کر ڈالے۔ چنانچہ وہ ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر چلا اور ساباط کے مقام پر جا ٹھہرا۔

ایک روز میں نے سنا کہ مسلمانوں کے سفیر آئے ہیں۔ یزدجرد نے بڑی شان سے دربار آراستہ کیا ہے۔ میں بھی دربار گیا۔ بڑی شان اور عظمت سے دربار سجایا گیا تھا۔ اسلامی سفیر اس ہیئت سے دربار میں آئے کہ جبے پہنے کاندھوں پر چادریں لٹکائے۔

پشت پر ڈھالیں اور ڈھالوں پر ترکش ڈالے تلواریں حمائل کئے چمڑہ کے کوڑے ہاتھوں میں لئے بڑی بے خوفی سے آئے۔ درباریوں پر ان کی اس شان کا بڑا اثر پڑا۔ مترجم کے ذریعہ سے گفتگو شروع ہوئی۔ یزدجرد نے سفیروں سے کہا "تم نے ہمارے ملک پر حملہ کیوں کیا۔؟"

ایک عرب نے (یہ عرب نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مقرون تھے) کہا "ہمارے نبی صلعم نے جب دنیا کے بادشاہوں کو اسلام کے دعوت نامے بھیجے تو تمہارے

بادشاہ خسرو پرویز نے اس دعوت نامہ کو چاک کر دیا اور یہ جرات کی کہ اپنے یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ عربی نبی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو ۔ لیکن خدا نے اپنا فیصلہ صادر کر دیا ۔ خسرو پرویز کو اسکے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا ۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلعم کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے ۔ تو عرب کے بت پرستوں نے بغاوت کر دی ۔ دربار ایران نے ان باغیوں کی مدد کی ۔ ایرانی بادشاہ جزیرہ نما عرب پر قبضہ کرنا چاہتا تھا ۔ لیکن عرب کے باغی زیر ہو گئے ۔ ایرانیوں کی ان حرکتوں نے ہمیں اس ملک پر حملہ کرنے پر مجبور کیا ہے ۔ یزدجرد ۔ اب تم کیا چاہتے ہو ؟

اسی عرب نے اپنے مذہب (اسلام) کی خوبیاں بیان کیں ۔ اور کہا ہم یہ چاہتے ہیں ۔ کہ تم آتش پرستی چھوڑ دو ۔ اس خدا کے سامنے جھک جاؤ جو واحد ہے اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ۔ مسلمان ہو جاؤ ۔"

یزدجرد نے بگڑ کر کہا ۔ "ہم اپنا دین نہیں چھوڑ سکتے ۔"

اس عرب نے کہا "تب تم ہماری ذمہ داری میں آ جاؤ ۔ ہمیں جزیہ دو ۔ اس صلہ میں ہم تمہاری تمہارے دشمنوں سے حفاظت کریں گے ۔"

یزدجرد کو یہ بات سخت ناگوار گزری ۔ اس نے کہا " جزیہ دے کر ہم تمہارے غلام نہیں بن سکتے ۔"

اس عرب نے تلوار میان سے نکال کر کہا " اب یہ تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی ۔ یزدجرد کو بڑا غصہ آیا ۔ اس نے کہا ۔ میں نے رستم کو بھیج دیا ہے ۔ وہ قادسیہ میں تمہیں دفن کر دے گا ۔"

اس عرب نے کہا " بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا ۔ کہ قادسیہ کے میدان میں کون دفن ہوتا ہے ۔"

یزدجرد نے عربوں کو ذلیل کرنے کے لئے مٹی بھر کر ٹوکرا منگایا اور ان عربوں میں جو سردار (عاصم بن عمرو سردار) تھے ۔ ان کے سر پر وہ ٹوکرا رکھ دیا ۔ سردار نے ہنس کر کہا " تم نے اپنے ملک کی مٹی خود ہمارے حوالہ کر دی ہے یہ فتح کا شگون ہے ۔"

عرب چلے گئے ۔ یزدجرد نے رستم کے پاس قاصد بھیجا اور تاکید کی کہ فوراً حملہ

کر دے رستم نے آگے بڑھ کر حملہ کیا ۔ لیکن مسلمان اس جرات ' ہمت اور دلیری سے لڑے کہ ایرانیوں کی صفیں بچھا دیں ۔ کئی روز کے معرکوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ رستم مارا گیا ۔ ایرانیوں کو ہزیمت ہوئی ۔ جب اس شکست کی خبر مدائن میں پہنچی تو کہرام مچ گیا ۔

ایرانی شکست کھا کر بابل میں جمع ہوئے ۔ مسلمانوں نے بڑھ کر بابل پر بھی حملہ کر دیا اور اسے بھی فتح کر لیا اور اس کے بعد کوثی پر حملہ کیا ۔ اور اس پر بھی قابض ہو گئے ۔

جوں جوں مسلمانوں کی فتوحات کی خبریں مدائن میں پہنچ رہی تھیں ۔ ایرانیوں کے حواس پراگندہ ہو رہے تھے ۔ رئیس اور دولت مند کانپ رہے تھے ۔ اراکین سلطنت اور خود یزدجرد ہراساں اور ترساں تھے ۔

مسلمانوں نے بہرہ شیر پر حملہ کیا ۔ ایرانی محصور ہو گئے ۔ کئی مہینے تک محصور رہے آخر تنگ آ کر میدان میں نکلے ' مسلمان انہیں دیکھتے ہی دوڑ پڑے اور کھیرے ککڑی کی طرح ایرانیوں کو کاٹ ڈالا ۔ بہرہ شیر بھی فتح ہو گیا ۔

جب یزدجرد کو بہرہ شیر کے فتح ہو جانے کی اطلاع ہوئی تو گھبرا گیا ۔ اسے اپنی سلطنت کے زوال کا یقین ہو گیا ۔ اس نے حرم اور شاہی خاندان کو معہ اموال اور خزائن کے حلوان بھیج دیا اور ایک روز خود بھی حلوان ہی بھاگ گیا ۔ مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو گھوڑوں پر تیر کر پار کیا ۔ اور مدائن پر حملہ کر کے اسے بھی فتح کر لیا ۔ اس وقت سے یزدجرد خانہ بدوش اور آوارہ گرد ہے ۔"

مہرجان = "وہ اسی انجام کے قابل تھا ۔ اس نے اور اسکے مشیروں نے میرے ساتھ جو کچھ کیا تھا وہ انتہائی درندگی تھی ۔ اس درندگی کے مقابلہ میں اسے ابھی کم سزا ملی ہے ۔ اب میں ان سے انتقام لوں گا ۔ ایسا انتقام جس سے دوسروں کو عبرت ہو ۔"

اس عرصہ میں اسلامی دستہ بہت آگے بڑھ گیا تھا ۔ اب صرف گرد و غبار نظر آ رہا تھا کوئی اونٹ ' کوئی محل اور کوئی سوار نظر نہیں آتا تھا ۔

فیروزاں نے کہا " آپ بھی تو اپنی داستان سنایئے ۔

مہرجان = "سناؤں گا ------ میری داستان سن کر یقین ہے ۔ تم بھی متاثر ہو گے ۔"

مہرجان سنبھل کر بیٹھ گیا ۔ فیروزاں اس کی طرف دیکھنے لگا ۔

پندرھواں باب

مہرجان کی داستان

رجان نے بیان کیا ۔

" میں سیرجان کا مرزبان ہوں ...... ہوں نہیں بلکہ تھا ۔ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میرے باپ اور ماں دونوں مرگئے ۔ میں دولتمند باپ کا بیٹا تھا ۔ آمدنی کافی تھی بڑے ٹھاٹ اور بڑی شان سے رہتا تھا ۔ یزدجرد سے پہلے پوران وخت ایرانی تخت و تاج کی مالک تھی ۔ ایک مرتبہ وہ سیرجان میں آئی ۔ میں نے بڑی شان سے استقبال کیا اس کے لئے بستی سے باہر خیموں کا شہر بسایا ۔ اور اسکی مدارات اسکی شایان شان کی ۔

اگرچہ وہ عورت تھی مگر بڑی ہوشیار ' زیرک اور دانا تھی ۔ اس نے میری عزت افزائی کی اور مجھے اپنے مشیروں میں شامل کر لیا مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی ۔

پوران وخت کا ارادہ سیرجان میں تین دن قیام کرنے کا تھا ۔ لیکن کچھ تو میری مدارات کی وجہ سے ' کچھ فرحت بخش مقام ہونے کے سبب وہ ایک ہفتہ ٹھہری ۔ اس واح کے اور دور دور کے مرزبان اس سے ملاقات کے لئے آنے لگے ۔ وہ حسین بھی تھی اور نوجوان بھی کچھ لوگ تو محض اسے دیکھنے کے لئے ہی آتے تھے ۔ اور کچھ اپنے عزیزوں کے لئے مراعات حاصل کرنے آتے تھے ۔

ایک روز شرف کا ایک مرزبان آیا ۔ ادھیڑ عمر کا آدمی تھا ۔ اسکی بیٹی گلنار بھی تھی ۔ نہایت حسین اور پری جمال تھی ۔ اس مرزبان کا نام جوان شیر تھا ۔ وہ سیدھا میرے پاس آیا اور میرے ہی مکان پر ٹھہرا ۔ میں نے اسکی اسقدر خاطر تواضع کی کہ وہ میرا بہت شکر گذار ہوا ۔ اس کی جاگیر کا کچھ حصہ جوشن شاہ ایک مشیر کے کہنے پر پوران وخت نے ضبط کر لیا تھا اور اس جاگیر کو واگذار کرانا چاہتا تھا ۔ اتفاق سے جوشن شاہ اس وقت پوران وخت کے ساتھ نہ تھا ۔ جوان شیر نے مجھ سے اپنی یہ

خواہش ظاہر کی کہ میں اس کی جاگیر کی واپسی کی سفارش کر دوں۔

چوں کہ جوان شیر نے یہ دیکھ لیا تھا کہ پوران وخت مجھ پر بڑی مہربان تھی۔ اسلئے اسے یقین تھا کہ میری سفارش سے اس کی جاگیر واپس ہو جائے گی۔ میں بھی اس بات کو سمجھتا تھا لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ جوان شیر سے اسکی بیٹی کے متعلق بات چیت پختہ کر لوں۔ اسلئے میں نے اس سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ مجھے گلنار سے ایسی محبت ہو گئی تھی۔ کہ بغیر اسکے مجھے اپنا زندہ رہنا دشوار نظر آنے لگا تھا۔ میں بھی نوجوان تھا۔ اور شکیل بھی تھا۔ اکثر گلنار میرے پاس آ بیٹھتی تھی اور ہنس ہنس کر باتیں کرتی رہتی تھی۔

ایک روز وہ میرے پاس آئی۔ اور کہا "تم نے ابا جان کی جاگیر کی سفارش نہیں کی۔"

میں نے اس رشک ماہ کو دیکھ کر کہا "مجھے تم نے اسکے متعلق حکم نہیں دیا تھا"

گلنار نے حسین نظریں اٹھا کر دیکھا اور کہا "ابا جان نے تو کہا تھا۔۔"

میں = "ہاں انہوں نے کہا تھا۔ مگر ------------"

گلنار = "مگر کیا۔؟"

میں = "میں منتظر تھا۔ کہ تم حکم دو۔"

گلنار = "کیوں منتظر تھے؟"

میں = "صاف صاف سننا چاہتی ہو۔"

"ہاں" اس نے بڑے بھولے پن سے کہا۔

میں۔ گلنار، حقیقت یہ ہے کہ مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے۔ مجھے تمہارے حکم کی تعمیل کرنے میں بڑی خوشی ہو گی۔"

وہ ہنس پڑی۔ اس نے کہا "یہ بات تو میں پہلے ہی روز سمجھ گئی تھی۔"

میں = "ضرور سمجھ گئی ہوں گی۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہیں بھی مجھ سے محبت ہے یا نہیں؟"

گلنار = "اگر محبت نہ ہو گئی ہوتی تو میں تم سے اس قدر جلد بے تکلف کیسے ہو

جاتی۔

میں یہ بات سن کر بہت خوش ہوا میں نے کہا "اطمینان رکھو تمہارے باپ کی جاگیر واپس ہو جائے گی۔ لیکن میں تمہاری خواستگاری کیسے کروں۔

گلنار = "ابا جان بھی تمہیں پسند کرتے ہیں۔ تم ان کی جاگیر کی واپسی کے احکام جاری کروا دو اور پھر ان سے خواستگاری کرو۔"

میں اسی وقت پوران وخت کے پاس جانے کی تیاری کرنے لگا اتفاق سے جوان شیر بھی آ گیا۔ اس نے پوچھا "کہاں جا رہے ہو۔؟"

میں نے کہا پوران وخت کے پاس تمہاری جاگیر کی واپسی لے لئے۔ "میں تمہیں اپنا فرزند سمجھنے لگا ہوں" جوان شیر نے کہا۔

بیساختہ میری زبان سے نکل گیا "مجھے یقین ہے کہ تم مجھے اپنی فرزندی میں قبول کر لو گے۔"

جوان شیر = "ضرور میں نے تمہیں دیکھتے ہی اپنے دل میں یہ طے کر لیا تھا۔"

میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پوران وخت کے پاس گیا۔ اس سے پر زور الفاظ میں سفارش کی وہ مان گئی اور اس نے اسی وقت جوان شیر کی واپسی کے احکام صادر کر دئے۔ میں نے جوان شیر کو بلوا کر پوران وخت کے سامنے پیش کیا۔ اس نے نذر گزاری کی پوران وخت نے اسکی نذر قبول کی اور اسے اس کی جاگیر کی واپسی کا پروانہ دے دیا۔ وہ بہت خوش ہوا۔

ایک ہفتہ قیام کر کے پوران وخت چلی گئی۔ جوان شیر اور گلنار بھی چلے گئے مجھے اسکی یاد ستانے لگی۔ چند روز کے بعد میں نے شرف جانے کا ارادہ کیا ابھی میں تیاری ہی کر رہا تھا کہ شیر جان کا قاصد پیغام شادی لیکر آ گیا۔ میری خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ تاریخ مقرر ہو گئی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ جلد سے جلد وہ تاریخ آ جائے۔

اب میں شادی کی تیاری کرنے لگا۔ ایک روز جوش شاہ کا قاصد آیا جوش شاہ نے مجھے ڈانٹ پلائی تھی کہ میں گلنار کا خیال چھوڑ دوں۔ اسے میں نے اپنے لئے منتخب کیا ہے۔

جوش شاہ خاصا بوڑھا تھا۔ گلنار اسکی پوتی کے برابر تھی۔ مجھے بڑا غصہ آ گیا کہ

قبر میں پیر لٹکائے بیٹھا ہے اور پوتی کے برابر لڑکی کی خواستگاری کر رہا ہے۔ لیکن میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بڑا طاقتور ' قابو یافتہ اور بادشاہ کا مصاحب خاص ہے مجھے اور جوان شیر کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ممکن ہے گلنار زبردستی اٹھوا منگوائے۔

لیکن میں نے یہ تہیہ کر لیا کہ جوشن شاہ نے جوان شیر کو بھی دھمکی نہ دی ہو اور وہ مجبور ہو کر گلنار کو اس کے حوالہ نہ کر دے اس خیال سے میں بے چین ہو گیا۔ مگر دوسرے ہی روز جوان شیر گلنار کو لے کر آ گیا۔ اور ہم دونوں کی شادی تاریخ سے پہلے ہی ہو گئی۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اور میں بڑے عیش و آرام سے دن گذارنے لگا۔ ہم دونوں راحت و آسائش کے جھولے میں جھول رہے تھے۔ ہمیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کب دن نکلا اور کب رات ہوئی مجھے اب معلوم ہوا کہ گلنار کو مجھ سے محبت نہیں عشق تھا۔

ایک روز شرف سے قاصد آیا اس نے بتایا کہ جوان شیر کو سرکاری آدمی گرفتار کر کے لے گئے ہیں۔ اس وحشت ناک خبر کے سننے سے ہم دونوں کو بڑا صدمہ ہوا۔ ہمارا عیش منغص ہو گیا۔ گلنار رونے لگی۔ میں نے اسے تسلی دی اور اطمینان دلایا کہ میں مدائن جاتے ہی جوان شیر کو رہا کرا لاؤں گا۔

غرض میں اسے تسلی دلاسا دیکر اگلے روز مدائن روانہ ہو گیا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ پورن وخت میری سفارش پر جوان شیر کو ضرور رہا کر دے گی۔ مگر جب میں مدائن پہنچا تو معلوم ہوا کہ پورن وخت معزول کر دی گئی ہے۔ اور یزدجرد تخت نشین ہو گیا ہے اس خبر کے سننے سے مجھے بڑا دھکا لگا۔ میری امیدوں کا محل مسمار ہو گیا۔ غم و فکر سے مجھے رات کو نیند نہیں آئی۔

دوسرے روز تحقیق کرنے سے مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ پوران وخت کو معزول کرنے میں جوشن شاہ کا ہاتھ ہے کہنے والے نے یہ بھی کہا کہ کسی لڑکی گلنار کا معاملہ تھا۔ میں سب کچھ سمجھ گیا۔ پھر بھی میں بعض درباریوں اور مشیروں سے ملا۔ میں نے دیکھا کہ وہ لوگ بالکل بدل گئے ہیں۔ ایسے بن گئے ہیں جیسے کبھی کی شناسائی ہی نہ تھی۔ میں نے یزدجرد سے ملنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کئی روز سعی کرنے کے بعد میں شیر جان چلا گیا۔ وہاں میں نے ایسی اندوہناک خبر سنی جس کے سننے

کے لئے میں تیار نہ تھا۔ مجھے میرے ملازموں نے بتایا کہ تین روز گذرے۔ ایک قاصد نے تمہاری گرفتاری کی خبر سنا کر گلنار سے کہا تھا کہ تم نے اسے بلایا ہے وہ مضطرب اور بے چین تھی ہی اس قاصد کے ساتھ چلی گئی۔

میں یہ روح فرسا خبر سن کی بے ہوش ہوتے ہوتے بچا رات میں نے گویا انگاروں پر لوٹ کر گذاری صبح ہوتے ہی مدائن روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر سیدھا جوشن شاہ کے مکان کے اندر پہنچا گلنار وہاں تھی۔ مجھے دیکھتے ہی دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی میں نے اس سے کہا " چلو "

اسی وقت جوشن شاہ کئی غلاموں کو لے کر نکل آیا۔ اس نے کہا " چلو ______ "

اس نے غلاموں کو اشارہ کیا اور گلنار کو زبردستی مجھ سے علیحدہ کر لیا۔ غلاموں نے بے تحاشا مجھے کوڑوں سے مارنا شروع کیا۔ انہوں نے میری کھال ادھیڑ ڈالی۔ جب میں بیہوش ہو گیا۔ تو انہوں نے نہ معلوم کہاں ڈال دیا۔ رات کو مجھے ہوش آیا۔ میرا بند بند درد کر رہا تھا۔ میں نے رات بڑی بے چینی اور کرب میں گذاری۔ صبح ہوتے ہی جوں توں کر کے قصر شاہی پر پہنچا۔ درباریوں کو رشوت دی انہوں نے یزدجرد کے حضور میں پہنچا دیا۔ میں نے رو رو کر اپنی داستان غم اسے سنائی۔ وہ بڑا متاثر ہوا۔ اس نے اسی وقت جوشن شاہ کو طلب کیا۔ وہ گلنار کو لے کر آ گیا یزدان جانے اس نے تنہائی میں یزدجرد کو کیا سمجھایا کہ اس نے آتے ہی مجھے گالیاں دیں۔ اور غلاموں سے کہا " اسے شیر کے پنجرہ میں ڈال دو۔"

غلاموں نے مجھے رات کو ایک شیر کے پنجرہ میں بند کر دیا۔ شیر مجھے دیکھ کر غرایا۔ مگر شاید اس کا پیٹ بھرا ہوا تھا۔ اس وقت اس نے حملہ نہیں کیا۔ میں زندگی سے نا امید ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ کٹہرے کے اوپر کے حصہ میں اتنا خلا ہے کہ اگر میں وہاں تک پہنچ جاؤں تو شاید بچ جاؤں۔ چنانچہ میں نے دروازہ کی سلاخوں پر چڑھنا شروع کیا۔ شیر نے دیکھا۔ وہ شکار کو جاتا دیکھ کر ایک دم کھڑا ہو گیا اور ایسی خوفناک آواز اس نے نکالی کہ میں لرز گیا۔ اس نے جھرجھری لی میری طاقت جواب دینے لگی۔ لیکن پھر بھی میں ہمت کر کے چڑھتا گیا۔

وہ خوب جانتے تھے کہ موت اپنے وقت پر ضرور آئے گی ۔ کوئی قوت اسے ٹال نہیں سکتی ۔ اور چونکہ وہ خدا کے دیندار ' عبادت گذار اور پرہیز گار بندے تھے ۔ اس لئے انہیں عذاب قبر کا بھی اندیشہ نہیں تھا ۔ اس وجہ سے وہ موت سے نہیں ڈرتے تھے ۔ ہروقت سرکف اور کفن سر رہتے تھے ان کی بہادری کا یہی راز تھا ۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں ۔ ایرانی اس کے برعکس سیاہ کاریوں میں مشغول رہتے ہیں ۔ ان کی بد اعمالیاں انہیں موت سے ڈراتی ہیں ۔ ان کے ایمان مضبوط نہیں ہیں وہ خدا کو اپنا نہیں سمجھتے اس لئے اس پر بھروسہ نہیں رکھتے ۔ ان کی بزدلی کی یہی وجہ ہے ۔

غرض قرون اولی کے مسلمان بڑے نڈر اور بہادر تھے ۔ خوف ان کے پاس نہیں آسکتا تھا ۔ وہ یہ بھی جانتے تھے ۔

زندگی دی ہوئی اسی کی ہے
وہ ہے مختار چاہے جب لے لے

تھوڑے سے مسلمانوں کے آنے سے عامر کے دستہ والوں کو بڑی خوشی ہوئی ۔ انہوں نے دوپہر کا کھانا کھلایا ۔ آنے والے لوگ مختلف قبیلوں کے تھے ۔ سب نوجوان یا جوان تھے ۔ محض اللہ کے لئے جہاد کرنے آئے تھے ۔

دوپہر کے وقت چند مسلمان دو خراسائیوں کو پکڑ کر لائے ۔ اور انہیں عامر کے سامنے پیش کیا ۔ عامر نے ایک ایسے مسلمان کو بلایا جو فارسی اچھی طرح جانتے تھے ۔ ان کے ذریعہ سے گفتگو ہوئی ۔ عامر نے پوچھا "تم کون لوگ ہو ؟"

خراسانی = "یہاں سے کچھ فاصلہ پر ایک بستی نیم روز ہے ۔ ہم اسکے رہنے والے ہیں ۔"

عامر = "تم اپنی بستی چھوڑ کر یہاں کیسے آئے ؟؟"

خراسانی = "ہم لوگ بھیڑیں اور بکریاں پالتے ہیں ۔ آج کل اپنے گلے جنگلات سے شہروں میں لے جاتے ہیں ۔ ہم اپنے گلے اکٹھے کرنے آئے تھے ۔"

عامر = "تمہارے اور لوگ بھی یہاں جنگلوں میں ہونگے ۔"

خراسانی = "جی ہاں گلہ بان اور لوگ ہوتے ہیں ۔ اکثر وہ غلام ہوتے ہیں بعض نوکر رکھ لئے جاتے ہیں ۔ ہم گلہ کے مالک ہیں ۔ بہت سے گلہ بان ہیں جو اس جنگل میں ہیں ۔"

عامر = "مگر وہ ہم لوگوں کو نظر نہیں آئے ۔"

خراسانی = "وہ آپ سے ڈر کر پہاڑ پر چڑھ گئے ہونگے ۔ اور پناہ گاہوں میں جا چھپے ہونگے ۔"

عامر = "تم طیلن کے راستہ سے واقف ہو ؟"

خراسانی = "جی ہاں واقف ہیں ہم اکثر اپنے گلے لے کر طیلن جاتے رہتے ہیں ۔"

عامر = "ہم چاہتے ہیں کہ تم ہماری رہبری کرو ۔"

خراسانی = "ہمیں رہبری کرنے میں کوئی عذر نہ ہوتا لیکن ——————"

عامر = "مگر تمہیں تمہارے عجمی بادشاہ یزدجرد نے منع کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی رہبری نہ کرنا ۔"

خراسانی = "یہ بات نہیں بلکہ طیلن کے راستہ میں ہمارے کئی گلے پھیلے ہوئے ہیں ۔ مسلمان بھیڑوں اور بکریوں کو پکڑ کر ذبح کر ڈالیں گے ۔"

عامر = "یہ ملک دارالحرب ہے ۔ اس ملک کی ہر چیز ہم زبردستی لے سکتے ہیں ۔ لیکن رہبری کے صلہ میں تمہارے گلوں کو نہ چھیڑا جائے گا ۔"

خراسانی = "ہم نے سنا ہے مسلمان اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں ۔ اگر آپ ہم سے یہ وعدہ کرتے ہیں تو ہم رہبری کریں گے اور آپ کو طیلن پہنچا دیں گے ۔"

عامر = "یہ میرا اور ہر مسلمان کا وعدہ ہے ۔ تم یہ سمجھو کہ جب کوئی مسلمان کسی سے کوئی اقرار کرلیتا ہے ۔ وہ اقرار سارے مسلمانوں کی طرف سے ہوتا ہے ۔"

اس وقت ایک اعرابی ایک اور خراسانی کو پکڑ کر لائے ۔ ان اعرابی نے بتایا کہ "یہ شخص ایک چٹان کے پیچھے کھڑا ہمارے دستہ کو دیکھ رہا تھا ۔ غالبا وہ شمار کر رہا تھا کہ اس دستہ میں کتنے مسلمان ہیں ۔ میں نے دور سے دیکھا اور دبے پاؤں چل کر اسکے پاس پہنچا ۔ جب میں نے اسے گرفتار کیا تو یہ خوف زدہ تھا ۔ یہ جاسوس ہے ۔"

عامر نے کچھ طیش میں آکر اس سے کہا "تیری ماں تجھے گم کرے کیا تو جاسوس ہے ۔"

یہ خراسانی عربی نہیں جانتا تھا ۔ وہ نہیں سمجھا کہ عامر نے اس سے کیا کہا لیکن ان کی صورت دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ برہم ہو گئے ہیں اسے خوف ہوا کہ وہ قتل نہ کر ڈالا جائے اس لئے وہ لرز اٹھا ۔

عامر نے ان عرب سے جو فارسی جانتے تھے کہا "اس سے پوچھو یہ کون ہے اور اسکے پاس کیا خبر ہے ؟"

یہ مترجم کہلاتے تھے ان کے ذریعے سے گفتگو شروع ہوئی ۔ خراسانی نے کہا ' "اسکے پاس اہم خبر ہے ۔ اگر اس کی جان بخشی کی جائے تو وہ خبر بیان کرے ۔"

عامر = "اگر تم نے سچ باتیں بتائیں تو ہم وعدہ کرتے کہ تمہیں چھوڑ دیں گے اور اگر غلط بیانی کی تو ضرور قتل کر ڈالیں گے ۔"

خراسانی = "مقدس آگ کی قسم میں سچ کہوں گا ۔" اس زمانہ میں تمام ایرانی آتش پرست تھے بعض ستاروں کو بھی پوجتے تھے ۔ یہ مجوسی کہلاتے تھے ۔ وہ خداؤں کو مانتے تھے ۔ ایک اہرمن کو جسے خدائے شر کہتے تھے ۔ وہ دوسرے یزدان کو جسے خدا خیر کہتے تھے ۔

عامر = "سچ کہو گے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے ۔ بتاؤ تمہارے پاس کیا خبر ہے ۔"

خراسانی = "میں جاسوس نہیں ہوں گلہ بان ہوں ۔ میں نے تمہیں دیکھ کر اپنا گلہ کھڈوں میں ہانک دیا تھا ۔ اب میں تمہاری خبر لینے آیا تھا ۔ کہ خورزار ' جو یزدجرد کا مصاحب ہے اپنا لشکر لے کر آ گیا ۔ اس نے مجھ سے پوچھا "کیا تم نے عربوں کو دیکھا ہے ' میں نے اسے بتا دیا کہ عرب کہاں ہیں ۔ اس نے مجھے مجبور کیا کہ میں دیکھ کر اسے بتاؤں کی عربوں کی تعداد کتنی ہے ۔ میں چٹان کے پیچھے کھڑا تمہاری تعداد معلوم کر رہا تھا کہ گرفتار کر لیا ۔"

عامر = "خورزار کے ساتھ کتنا لشکر ہے ۔"

خراسانی = "دو ہزار یا اس سے کچھ زیادہ ہو گا ۔ "

عامر = "اس کا لشکر ہم سے کتنے فاصلہ پر ہے ؟"

خراسانی = "بہت ہی قریب ہے یہ سامنے والی چٹانیں تمہارے اور اسکے لشکر کے درمیان حائل ہیں ۔" خراسانی نے چٹانوں کی طرف اشارہ کیا عامر اس طرف دیکھنے لگے ۔ انہوں نے مجوسی لشکر کو پہاڑ سے اترتے ہوئے دیکھا ۔ عامر نے جلدی سے کہا "اے مجوسی تو نے صحیح اطلاع دی میں نے تجھے آزاد کیا ۔"

اسی وقت عامر نے کھڑے ہو کر پکارا " ہتھیاروں کی طرف دوڑو ۔ دشمن آ رہا ہے ۔ میں اسے روکنے کی کوشش کروں گا ۔"

عامر نے چلنا چاہا کہ چند مسلمانوں نے کہا " اے سردار ٹھہرو ہمیں بھی مسلح ہونے دو ۔"

عامر رک گئے اور مسلمان جلد جلد مسلح ہونے لگے ۔

سترہواں باب

حملہ

مہرجان سے فیروزاں نے سچ کہا تھا کہ خورزاد لشکر لئے موجود ہے ۔ یہ لشکر جو پہاڑ پر نمودار ہوا ۔ خورزاد وہی کا تھا خورزاد ' یزدجرد کا مصاحب اور بڑا جاگیردار تھا ۔ تمام درباری اس کا ادب و لحاظ کرتے تھے ۔ اسے اپنی دلیری اور شجاعت پر بڑا ناز تھا ۔ وہ تھا بھی بڑا نڈر اور بہادر اس نے یزدجرد سے یہ وعدہ کیا تھا ۔ وہ مسلمانوں پر حملے کر کے انہیں پریشان کر دیگا ۔ اس کے حملوں کی سختی سے تنگ آ کر مسلمان خراسان سے بھاگ جائیں گے ۔

یزدجرد نے اس سے اقرار کیا تھا کہ اگر اس نے مسلمانوں کو خراسان سے بھگا دیا تو وہ اس کی شادی اپنی چھوٹی شہزادی ماہ پیکر سے کر دیگا ۔ اس شہزادی کا نام تو کچھ اور تھا لیکن اس کے بڑھتے ہوئے حسن و جمال کی وجہ سے اسے سب ماہ پیکر کہتے تھے ۔ خور زاد اس پر فریفتہ تھا ۔

لیکن جب وہ کاشان اور طبلین کے درمیان میں پہنچا اور احنفؓ بن قیس کے اس لشکر کو اس نے دیکھا تو اسے شیران اسلام پر حملے کرنے اور چھاپے مارنے کی جرات نہیں ہوئی ۔ وہ پہاڑی چٹانوں کے پیچھے چھپا رہا ۔

البتہ جب اس نے عامر کے دستہ کو دیکھا تو مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم سمجھ کر اسے یہ جرات ہوئی کہ وہ اس پر حملہ کرے ۔ اس کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ سپاہ تھی اور مسلمان صرف ساڑھے تین سو تھے ۔

مجوسی جلد جلد پہاڑ سے اتر رہے تھے ۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے ہوشیار ہو کر مسلح ہونے سے پہلے ان کی فرود گاہ میں پہنچ کر ان پر حملہ کر دیں اور جب تک کہ وہ جنگ کے لئے تیار ہوں ان کا صفایا کر ڈالیں ۔

اس زمانہ کے مسلمان سپاہیانہ زندگی بسر کرتے تھے اول تو ہر وقت ہتھیار پاس رکھتے تھے ۔ دوسرے اگر کسی وقت ہتھیار اتار کر رکھ دیتے تھے ۔ تو ایسے چست رہتے تھے کہ ضرورت کے وقت منٹوں میں مسلح ہو جاتے تھے ۔ چنانچہ وہ بہت جلد مسلح ہو کر فرود گاہ کے اس کنارے پر جمع ہونے لگے ۔ جس طرف سے مجوسی آ رہے تھے

مجوسی تیزی سے پہاڑ سے اتر رہے تھے اور کچھ دور میدان میں بڑھ کر جمع ہوتے جاتے تھے خورزاد چونکہ بڑا جاگیردار اور بادشاہ کا مصاحب تھا اس لئے ریشمی کپڑے اور سونے اور جواہرات کے زیورات پہنے تھا چاندی کی بکتری تھی شانوں پر سونے کی زنجیروں کا جال تھا ۔ سر پر سنہرا تاج تھا ۔ جس میں ہیرے اور جواہرات لگے ہوئے تھے ۔ اس کے گھوڑے کا ساز و سامان چاندی سونے کا گنگا جمنی تھا ۔
اس کی شان سب سے الگ تھی اور وہ دور سے پہنچانا جاتا تھا ۔ لشکر کے اگلے حصہ کے ساتھ وہ بھی میدان میں اتر آیا تھا ۔

عامر بھی اپنے دستہ کے پاس پہنچ گئے تھے ۔ انہوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا ۔ "دلیران اسلام جو مجوسی ابھی پہاڑ پر ہیں ' ان پر تیروں کی باڑھ مارو"

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے جلدی جلدی کمانیں شانوں سے اتاریں ' ترکشوں سے تیر نکالے ۔ کمانوں میں رکھ کر چلے کھینچے اور نہایت قوت سے چھوڑے تیر سنسناتے ہوئے لپکے اور پہاڑ سے جو مجوسی اتر رہے تھے ۔ ان کے سروں اور سینوں میں پیوست ہو گئے ۔ بہت سے مجروح ہو کر چیخ مار کر گرے اور پہاڑ سے لڑھکنے لگے ۔

اس کے قریب والے سپاہیوں نے جب اپنے ہمراہیوں کو چیختے اور گر کر لڑھکتے دیکھا تو جوش طیش میں بھر گئے اور انہوں نے بھی کمانیں اتاریں ۔ مگر ان میں تیر رکھنے نہ پائے تھے کہ مسلمانوں نے دوسری باڑھ تیروں کی ماری اور پھر بہت سے مجوسی چرخ کھا کر ' چیختے ہوئے لڑھکنے لگے ۔

خورزاد نے پلٹ کر دیکھا ۔ اسے مسلمانوں پر بڑا غصہ آیا ۔ اس نے اپنی سپاہ سے مخاطب ہو کر کہا ۔ " ایرانی شیرو وحشی عربوں نے تمہارے بھائیوں کو تیروں سے زخمی اور ہلاک کیا ہے ۔ ان کا انتقام لینے کے لئے جھپٹ کر ان پر حملہ کرو اور ایک

بھی عرب کو زندہ نہ چھوڑو۔"

مجوسیوں کو خود بھی غصہ آ رہا تھا۔ وہ مسلمانوں کی طرف جھپٹے۔ ان کا سیلاب اس زور سے چلا جیسے وہ مسلمانوں کو پامال کر ڈالے گا۔

عامر نے جب انہیں جھپٹ کر اپنی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے بلند آواز سے کہا۔

" مجاہدین اسلام مجوسی تمہیں تھوڑی تعداد میں دیکھ کر تم پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ کمانیں شانوں پر ڈال لو اور نیزے ہاتھوں میں لے کر مضبوطی سے اپنی جگہ جم جاؤ۔ اس بات کا خیال نہ کرو کہ دشمن زیادہ ہے۔ تم اس سے بھی زیادہ تعداد کے دشمنوں سے لڑ چکے ہو۔ بہادری اور دلیری کا انحصار بھاری تعداد یا قوی ہونے پر نہیں ہے۔ بلکہ خدا پر اعتماد اور موت سے بے خوفی پر ہے۔

خدا تمہاری طرف دیکھ رہا ہے۔ جنت آراستہ کر دی گئی ہے۔ حوریں تزئین کر کے در جنت پر تمہارے استقبال کے لئے آ کھڑی ہوئی ہیں دشمنوں پر ٹوٹ پڑو ان کی صفوں کو زیرو زبر کر ڈالو۔ انہیں اپنی شمشیر کے جوہر دکھا دو اللہ اکبر کا نعرہ لگاؤ اور حملہ کرو ------"

یہ کہتے ہی انہوں نے اللہ اکبر کے تین نعرے جلدی جلدی لگائے تیسرے نعرہ پر مسلمانوں نے بڑے شور کے ساتھ نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اس عرصہ میں مجوسی مسلمانوں کے قریب آ گئے تھے۔ انہوں نے تلواریں ہاتھوں میں لے رکھی تھیں وہ اس طرح دوڑے چلے آ رہے تھے۔ جیسے آتے ہی مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کا خاتمہ کر ڈالیں گے۔ ان کے شمشیر برہنہ آنے کی آوازیں بڑی ہیبت ناک تھیں۔

لیکن مسلمانوں پر جیسے ان کی یلغار کا کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔ جب وہ قریب آئے اسی وقت مسلمانوں نے پر شور نعرہ لگا کر نہایت سختی سے نیزوں سے حملہ کیا حملہ ایسا سخت ہوا کہ مجوسی جو دوڑے چلے آ رہے تھے۔ نہ صرف رک گئے بلکہ ان کے بہت سے آدمی زخمی ہو کر نیزوں پر جھول گئے۔ مسلمانوں نے جلدی سے نیزے کھینچے۔ مجوسی زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔

مجوسیوں نے رک کر زبردست شور کیا اور بڑے زور سے حملہ آور ہوئے

انہوں نے تلواروں سے نیزوں کو کاٹنا چاہا۔ لیکن مسلمانوں نے نیزوں سے انہیں چھید ڈالا۔ جو لوگ مجروح ہوئے وہ آہ و فریاد کر کر کے تڑپنے لگے بڑے بڑے من منانے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہنے لگے۔

جب مجوسیوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے نیزے انہیں نقصان پہنچا رہے ہیں تو انہوں نے بھی اپنے نیزے کھینچ لئے اور نہایت جوش سے حملہ آور ہوئے نیزوں سے نیزے ٹکرائے اور ان سے آگ کی چنگاریاں جھڑنے لگیں کچھ انیاں سپاہیوں کے جسموں میں بھی پیوست ہو گئیں۔ اب فریقین کے سپاہی مجروح ہوئے۔ مسلمانوں کو بھی مجوسیوں کے نیزوں سے نقصان پہنچا۔

مسلمانوں کو جوش آ گیا۔ انہوں نے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں سونت کر نہایت سختی سے حملہ آور ہوئے۔ مجوسیوں نے نیزوں سے مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی تلواروں نے بہت سے مجوسیوں کے نیزے کاٹ ڈالے۔

مجوسی گھبرا گئے انہوں نے بے پھل کے ڈنڈے پھینک دیئے اور جلدی سے تلواریں لے کر حملہ آور ہوئے۔ شور کرتے ہوئے بڑھے۔ لیکن مسلمانوں نے انہیں تلواروں کی دھاروں پر رکھ لیا۔ جو مجوسی جوش میں آ کر بڑھے تھے۔ انہیں قتل و زخمی کر کے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

مجوسی یہ سمجھ رہے تھے کہ مٹھی بھر مسلمان ہیں ان پر حملہ کرتے ہی انہیں ٹھکانے لگا دیں گے۔ مگر جب مسلمانوں نے بڑی دلیری جرات اور ہمت سے ان کا مقابلہ کیا اور شمشیر زنی کر کے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ انہیں بڑی حیرت ہوئی اور وہ اس بات کو سمجھ گئے کہ مسلمانوں کو آسانی سے زیر نہیں کیا جا سکتا۔

چونکہ ایرانیوں کی تعداد اور زیادہ تھی۔ اس لئے انہیں یہ اطمینان تھا کہ وہ ضرور مسلمانوں کو ختم کر ڈالیں گے مگر جس شان اور جس بہادری سے مسلمان لڑ رہے تھے اس سے انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ مسلمان کم سے کم اپنی تعداد کے برابر انہیں قتل کر کے مارے جائیں گے۔ ایرانی مرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ پہلو تہی کرنے لگے۔

خورزاد نے اپنے سپاہیوں کی پست ہمتی دیکھی اس نے للکار کر کہا " ایرانی شیرو

یہ مسلمان تمہیں غلام اور تمہاری عورتوں کو کنیزیں بنانے آئے ہیں ۔ غیرت وحمیت سے کام لو ۔ ان کا خاتمہ کر ڈالو ۔ "

مجوسی غیرت و جوش میں آ کر بڑھے ۔ انہوں نے بڑی سختی سے حملہ کیا ۔ مسلمانوں نے تلواروں کا مینہ برسایا ۔ مسلمانوں نے بڑے استقلال سے ان کا پر زور حملہ روکا اور پھر خود بھی حملہ کر کے مجوسیوں کی صفوں میں گھس گئے اور جوش میں آ کر تلواریں مارتے ۔ مجوسی دلیروں کو کاٹتے بڑھنے لگے ۔

ہر مسلمان بڑے جوش اور بڑی دلیری سے لڑ رہا تھا ۔ مسلمانوں کی تلواریں بڑا کاٹ کر رہی تھیں ۔ جس مجوسی پر پڑ رہی تھیں اسے قتل یا زخمی کئے بغیر نہ چھوڑتی تھیں ۔ مجوسی بھی مسلمانوں پر ٹوٹے پڑتے تھے ۔ جوش میں آ کر حملے کر رہے تھے ۔ لیکن مسلمان ان کے حملوں کو روک لیتے تھے ۔ اس طرح مسلمانوں کا بہت کم نقصان ہو رہا تھا اور مجوسی برابر مارے جا رہے تھے ۔

چونکہ مجوسیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لئے وہ دور تک پھیلے ہوئے تھے ۔ مسلمان تھوڑے تھے ۔ اس لئے گھرے ہوئے تھے ۔ خورزاد نے جب دیکھا کہ جنگ طول پکڑ رہی ہے ۔ تو اس نے ایک دستہ مسلم خواتین کی طرف بڑھا دیا ۔

ہاشم نے دیکھ لیا ان کے پاس اس وقت صفوان تھے ۔ انہوں نے ان سے کہا " پچاس مجاہدین لے کر عورتوں کی حفاظت کرو ۔ "

صفوان نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا ۔ انہیں مجوسی سرپردہ کی طرف جاتے نظر آئے وہ بے چین ہو گئے اور پچاس آدمی لے کر تیزی سے عورتوں کی حفاظت کے لئے گئے ۔

اٹھارھواں باب

ہزیمت

مسلم خواتین سراپردہ کے کناروں پر کھڑی میدان جنگ کی طرف دیکھ رہی تھیں ۔ مسلمان مجوسیوں کی صفوں میں غائب ہو چکے تھے ۔ مجوسی شور کر رہے تھے ۔ تلواریں اٹھ رہی تھیں اور چل رہی تھیں ۔ مار کاٹ ہو رہی تھی ۔ سر کٹ کٹ کر اچھل رہے تھے انہیں معلوم نہیں تھا ۔ کہ مسلمان غالب ہیں یا مجوسی ۔

ان خواتین میں جو نوخیز لڑکیاں تھیں جوش سے ان کے چہرے سرخ ہو رہے تھے وہ جنگ میں حصہ لینا چاہتی تھیں ۔ ان میں عفیرہ سب سے زیادہ جوش و غضب میں بھری ہوئی تھی اس نے ایک لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا " سلمیٰ ۔ کہو کیا ارادہ ہے ؟ "

سلمیٰ نے کہا " تمہارے چہرہ سے تمہارے دل کی کیفیت ظاہر ہو رہی ہے ۔ میں دیکھ رہی ہوں جوش سب ہی کو آ رہا ہے ۔ لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا جب ہم جنگ کی آگ میں کود پڑیں یہی مسلمان استقلال سے لڑ رہے ہیں ۔ اگر خدانخواستہ وہ پسپا ہونے لگے تب انشاء اللہ ہم معرکہ یرموک کی یاد تازہ کر دیں گی ۔ "

عفیرہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس نے مجوسیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا ۔ اس نے جلدی سے کہا " خدا خیر کرے مجوسی اس طرف بڑھنے لگے ہیں "۔

سلمیٰ بھی دیکھ رہی تھی ۔ اس نے اور سب ہی لڑکیوں اور عورتوں نے مجوسیوں کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا ۔ سلمیٰ نے کہا " ہاں مجوسی ہماری طرف آ رہے ہیں اب ہمیں اپنی حفاظت کی تیاری کرنی چاہئے ۔ "

دوسری عورتوں اور لڑکیوں نے بھی سرگوشیاں شروع کر دیں مجوسی تیزی سے ان کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے ۔ عفیرہ نے جوش میں آ کر نعرہ لگایا " دختران آل

عدنان مجوسی ' تمہاری طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نازک اندام عورتیں اور لڑکیاں ہیں ان کی تلواروں سے ڈر جائیں گی وہ یہ نہیں جانتے کہ ہم دختران عرب ہیں ۔ مرنا جانتی ہیں ڈرنا نہیں جانتیں اپنی عصمت اور ناموس اسلام کی حفاظت کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ ہتھیاروں کی طرف دوڑو اور تلواروں اور خنجروں کی نوکوں سے دشمنوں کا استقبال کرو ۔ "

" ہم ایسا ہی کریں گی "۔ سب نے کہا اور جس کے جو ہتھیار ہاتھ آیا وہ لے کر بڑی بے خوفی اور مستعدی سے مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئیں ۔

مجوسی تیزی سے بڑھ کر سرا پردہ کے پاس آ گئے وہ عورتوں کے گر گئے سے ضبط نہ ہو سکا ۔ انہوں نے بڑھ کر خنجروں اور تلواروں سے حملہ کر دیا ۔ اور پہلے ہی حملہ میں کئی مجوسیوں کو زخمی کر ڈالا ۔

مجوسی ان کی جرات دیکھ کر حیران رہ گئے ۔

عفیرہ نے رجز پڑھتے ہوئے کہا " اے مجوسی گیدڑو ' ہم دختران آل عدنان ہیں ۔ اسلام شیرنیاں ں ہم سے دور ہو جاؤ ورنہ ہم تمہیں چیر پھاڑ ڈالیں گی "۔

عفیرہ اور دوسری سب عورتوں اور لڑکیوں نے جوش میں آ کر دوسرا حملہ کیا اور پھر [illegible] شہیوں کو زخمی کر دیا ۔ اس مجوسی دستہ کا افسر فیروزاں تھا ۔ اس نے عفیرہ سے کہا " اے ماہ عرب تم جیسی نازنین لڑنے کے لئے نہیں بلکہ آنکھوں اور دلوں میں رہنے کے لائق ہو ۔"

عفیرہ نے اس کی بات نہیں سمجھی ۔ وہ خنجر لے کر اس کی طرف جھپٹی ۔ اسی وقت اللہ اکبر کے نعرہ کی آواز آئی ۔ صفوان پچاس آدمیوں کو لے کر عورتوں کی مدد کو [illegible] تھے ۔ ان مسلمانوں کو مجوسیوں پر اس لئے غصہ آ رہا تھا ۔ کہ وہ مردوں کو چھوڑ عورتوں پر حملہ آور ہوئے تھے ۔ انہوں نے پرزور حملے کر کے بے تحاشا انہیں قتل [illegible]نا شروع کر دیا ۔

اس دستہ میں ڈھائی [illegible] سپاہی تھے ۔ مسلمان ان کے مقابلہ میں پانچواں حصہ تھے ۔ لیکن وہ مجوسیوں پر اس طرح پل پڑے اور اس سختی سے حملہ آور ہوئے کہ [illegible] اپنی مدافعت پر مجبور [illegible] جارحانہ حملہ کرنے کی جرات ہی نہ ہوئی ۔

عفیرہ نے فیروزاں پر حملہ کیا ۔ فیروزاں نے اپنی تلوار پر اس کا خنجر لیا ۔ اس نے تلوار سے خنجر کے دو ٹکڑے کرنے چاہے عفیرہ سمجھ گئی تھی ۔ اس نے اس طرح خنجر کا اشارہ کیا کہ فیروزاں کی تلوار چھن سے دور ہوئی ۔ عفیرہ جلدی سے فیروزاں کی طرف لپکی ۔ وہ فوراً پیچھے ہٹ گیا ۔ اس نے کہا " عربی نازنین اور اس قدر قوی بازو ۔ " کئی سپاہی فیروزاں اور عفیرہ کے بیچ میں حائل ہو گئے ۔ وہ بچ گیا ۔ لیکن عفیرہ بپھری ہوئی شیرنی کی طرح ایک سپاہی پر حملہ آور ہوئی اور اس چابک دستی سے اس کے سینہ میں خنجر گھونپا کہ اسے بچنے یا حملہ کرنے کا موقعہ ہی نہ ملا ۔ اس نے ایک لمبی آہ کی اور مردہ ہو کر گرا ۔ عفیرہ نے جلدی سے خنجر کھینچ لیا اور عورتیں بھی برابر حملے کرتی رہیں ۔ چونکہ صفوان اور ان کے ہمراہی آ گئے تھے اور وہ موت کی لڑائی لڑنے لگے تھے ۔ اس لئے مجوسی سپاہیوں کو عورتوں پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکا ۔

اتفاق سے صفوان لڑتے لڑتے عفیرہ کے پاس پہنچے ۔ انہوں نے دیکھا وہ جوش و غضب سے شعلہ رو ہو رہی تھی ۔ انہوں نے کہا " عفیرہ تمہارا اور سب عورتوں کا شکریہ اب تم سب کو لے کر پیچھے ہٹ جاؤ "۔

عفیرہ نے بلند آواز سے کہا " دختران عرب مسلمانوں نے میدان سنبھال لیا ہے اب ہماری ضرورت نہیں رہی ہے پیچھے ہٹ جاؤ ۔ "

سب عورتیں اور لڑکیاں ایک ایک دو دو کر کے پیچھے ہٹ گئیں ۔ صفوان اور ان کے ساتھیوں نے مجوسیوں کا قتل عام کر ڈالا ۔ انہوں نے ان کے ٹکڑے اڑا دیئے صفیں کی صفیں بچھا دیں ۔ لاشوں پر لاشیں گرا دیں ۔

مجوسی بھی موم کے بنے ہوئے نہیں تھے ۔ بڑی دلیری اور جوانمردی سے لڑ رہے تھے ۔ زور قوت سے تلواریں چلا رہے تھے لیکن وہ جوش اور جذبہ جو مسلمانوں میں تھا وہ ان میں نہ تھا ۔ اس لئے مسلمان قتل کر رہے تھے اور وہ قتل ہو رہے تھے

فیروزاں دیکھ رہا تھا ۔ کہ اس کے ہمراہیوں کی تعداد دم بہ دم کم ہوتی جا رہی ہے اسے خوف ہوا کہ اگر جنگ کی یہی کیفیت رہی تو اس کے دستہ کا ایک شخص بھی

زندہ باقی نہیں رہیگا ۔ اس لئے اس نے واپسی کا اشارہ کیا باقی ماندہ سپاہی ہٹنے لگی ۔ مسلمان سمجھ گئے کہ وہ پسپا ہو رہے ہیں ۔ انہیں یہ غیرت تھی کہ انہوں نے ان کے ناموس پر حملہ کیا تھا ۔ اس لئے انہوں نے جھپٹ کر جلدی جلدی حملے کر کے انہیں گھاس اور پھونس کی طرح کاٹ ڈالا ۔

حمیدی

انیسواں باب

پہلا خطاب

خورزاد اور اس کی سپاہ کو یہ یقین تھا کہ وہ مٹھی بھر مسلمانوں کو پیس دینگے اور فنا کر ڈالیں گے ۔ اسی لئے وہ ان پر بڑے جوش سے حملہ آور ہوئے تھے ۔ مگر جب مسلمان بڑے استقلال اور بڑی جرات سے لڑے اور مجوسیوں کی لاشوں سے میدان بھر دیا تو وہ گھبرا اٹھے ۔ اسی وقت خورزاد کی طرف عامر جھپٹے وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ نکا ۔ اس کے بھاگتے ہی اس کے سپاہی جو پہلے ہی سے بدحواس ہو رہے تھے بھاگ کھڑے ہوئے ۔

مسلمان انہیں آسانی سے بچکر نہ جانے دینا چاہتے تھے ۔ وہ ان کے پیچھے دوڑے اور بڑی بے تکلفی سے انہیں قتل کرنے لگے دور تک ان کے پیچھے لگے رہے ۔ اگر مجوسی قاعدہ میں پسپا ہوتے تو اس قدر نہ مارے جاتے جس قدر بے اوسان ہو کر مارے گئے ۔ ان کی لاشیں گرتی چلی گئیں بمشکل پانچسو مجوسی اپنی جانیں بچا کر لے جا سکے ۔ ڈیڑھ ہزار سے زیادہ مارے گئے مسلمان گیارہ شہید ہوئے اور اکیاون زخمی ہوئے ۔ اس پر مسلمانوں نے خدا کا شکر ادا کیا وہ لوٹے اور میدان جنگ میں پھیل گئے ۔ تاکہ دشمنوں کے ہتھیار اور گھوڑے جمع کریں ۔ اور یہ بھی دیکھیں کہ مردوں میں زندہ مجوسی تو جانیں بچانے کی لئے نہیں شامل ہو گئے ہیں ۔

صفوان نے ایک آدمی کو دیکھا وہ آنکھیں کھولے پڑا تھا لیکن صفوان کو دیکھتے ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں صفوان اس کے پاس پہنچ کر گھوڑے سے اترے اور خنجر نکال کر اس کی طرف بڑھے ۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر عربی زبان میں کہا " رحم کرو ۔ "

" تم کون ہو ؟ " صفوان نے پوچھا ۔ اس نے جواب دیا ۔ " میں خراسانی ہوں میرا نام جاماسپ ہے مجھے علم نجوم آتا ہے ۔ میں ان کے ساتھ لڑنے کے لئے نہیں

آیا تھا۔ خورزاد مجھے زبردستی لایا تھا۔ اگر تم مجھ پر اعتبار کرو گے اور مجھے زندہ رہنے دو گے تو شاید تمہیں بہت فائدہ پہنچے"۔

صفوان = "اگر میں تمہیں رہا کر دوں۔"

جاماسپ = "میں رہا ہونا نہیں چاہتا۔"

جاماسپ = میں نجومی ہوں مجھے اپنے علم سے پتہ چلا ہے۔ کہ سارا ملک مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائے گا۔ یزدجرد لاپتہ ہو جائے گا۔ میں آپ کے ساتھ رہ کر آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں"۔

صفوان = "اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم ہمارے ساتھ رہ کر جاسوسی کرو۔ تمہارے لئے کچھ اچھا نہ ہو گا"۔

جاماسپ = "اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ میں جاسوسی کروں گا۔ تو آپ مجھے قتل کر ڈالیں۔ میں مقدس ستاروں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں آپ کی بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔"

صفوان = "میں تم پر اعتبار کرتا ہوں۔"

جاماسپ = "میں ابھی کچھ نہیں کہتا مگر بہت جلد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میں آپ کے اور آپ کی قوم کے لئے کیا کچھ کرتا ہوں۔"

صفوان = "دیکھو امیر اس طرف آ رہے ہیں"۔

جاماسپ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عامر وہاں آئے۔ جاماسپ نے انہیں سلام کیا۔ صفوان نے امیر سے کہا۔ "یہ نجومی ہے۔ خورزاد اسے زبردستی اپنے ساتھ لایا تھا میں نے اسے پناہ دیدی ہے"۔

عامر = "میں نے بھی اسے پناہ دی یہ مختار ہے جہاں چاہے چلا جائے"۔

صفوان = "یہ میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔

عامر = "اگر یہ نیک نیتی سے رہنا چاہتا ہے تو میں اسے خوش آمدید کہتا ہوں اور اگر اس کی نیت صاف نہیں ہے تو یہ سن رکھے کہ مسلمان نکتہ بین ہے اور بڑا دور اندیش ہے۔ خدا اسے لوگوں کے مکر سے آگاہ کر دیتا ہے"۔

جاماسپ = "مجھے معلوم ہے کہ مسلمان اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ آپ

نے مجھے پناہ دی ہے۔ میں آپ کو یہ حق دیتا ہوں کہ اگر آپ میری کوئی حرکت نامناسب دیکھیں یا آپ کو یہ شبہ بھی ہو جائے کہ میں نے جاسوسی کی ہے۔ تو آپ مجھے فوراً قتل کر ڈالیں"۔

عامر = "اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی کو شبہ میں تکلیف دی جائے۔ اگر تم غلطی کا اقرار کرو گے تو سزا دی جائے گی یہ کلیہ ہے کہ اگر کسی کو شک پیدا ہوتا ہے تو وہ بڑھتا ہی رہتا ہے گھٹتا نہیں مسلمان شک نہیں کرتا۔ اگر تم صفوان کے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میری اجازت ہے"۔

جاماسپ = "میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

جاماسپ صفوان کے ساتھ ہو گیا۔ مسلمانوں نے گھوڑے ہتھیار اور دوسری چیزیں جمع کر لیں صفوان جاماسپ کو اپنے ساتھ خیمہ پر لے آئے۔ اسے وہاں چھوڑا اور خود سراپردہ کے قریب گئے عفیرہ ان کا انتظار کر رہی تھی اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجاہد صاحب آ گئے تم۔"

صفوان = "آ گیا۔ جاؤ بچ گئیں آج تم ورنہ۔"

"کیا ہوتا؟" عفیرہ نے ہوشربا نگاہوں سے صفوان کی طرف دیکھ کر کہا۔

صفوان = "ہوتا کیا' اس کاہن کا کہنا سچ ہو جاتا جس نے کہا تھا تم پہاڑوں والے دیس میں اغوا کر لی جاؤ گی۔ کوئی ایرانی تمہیں پکڑ کر لے جائے گا"۔

عفیرہ = "تم اس بات کے خواب دیکھتے رہو"۔

صفوان = "اگر ایسا ہو جاتا تو میں۔ پریشان ہو کر تمہاری تلاش میں سرگرداں ہو جاتا" عفیرہ نے حسین قہقہہ لگایا۔ اس کے سفید دانتوں کی چمک سے بجلی کوند گئی اس نے کہا "او...... ہو .... ہو تم اور میری تلاش میں سرگرداں ہو جاتے کیوں نہیں! بہادر ایسے ہو۔"

صفوان = "اچھا تو تمہیں میری بہادری میں ابھی شک ہے۔"

عفیرہ نے مسکرا کر کہا۔ "جی بالکل نہیں۔"

صفوان = "اچھا لو میری انگلیوں سے تلوار کا قبضہ الگ کر دو۔"

عفیرہ = "یہ بھی کچھ بڑی بات ہے"۔

صفوان نے دانہا ہاتھ جس میں تلوار تھی عفیرہ کی طرف بڑھایا عفیرہ نے ان کی انگلیاں قبضہ سے چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن نہ چھڑا سکی۔ انگلیاں جیسے قبضہ میں پیوست ہو گئی تھیں عفیرہ نے حیرت سے صفوان کو دیکھ کر کہا "یہ کیا ہوا؟"

صفوان = "چھڑاؤ نہ"

عفیرہ = "چھڑاؤں کیسے' یہ انگلیاں قبضہ سے پیوست ہو گئی ہیں۔"

صفوان = "میں بھی کوشش کر چکا ہوں لیکن چھٹتی ہی نہیں خیال تھا شائد تم چھڑا سکو گی۔"

عفیرہ = "مگر یہ انگلیاں قبضہ سے چپک کیسے گئیں۔"

صفوان = "میں نے اس قدر خون ریزی کی ہے کہ انگلیاں قبضہ میں پیوست ہو گئی ہیں۔"

عفیرہ = "مجھے یقین آگیا کہیں تم زخمی تو نہیں ہوئے۔"

صفوان = "کیسے سمجھا تم نے یہ۔"

عفیرہ = "تمہارے لباس پر خون کے چکدے جمے ہوئے ہیں۔

صفوان = "یہ ان زخمی دشمنوں کا خون ہے جنہیں میں نے قتل کیا ہے۔"

عفیرہ نے حیرت بھری نظروں سے دیکھا وہ کہنا چاہتی تھی کہ عامر آ گئے۔ انہوں نے صفوان سے کہا "تم نے ابھی تک تلوار میان میں نہیں ڈالی کیا بات ہے؟ "

عفیرہ نے کہا = "ان کی انگلیاں قبضہ سے اس طرح پیوست ہو گئی ہیں کہ چھڑائے نہیں چھوٹتیں۔"

عامر = "اچھا۔۔۔ دیکھیں ذرا۔"

انہوں نے انگلیاں قبضہ سے الگ کرنے کی کوشش کی مگر نہ ہوئیں۔ انہوں نے کہا "جوش کی حالت میں دیر تک جنگ کرنے کی وجہ سے ایسا ہی ہوتا ہے۔ عفیرہ پانی گرم کر کے دھارو تب انگلیاں نکلیں گی"۔

عفیرہ جلدی سے پانی گرم کرنے چلی گئی۔ عامر وہاں سے اپنے خیمہ میں چلے گئے، کچھ دیر کے بعد عفیرہ گرم پانی لے کر آئی۔ اس نے انگلیوں پر پانی ڈالا خدا خدا کے انگلیاں نرم ہوئیں اور قبضہ اس سے چھوٹا۔ عفیرہ نے حسین نظروں سے

انہیں دیکھ کر کہا "کس قدر عجیب بات ہو گئی تھی یہ"

صفوان = "مجھے تو خوف ہو گیا تھا کہ کہیں انگلیاں قبضہ سے جڑی نہ رہ جائیں۔ لیکن تمہاری مسیحائی اس وقت کام کر گئی۔"

"کیا مطلب؟" عفیرہ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔

صفوان = "برا مانو یا بھلا' بات یہ ہوئی کہ تمہاری انگلیوں کے لمس نے میرا دوران خون تیز کر دیا جس سے میری انگلیوں میں خون تیزی سے دوڑا اور قبضہ چھوٹ گیا" عفیرہ شرما گئی۔ بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا "شریر۔"

صفوان نے اس کے پھول سے عارض کو دیکھ کر کہا۔ "تمہاری سرکار سے خطاب عطا ہوا ہے۔"

عفیرہ نے عجب ناز بھری چتون سے انہیں دیکھا۔ بڑی ہوئی شرم سے چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کی دلفریب نگاہیں جھک گئیں انہوں نے اس شرمیلی اور شرمگیں نگاہوں کو دیکھا اور پہلو بدل کر رہ گئے۔ انہوں نے کہا۔ "عفیرہ میں جا رہا ہوں"۔ عفیرہ کچھ نہ کہہ سکی نظریں نیچی کئے بیٹھی رہی۔ صفوان نے اس کے رخ انور پر نگاہ ڈالی اور چلے گئے۔

بیسواں باب

یزد جرد

خورزاد کو ہزیمت ہوئی وہ اپنے باقی ماندہ ہمراہیوں کو لے کر بھاگا پہاڑ پر چڑھ گیا ۔ دیر تک لوگ اس کے پاس آ آ کر جمع ہوتے رہے اس نے سوچا کہ مسلمان تعاقب کرتے وہاں بھی نہ آ جائیں اس لئے اس نے چند آدمی دیدبان کے طور پر ایک چٹان پر چڑھا دیئے ۔ انہیں ہدایت کر دی کہ اگر وہ مسلمانوں کو آتا ہوا دیکھیں تو بھاگ کر اسے اطلاع دیں ۔

مسلمانوں نے پہاڑ پر اس کا تعاقب نہیں کیا ۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے اور اس نے جائزہ لیا تو صرف پانچسو سپاہی نکلے ۔ ڈیڑھ ہزار سے زیادہ کام آئے ۔ اسے اتنی تعداد کے مارے جانے سے بڑا رنج ہوا اور جب اسے یہ خیال آیا کہ اتنی تعداد چند مسلمانوں نے مار ڈالی تو اسے غصہ بھی آیا ۔ اس نے کہا "میں یہ تو مان نہیں سکتا کہ مسلمان بہادر ہیں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ عجمیوں نے جرات سے کام نہیں لیا ورنہ ایک مسلمان بھی زندہ باقی نہیں رہتا ۔"

فیروزاں بھی اس کے پاس کھڑا تھا ۔ اس نے کہا ۔ "اگر واقعی ہمارے سپاہی دلیری اور ہمت سے کام لیتے تو ایک مسلمان بھی زندہ بچ نہ سکتا اور ماہ عرب بھی ہاتھ آ جاتی جس کا میں نے آپ سے ذکر کیا تھا ۔ آپ اسے دیکھ کر حیران رہ جاتے ۔"

خورزاد = "میں نے تمہیں عرب عورتوں کی طرف بھیجا تھا ۔"

فیروزاں = "جی ہاں میں گیا ۔ کمبخت عرب عورتیں بھی مردوں کی طرح بڑی جنگجو اور دلیر ہیں وہ لڑنے پر آمادہ ہو گئیں وہ ماہ عرب بھی جس کی تلاش میں تھا خنجر بکف مقابلہ میں آ گئی ۔ حیرت کی یہ بات ہے کہ اس نے خنجر سے میری تلوار توڑ ڈالی ۔ پھر بھی

میں اسے ضرور اپنے قابو میں کر لیتا لیکن کمبخت مسلمان آمرے اور میرے ساتھی سامنے سے شکست کھا کر بھاگے اور وہ لڑکی قابو میں آتے آتے رہ گئی ۔

خورزاد = "تم نے اس ماہ عرب کے حسن و جمال کی ایسی تعریف کی ہے کہ مجھے اس کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے" ۔

فیروزاں = "حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف دیکھنے ہی کے قابل نہیں ہے بلکہ پرستش کرنے کے لائق ہے ۔"

خورزاد = "مگر اب وہ لڑکی کیسے آئے ؟"

فیروزان = "میں اسے لانے کی کوشش کروں گا ۔ آپ کے پاس جمعیت کم ہے اس وقت میں اور آپ سب مرد شاہجہان میں شہنشاہ کے حضور میں چلیں اور مدد لے کر ان عربوں کے پیچھے لگ جائیں جب موقع ملے اس پری کو اڑا لائیں" ۔

خورزاد "ٹھیک کہتے ہو ۔ چلو مرد شاہجہان چلیں مگر شہنشاہ سے تم اس لڑائی کے متعلق کیا کہو گے ۔"

فیروزان = "اطمینان رکھو میں آپ کی اور آپ کے ہمراہیوں کی اس قدر تعریف کروں گا کہ شہنشاہ خوش ہو جائیں گے"۔

خورزاد = "ہاں میں یہی چاہتا ہوں" ۔

یہ دونوں باقی ماندہ سپاہ کے ساتھ روانہ ہوئے چونکہ انہیں معلوم تھا کہ طیلن میں احنفؓ ٹھہرے ہوئے ہیں ۔ اس لئے انہیں اس طرح سے سفر کرنے کی جرات نہیں ہوئی بلکہ انہوں نے مرد شاہجہان پہنچنے کے لئے بڑا لمبا راستہ اختیار کیا ۔ کئی روز تو پہاڑوں میں چلتے رہے ۔ پہاڑ سے نکل کر میدان میں چلے اور ایک روز مرد شاہجہان پہنچ گئے ۔

یہاں یزدجرد مقیم تھا ۔ اس کے پاس تیس ہزار سے زیادہ لشکر تھا ۔ سامان حرب رسد بھی کافی تھا ۔ وہ خود ایک بہترین اور شاندار عمارت میں ٹھہرا تھا اور اس کا لشکر شہر کے باہر خیموں میں تھا ۔

خورزاد اور فیروزاں بھی شہر کے باہر فروکش ہو گئے ۔ انہیں شہنشاہ کے پاس جانے کی اس وجہ سے جرات نہ ہوئی تھی کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ سے ہزیمت اٹھا

کر آئے تھے ۔ ڈرتے تھے کہ یزدجرد ان سے ناخوش ہو کر انہیں قتل نہ کر ڈالے ۔

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ یزدجرد شہر سے باہر نکل آیا ۔ اس کی آمد اچانک ہوئی ۔ خورزاد اور فیروزاں دونوں خیمے سے باہر ایک ریشمی شامیانے کے نیچے بیٹھے باتیں کر رہے تھے ان کے غلام اٹھے اور سر راہ کھڑے ہو گئے ۔

یزدجرد کی سواری اس طرف سے گذری ۔ ان دونوں نے رکوع کی شان سے جھک کر سلام کیا ۔ یزدجرد گھوڑے پر سوار تھا اس نے گھوڑا روکا خورزاد کو حیرت سے دیکھا اور کہا "تم ۔"

خورزاد نے اٹھ کر ہاتھ جوڑ کر کہا "جی ہاں خانہ زاد حاضر ہے"

یزدجرد = "کب آئے تم"

یزدجرد کے خوف سے خورزاد نے جھوٹ بولا ۔ اس نے کہا "کل حاضر ہوا ہوں شہنشاہ ۔"

یزدجرد = "تم ہم سے نہیں ملے ۔"

خورزاد = "اب حاضری کا ارادہ کر رہا تھا کہ شہنشاہ خود تشریف لے آئے"۔

یزدجرد = "ہمیں ابھی جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ مسلمان طیلن سے ہرات کی طرف بڑھ رہے ہیں ہرات کے حاکم کا وفد مدد کے لئے آیا ہے ۔ [illegible] کچھ لشکر ہرات بھیجنے کے لئے آئے ہیں ۔ یہ دوسرے کون ہیں"۔

خورزاد = "یہ فیروزان ہیں ۔ بصیرہ شہر میں ان کی [illegible]

یزدجرد نے کچھ سوچ کر کہا "کہیں یہ وہی تو نہیں [illegible] حاکم دی گئی تھی ۔"

فیروزان نے عرض کیا "یہ خانہ زاد وہی ہے"۔

یزدجرد نے خورزاد سے کہا "تم جس مہم پر گئے تھے اس [illegible]"

خورزاد = "اس کے متعلق تنہائی میں عرض [illegible] فیروزان بھی [illegible] میں میرے ساتھ تھا"۔

یزدجرد = "اچھا تم دونوں ہمارے ساتھ آؤ ۔"

یزدجرد کی سواری [illegible] دونوں بھی گھوڑوں پر سوار ہو گئے ۔ لیکن بادشاہ کے خوف

کی وجہ سے دونوں کے دل دھڑک رہے تھے ۔ چہرے بیرنگ ہو گئے تھے ۔

یزدجرد جوان آدمی تھا جسم فربہ اور شکیل تھا ۔ ریشمی لباس اور جواہرات اور زیورات پہنے تھا سونے کا مرصع بہ جواہر تاج اوڑھے تھا' اس کی داڑھی منڈی ہوئی ہونے کی وجہ سے اس کے چہرے پر وہ جلال و رعب نہ تھا جو داڑھی ہونے سے ہوتا ہے ۔

اس کے ساتھ اس کی فوج کا سپہ سالار بھی تھا ۔ وہ بھی اپنی حیثیت کے مطابق ریشمی لباس اور سونے کے زیورات پہنے تھا ۔ کچھ دور چل کر اس نے ایک افسر کو اشارہ کیا وہ بڑھ کر سامنے آیا ۔ سپہ سالار نے اس سے کہا کہ "شہنشاہ کا حکم ہے کہ تم دس ہزار فوج لے کر اسی وقت ہرات روانہ ہو جاؤ اور ہرات والوں کی مدد کرو ۔"

اس افسر نے سر اطاعت خم کیا ۔ اور بادشاہ کو سلام کر کے چلا آیا اور یزدجرد لشکر کو دیکھتے ہوئے دوسری طرف سے نکلا اور شہر میں چلا گیا بادشاہ کی سواری جس طرف سے نکلی لوگ سلام کے لئے جھکتے چلے گئے ۔

یزدجرد قصر میں پہنچا اور سب لوگ تو باہر رہ گئے مگر خورزاد اور فیروزان دونوں اس کے ساتھ قصر کے اندر پہنچے ۔ بادشاہ قالینوں کے فرش بچھے تخت پر بیٹھا تھا ۔ سامنے اس چشمہ کے کنارہ پر پھولوں کے تختے دور تک پھیلتے چلے گئے تھے ۔ بادشاہ کے بیٹھتے ہی خورزاد اور فیروزاں بیٹھ گئے ۔ ابھی یہ بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ شاہی خاندان کی جوان عورتیں اور لڑکیاں بھی آ گئیں ۔ ہر عورت اور ہر لڑکی نہایت خوشنما لباس اور زیورات پہنے تھی ۔ ان میں سے ہر ایک پری لگ رہی تھی ۔ خصوصاً ایک لڑکی بالکل چاند کا ٹکڑا تھی ۔ یہ یزدجرد کی چھوٹی بیٹی تھی جو ماہ پیکر کے نام سے مشہور تھی ۔ خورزاد اور فیروزان دونوں اس ماہ مثال کو بے تحاشا دیکھنے لگے ۔

یزدجرد نے کہا "اس مہم کا حال ۔"

فیروزان نے کہا "میں عرض کروں ۔ ہم نے مسلمانوں پر چڑھائی کی ۔ بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی ہم نے مسلمانوں کو زیر کر لیا تھا ۔ لیکن انہیں مدد پہنچ گئی اور ہمیں واپس لوٹنا پڑا ۔ شہنشاہ ہم نے ان مسلمانوں کے ساتھ ایک ایسی حسین لڑکی دیکھی ہے جس کا جواب شاید آج ساری دنیا میں نہیں ہے ۔"

یزدجرد = "کیا وہ بہت زیادہ حسین ہے۔؟"

خورزاد = "اس قدر حسین ہے کہ چاند اس کے مقابلہ میں بے حقیقت ہے۔"

یزدجرد سب باتوں کو بھول گیا اس نے کہا۔ "وہ لڑکی آنی چاہئے"۔

فیروزان = "ضرور آئے گی کچھ لشکر مجھے مرحمت ہو"۔

یزدجرد = "جس قدر لشکر چاہو اپنے ساتھ لے جاؤ"۔

فیروزان = "زیادہ نہیں صرف پانچ ہزار سپاہ چاہئے۔"

یزدجرد = "ہم آج ہی سپہ سالار کو حکم دے دیتے ہیں وہ تمہیں پانچ ہزار سپاہ دے دیں گے۔"

فیروزان = "تب میں کل ہی روانہ ہو جاؤں گا۔"

یزدجرد نے چند لڑکیوں کو اشارہ کیا۔ وہ اٹھیں ان کا لباس پورے طور پر ان کی ستر پوشی نہیں کر رہا تھا۔ انہوں نے ناچنا شروع کر دیا۔ کچھ لڑکیاں ساقی بن گئیں اور شراب پلانے لگیں محفل رقص و سرود جم گئی۔ اور مئے نوشی ہونے لگی۔

اکیسواں باب

حیرت

عامر اس میدان میں سے جس میں جنگ ہوئی تھی۔ اٹھ کر دو میل آگے چل کر ٹھہرے۔ کیونکہ اس میدان میں مجوسیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان کے سڑنے سے وہاں کی ہوا خراب ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ مسلمانوں نے اپنے شہیدوں کی لاشیں جنازہ کی نماز پڑھ کر بڑے احترام سے دفن کر دیں۔

اب جس مقام پر عامر فروکش ہوئے۔ وہ پہاڑ سے ذرا فاصلہ پر ایک چشمہ کے کنارے پر تھا۔ چونکہ چند مسلمان زیادہ مجروح ہو گئے تھے۔ ان میں سفر کرنے کی طاقت نہیں تھی اس لئے عامر کو وہاں ٹھہرنا پڑا ان کے ساتھ دو طبیب تھے۔ جو جراحی کا کام بھی کرتے تھے۔ انہوں نے زخمیوں کی مرہم پٹی کی اور عورتیں ان کی خبرگیری کر رہی تھی۔

اس چشمہ کے قریب ایک تاکستان تھا۔ یہ باغ تھا۔ اس میں کئی قسم کے پھل تھے۔ مگر زیادہ تر انگور کی بیلیں تھیں۔ اور انگور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ کہیں کہیں خوشنما پھولوں کی کیاریاں تھیں۔ یہ باغ کسی مرزبان کا تھا۔ اور دیکھ بھال کے لئے اس میں کئی مالی رہتے تھے۔ وہ مسلمانوں کے خوف سے بھاگ گئے تھے۔ اور باغ خالی پڑا تھا۔

ایک روز عفیرہ چند اور دختران عرب کے ساتھ اس باغ میں پہنچ گئی ان لڑکیوں نے انگور کی بیلیں ٹٹیوں اور دوسری چیزوں پر پھیلی ہوئی دیکھیں۔ ان کے گہرے سبز پتے انہیں بہت ہی بھلے معلوم ہوئے۔ اور پتوں میں سے جھانکتے ہوئے خوشے اور بھی اچھے نظر آ رہے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی انگوروں سے واقف نہیں تھی۔ سب حیران تھیں کہ یہ کیا ہے۔

عفیرہ وہاں سے ہٹ کر ایک پھولوں کی کیاری میں جا گھسی ۔ اس نے پھول توڑ توڑ کر اپنے سر کے بالوں میں ایک طرف سے دوسری طرف برابر اٹکائے ان پھولوں نے ان کے حسن کو اور بڑھا دیا ۔ اتفاق سے صفوان وہاں آ نکلے ۔ وہ اس پیکر جمال کو دیکھ کر دیکھتے رہ گئے ۔ عفیرہ کو ان کے آنے کی خبر نہیں ہوئی کچھ وقفہ کے بعد صفوان نے کہا " اوہ پھولوں کی شہزادی " ۔

عفیرہ چونک پڑی ۔ اس نے صفوان کو دیکھا اور کہا ۔ "اچھا چوروں کی طرح تم بھی آ گئے یہاں ۔"

صفوان = "چور تو مجھ سے پہلے آئے ہیں میں تو کوتوال ہوں ۔ چوروں کی تلاش میں آیا ہوں ۔"

عفیرہ = "اچھا کوتوال صاحب ' خوب آئے ۔ ہم نے اس باغ میں عجیب قسم کی بیلیں اور ان میں خوشے لٹکے دیکھے ہیں ۔ کیا ہیں وہ ؟"

صفوان نے مسکرا کر کہا ۔ یہ تو بعد میں بتایا جائے گا ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے پھول کیوں چرائے ۔"

عفیرہ = "چور جو ٹھہرے " ۔

صفوان = "آج ان پھولوں نے سچی عزت حاصل کی ہے ۔ چور کی چوری کا جرم اس لئے ہلکا ہو گیا ہے کہ چرائی ہوئی چیز صحیح طور پر استعمال ہوئی ہے ۔"

عفیرہ نے دلفریب نگاہیں اٹھا کر صفوان کو دیکھا ' وہ سمجھی نہیں کہ صفوان کا مطلب کیا ہے ۔ اس نے پھولوں سے سچی محبت کیسے حاصل کر لی ؟

صفوان = "بتانے سے اچھا یہ ہے کہ دکھا دوں میرے ساتھ آؤ ۔"

عفیرہ صفوان کے ساتھ چلی ۔ دونوں ایک نالی کے پاس پہنچے ۔ اس میں صاف پانی بہہ رہا تھا ۔ شیشہ کی طرح تہہ کی مٹی تک نظر آ رہی تھی ۔ صفوان نے کہا ۔ "ذرا جھانک کر دیکھو ۔ ان پھولوں نے تمہیں کیا بنا دیا ہے ۔"

عفیرہ نے جھانک کر دیکھا ۔ پھولوں نے اس گل رخسار کو پری جمال بنا دیا تھا وہ شرما گئی ۔ اس نے صفوان کو دیکھ کر کہا ۔ "تم بڑے وہ ـــــ ہو گئے ہو ۔"

صفوان = " شریر کہا ہوتا ۔ یہی خطاب تو دیا ہے تم نے مجھے " ۔

عفیرہ = " تم ہو بھی تو ایسے ہی " ۔

صفوان = " کیسا ہوں میں ؟ "

عفیرہ نے شرماتے ہوئے کہا " شریر "

صفوان = " اگر میں نہ آ جاتا تو اس روز تو ساری شرارت معلوم ہو جاتی ۔ وہ ایرانی ضرور تمہیں پکڑ کر لے جاتا ۔ "

عفیرہ = یہ نہیں کہتے کہ وہ بچ گیا میرے خنجر سے اس کی تلوار ٹوٹ گئی تھی ۔ اگر تم تھوڑی دیر اور نہ آ جاتے تو میرا خنجر اس کے سینے میں تیرتا نظر آ جاتا " ۔

صفوان = "میں نے اس وقت تمہیں دیکھا تھا ۔ واقعی تم جلال و جمال کی دیوی بن گئی تھیں ۔ اس وقت کچھ کھٹکا ہوا ۔ دونوں نے نظریں اٹھا کر دیکھا ۔ جاماسپ کچھ فاصلہ پر جا رہا تھا ۔ عفیرہ نے کہا ۔ یہ ایرانی یہاں کیسے آ گیا ۔

صفوان = ڈرو نہیں ' یہ تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔"

عفیرہ کو جوش آ گیا ' حسین چہرہ پر سرخی بکھر گئی اس نے کہا ۔ "گویا تم ہی دنیا میں بہادر ہو ۔"

صفوان = "اس میں کچھ شک بھی ہے کیا اس روز تم نے نہیں دیکھا تھا کہ [illegible]را پنجہ تلوار کے قبضہ سے کیسا پیوست ہو گیا تھا ؟"

عفیرہ = "مجھے معلوم ہے کیسے پیوست ہو گیا تھا وہ کیوں کھلاتے ہو " ۔

صفوان = "میں نہیں چاہتا کہ تم کوئی بات بتاؤ " ۔

عفیرہ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ " پول کھلتے ہوئے دیکھ کر ڈر گئے پھر کیا تمہیں [illegible]م ہے یہ ایرانی کون ہے اور کیوں یہاں گھوم رہا ہے ؟ "

صفوان = "میں نے اس کی جان بخشی کی ہے ۔ امیر نے بھی امان دے دی ہے " ۔ اس کے بعد صفوان نے تمام حال سنا دیا ۔ جس طرح جاماسپ میدان جنگ [illegible] ملا اور جو گفتگو اس نے کی تھی ۔ عفیرہ نے کہا ۔ "ان چند روز میں یہ کیسا آدمی [illegible]ت ہوا ؟"

صفوان = "آدمی تو وفادار معلوم ہوتا ہے ۔"

عفیرہ = "آؤ اب چلیں " ۔

صفوان = "کیا اسی شان سے چلو گی؟"

عفیرہ = "کیا شان تبدیل کر لوں۔

صفوان = "اندیشہ ہے کہیں اس عالم میں تمہیں دیکھ کر کسی کی نظر نہ لگ جائے"

عفیرہ نے پھول اپنے سر میں سے نوچ کر آنچل میں لے لئے۔ دونوں چلے عفیرہ سرا پردہ میں چلی گئی اور صفوان اپنے خیمہ پر آ گئے۔

اسی روز جب صفوان ظہر کی نماز پڑھ کر آئے تو جاماسپ نے کہا۔ "یا عرب آج جس لڑکی سے تم پھولوں کی کیاری میں باتیں کر رہے تھے وہ کون ہے؟"

صفوان = "وہ امیر عسکری عامر کی بیٹی ہے۔"

جاماسپ چپ ہو گیا۔ لیکن اس کی نظریں کہہ رہی تھیں کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے

صفوان نے پوچھا "کیا تم اس لڑکی کے متعلق کچھ جانتے ہو"۔

جاماسپ = "نہیں، میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ میں نے ایک یا دو مرتبہ پہلے بھی اسے دیکھا تھا۔"

صفوان = "مگر تمہاری نظریں کہہ رہی ہیں کہ تم اس کے متعلق کچھ جانتے ہو اور کہنا چاہتے ہو"

جاماسپ = "میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ البتہ کچھ کہنا چاہتا ہوں

صفوان = "کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

جاماسپ = "پہلے ایک بات بتائیے۔"

صفوان = "پوچھو"۔

جاماسپ = "کیا تمہاری اس لڑکی سے منگنی ہو چکی ہے۔"

صفوان = نہیں میری اور اس کی ملاقات عجیب طریقہ پر ہوئی تھی۔

صفوان نے مختصر عفیرہ کے ملنے کی داستان سنا ڈالی۔ جاماسپ نے کہا "اگر

آپ برا نہ مانیں تو ایک بات کہوں"۔

صفوان = "برا کیوں مانوں گا کہو"۔

جاماسپ = "یہ لڑکی بڑی حسین ہے۔ آپ کے لائق ہے۔ لیکن....."

صفوان = "لیکن کیا؟"

جاماسپ = "اس لڑکی کی فکر میں ایک ایرانی شریر ہے"۔

صفوان = "کون ہے وہ؟"

صفوان نے یہ سن کر غصہ بھی کیا اور حیرت بھی۔

جاماسپ = "ایک مرزبان ہے۔ اس کا نام فیروزان ہے۔ وہ اس جنگ میں اس لئے شریک ہوا تھا کہ اگر موقع مل جائے تو اسے لے اڑے"۔

صفوان = "تمہیں یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں۔"

جاماسپ = "اس سے زیادہ نہ پوچھے۔ میں نے یہ غلط کہا تھا میں جبراً لایا گیا ہوں حقیقت یہ ہے کہ میں اس لڑکی کو اس کی بد ذات سے بچانے کے لئے خود شریک ہوا۔ اور اب بھی اس لئے یہاں ٹھہرا ہوں کہ اپنی جان سے اس کی حفاظت کروں"۔

صفوان کو اور بھی حیرت ہوئی جاماسپ نے کہا۔ "امیر آ رہے ہیں۔ ان سے اس بات کا تذکرہ نہ کرنا۔"

وہ چلا گیا۔ امیر عامر آ گئے اور صفوان کے پاس بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

بائیسواں باب

پیشین گوئی کی تائید

چند روز قیام کرنے کے بعد عامر طیلن روانہ ہوئے جو مجاہد زخمی ہو گئے تھے ان کے زخم مندمل ہو گئے تھے۔ ان میں سفر کرنے کی طاقت آ گئی تھی۔ جاماسپ اس علاقہ سے اچھی طرح واقف تھے۔ وہ رہبری کر رہے تھے۔

مسلمان اس قدر سیدھے صاف باطن ہوتے تھے کہ غیر مسلموں پر فوراً اعتبار کر لیتے۔ انہیں کبھی یہ اندیشہ نہیں ہوتا تھا۔ کہ وہ انہیں دھوکا دیں گے۔ عام طور پر ہوتا بھی ایسا ہی تھا۔ کہ جن لوگوں پر اعتبار کرتے تھے وہ انہیں دھوکا بھی نہیں دیتے تھے۔ زیادہ تر اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان جن لوگوں کو رہبری یا جاسوسی کی خدمات سپرد کرتے تھے۔ ان کی طلب سے زیادہ دیتے تھے۔ جو ان کے روزینے مقرر تھے۔ ان کے علاوہ انعام و اکرام دیتے رہتے تھے۔ اور کبھی کبھی اور امداد بھی دیتے تھے۔ اس فیاضی اور لطف و کرم کی وجہ سے وہ مسلمانوں سے بہت خوش رہتے تھے۔ اور اپنے ہم قوموں کے بہکانے سکھانے میں آ کر مسلمانوں کو دھوکا نہیں دیتے تھے۔ مگر بعض ایسے بدفطرت بھی ہوتے تھے جو اس قدر الطاف و انعام کے باوجود بھی دھوکا دے کر مسلمانوں کو دشمنوں کے سامنے پہنچا دیتے تھے یا پہاڑوں جنگلوں میں ٹکریں مارنے اور بھوک پیاس سے مر جانے کے لئے چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ مگر تاریخیں اس بات کی شاہد ہیں کہ ایسے لوگ فلاح کو نہیں پہنچے۔ بلکہ ان میں سے اکثر و بیشتر مارے گئے۔ مسلمان ان کی دغا بازی سے واقف ہوتے ان پر ٹوٹ پڑتے اور مار دیتے اور غیب سے مسلمانوں کی خدا نے مدد کی اور وہ ہلاکت آفرین جگہوں سے نکل آئے۔

جاماسپ کو کوئی لالچ نہیں تھا۔ عامر نے انہیں کبھی کچھ دینا چاہا۔ مگر انہوں نے نہیں لیا اور صاف طور پر کہہ دیا کہ وہ کسی لالچ کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہیں۔

بلکہ ان کا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنی قوم کے خلاف مسلمانوں کی مدد کریں۔

جب صفوان نے یہ بات سنی تو انہیں اور بھی تعجب ہوا۔ ان کی باتیں انہیں عجیب معلوم ہوئیں۔ انہیں یاد آیا کہ انہوں نے کہا تھا وہ عفیرہ کی حفاظت اپنی جان سے کریں گے ..... اب کہہ رہے ہیں کہ وہ کسی لالچ کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہیں بلکہ ان کا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنی قوم کے خلاف مسلمانوں کی مدد کریں۔

وہ سوچنے لگے کہ ان کا دل کیوں ایسا چاہتا ہے۔ کیوں وہ اپنی جان سے عفیرہ کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے دل میں خیال گزرا، کہیں وہ عفیرہ سے محبت تو نہیں کرتے۔ مگر اس خیال کی تردید فوراً ہی اس لئے ہو گئی کہ وہ بوڑھے تھے۔ ان کے سر اور مونچھوں کے بال سفید تھے اور عفیرہ نوخیز تھی وہ ابھی سترہ سال کی شعرو شباب کی تصویر تھی۔

ان سے ضبط نہ ہو سکا۔ ایک روز انہوں نے جاماسپ سے پوچھا۔ "کیا ایک بات بتاؤ گے جاماسپ"

جاماسپ نے جواب دیا۔ "اگر معلوم ہو گی تو ضرور بتاؤں گا۔"

صفوان = "تمہاری باتیں میرے لئے چیستان ہوتی جاتی ہیں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم عفیرہ کی حفاظت اپنی جان سے کیوں کرنا چاہتے ہو؟"۔

"عفیرہ کون ہے" جاماسپ نے پوچھا۔

صفوان = "عفیرہ وہی لڑکی ہے۔ جس کے متعلق تم نے مجھ سے بات کی تھی۔"

جاماسپ = "سچ پوچھتے ہو؟"۔

صفوان = "بالکل سچ سچ اس بات کا اطمینان رکھو کہ اگر تم سچ کہہ دو گے تو میں تم سے خوش ہوں گا۔ خفا نہیں ہوں گا۔"

جاماسپ = "تم خفا بھی ہو جاؤ تو مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔ اول تو مجھے یقین ہے کہ جب تم نے مجھے امان دے دی ہے۔ تو بغیر میری نامناسب حرکت دیکھے تم مجھے قتل نہ کرو گے اور اگر تم مجھے قتل بھی کر ڈالو تو مجھے افسوس نہ ہو گا۔ اس لئے کہ میری قوم نے مجھے مارنا چاہا تھا مگر میں سخت جاں تھا۔ بچ گیا۔ میں زندگی سے خود

تنگ ہوں ۔ اگر تم مجھے مار ڈالو گے تو یہ تمہارا مجھ پر احسان ہو گا۔" صفوان کو اس کی گفتگو سے اور بھی تعجب ہوا ۔ انہوں نے کہا ۔ " یہ حقیقت ہے کہ مسلمان اپنے وعدوں کو اس وقت تک پورا کرتے ہیں ۔ جب تک ان سے دغا بازی نہیں کی جاتی ۔"

جاماسپ = "میں پاک ستاروں کی قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو یا کسی مسلمان کو کبھی دھوکا نہ دوں گا ۔"

صفوان = "اس بات کی گواہی میرا دل بھی دیتا ہے ۔ میں عفیرہ کے متعلق پوچھ رہا تھا"۔

جاماسپ = "میں نے اس لڑکی کو صرف تین مرتبہ دیکھا ہے ۔ پہلی مرتبہ دیکھتے ہی میرے دل پر یہ اثر ہوا تھا ۔ کہ وہ بھولی بھالی اور معصوم ہے ۔ جس طرح ایک باپ کے دل میں اپنی بیٹی کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح اس کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی ۔ دوبارہ جب میں نے دیکھا تو فیروزان اسے دیکھ رہا تھا ۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ عفیرہ پر فریفتہ ہو گیا ہے اور جس طرح بھی ہو گا اسے اڑانے کی کوشش کرے گا ۔ مجھے عفیرہ سے ہمدردی بھی ہو گئی اور میں نے یہ طے کر لیا کہ اسے اس بدذات سے بچانے کے لئے اپنی جان کی بازی تک لگا دوں گا ۔"

صفوان = "اب میرا اطمینان ہو گیا ۔"

جاماسپ = "ابھی تو آپ کو میری باتوں پر اطمیان ہوا ہے ۔ لیکن سچا اطمینان اسی وقت ہو گا ۔ جب میں عمل سے اپنے قول کو ثابت کروں گا ۔"

صفوان = "خدا کرے ایسا وقت نہ آئے ۔"

جاماسپ = "میں نے آپ کو ابھی یہ نہیں بتایا کہ مجھے علم نجوم میں بھی دخل ہے ۔ جب آپ نے اس لڑکی کا نام بتایا تو میں نے اپنے علم سے اس کے متعلق کچھ حالات معلوم کئے ۔ پتہ چلا ہے کہ اس کا ستارہ گردش میں آنے والا ہے ۔ وہ کسی سخت مصیبت میں گرفتار ہونے والی ہے ۔ لیکن اس کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

صفوان متفکر ہو گئے ۔ انہوں نے کہا ۔ "جب میری ملاقات عفیرہ سے ہوئی

تھی تو ایک ضعیفہ ملی تھی ۔ وہ بھی نجوم جانتی تھی اور اس نے بھی یہی بتایا تھا جو تم نے بتایا ہے ۔"

جاماسپ = "جب تو مجھے یقین ہو گیا کہ میرے علم نے مجھے ٹھیک ہی بتایا ہے۔"

جاماسپ چلے گئے اور کچھ سوچنے لگے ۔ ان کی خواہش تھی کہ عفیرہ کسی خطرہ میں گرفتار نہ ہو ۔ انہوں نے اس کی سلامتی کی دعا مانگی ۔

یہ دستہ سفر کرتا رہا ۔ عامر اور ان کے ساتھیوں کو یقین تھا کہ احنفؓ معہ لشکر کے طیلن میں مقیم ہونگے ۔ لیکن جب وہ طیلن میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ ہرات چلے گئے ہیں ۔

چونکہ مسلمان متواتر سفر کرتے رہے ہیں اس لئے کچھ خستہ ہو گئے تھے ۔ چند مجاہدین نے عامر سے اس کی استدعا کی کہ وہ انہیں معلوم کرنے کی مہلت دیں ۔ اگرچہ وہ چاہتے تھے کہ جس قدر جلد ممکن ہو' احنف کے لشکر سے مل جائیں لیکن انہیں امیر المومنین کا یہ فرمان یاد تھا ۔ کہ اپنے ساتھیوں کو تکلیف نہ دینا ۔ چنانچہ انہوں نے وہاں قیام کر دیا ۔

طیلن پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا ۔ اور اس شہر کی حفاظت اور اس علاقہ میں امن قائم رکھنے کے لئے پچاس مسلمان وہاں تھے ۔ ان مسلمانوں نے عامر اور ان کے ساتھیوں کی بڑی مدارات کی ۔

ایک روز صفوان سرپردہ میں گئے ۔ عفیرہ جیسے ان کا انتظار کر رہی تھی ۔ اس نے کہا "کیوں آ گئے آج بھی تم یہاں" ۔

صفوان = "میں خود نہیں آیا بلکہ کسی نے مجھے یاد کیا اور میں بے تحاشا کھنچا چلا آیا ۔"

عفیرہ = "بہت اترا گئے ہو تم ۔"

صفوان = "اترا تو جاتا لیکن ایک خدشہ میری روح کو گھن لگا رہا ہے" ۔

عفیرہ = "کیسا خدشہ ؟"

صفوان = "یاد ہے جب میری تم سے پہلی ملاقات ہوئی تھی تو اس ضعیفہ نے

کیا کہا تھا جو گٹھلیوں کی گٹھڑی سر پر رکھے جا رہی تھی"۔

عفیرہ = "یاد ہے"۔

صفوان = "اس ایرانی کا نام جس کی میں نے جان بخشی کی ہے۔ جاماسپ ہے وہ بھی نجومی ہے۔ اس نے بھی تمہارے متعلق وہی کہا۔ جو اس ضعیفہ نے کہا تھا"۔

عفیرہ = "کہنے دو میں نہیں ڈرتی"۔

صفوان = "خدا تمہاری حفاظت کرے"۔

اس وقت چند اور لڑکیاں وہاں آئیں اور صفوان وہاں سے چلے گئے۔

چند روز طیلسان میں قیام کرکے عامر نے کوچ کر دیا۔ جاماسپ، رہبر تھے ہی اب پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ کہیں تو تنگ دروں میں سے گزرنا پڑتا تھا۔ اور کہیں خطرناک پگڈنڈیوں کو عبور کرنا ہوتا تھا۔

خدا خدا کرکے پہاڑ ختم ہوا مسلمان میدان میں اترے اور بڑھے۔ ابھی وہ چند میل ہی چلے تھے کہ انہوں نے سامنے سے غبار اڑتا دیکھا وہ رک گئے اور غبار کی طرف دیکھنے لگے۔

تیئسواں باب

جنگ

غبار بڑھا چلا آ رہا تھا۔ مسلمانوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ کوئی فوجی دستہ ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ہرات وہاں سے قریب رہ گیا تھا۔ عامر نے اپنے ساتھیوں کو حکم دے دیا کہ وہ جنگ کے لئے مستعد ہو جائیں۔ مسلمانوں نے ہتھیار سنبھال لئے۔

تھوڑی ہی دیر میں غبار کا دامن چاک ہوا۔ اور اس کے اندر سے وہ نکلے۔ دھوپ میں ان کے ہتھیار چمکنے لگے۔ مگر جب مسلمانوں نے دیکھا تو وہ عرب تھے۔ عامر نے کہا۔ "ہمارے بھائی ہیں۔ مسلمانوں۔ خوش ہو کر اللہ اکبر 'اللہ اکبر' اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔"

اس لئے جواب میں آنے والوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔

کیسا اچھا انداز تھا وہ جب مسلمان اپنے بھائیوں کو دیکھتے تھے۔ تو اللہ کی عظمت و بزرگی کا اظہار کرتے تھے۔ اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر اقرار کرتے تھے کہ اللہ بڑا ہے۔ وہ اللہ والے تھے ہر بات میں اللہ یاد کرتے تھے۔ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ اللہ ان کا ذکر کرتا تھا۔ انہیں نوازتا تھا۔ ان کی آرزوئیں پوری کرتا تھا۔ ان کی عظمت بڑھی ہوئی تھی۔

ایک ہم مسلمانوں میں اگر اتفاقیہ ملتے ہیں تو کہتے ہیں اوہ تم ہو' بھئی خوب ملاقات ہوئی یا کہتے ہیں کیا اتفاقیہ ملاقات ہوئی ہے۔ یا کہتے ہیں۔ واہ خوب ملے غرض اسی قسم کے الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں۔ اللہ کا نام ہماری زبان پر نہیں آتا وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ کو یاد ہی نہیں کرتے پھر اس کا نام ہماری زبان پر کیسے آئے۔ اور جب ہم اللہ کو یاد نہیں کرتے تو اللہ ہمیں یاد کیوں کرے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ تم میرا ذکر کرو۔ میں تمہارا ذکر کروں گا۔ جب ہم ا[illegible] کا ذکر نہ

کرتے تو وہ ہمارا ذکر کیوں کرے ۔ اور جب ذکر ہی نہیں تو یاد کا کیا سوال ۔

ہم شکوہ کرتے ہیں اللہ نے ہمیں چھوڑ دیا ۔ ہم ذلیل و رسوا ہو گئے ۔

اول تو شکوہ کس قدر عجیب اور بیہودہ بات ہے ۔ دوسرے یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے اعمال اور افعال کیا ہیں ۔ نماز ہم نہیں پڑھتے ۔ روزے ہم نہیں رکھتے ارکان اسلام ہم ادا نہیں کرتے لہو و لعب میں مشغول رہتے ہیں ۔ ہم نام کے مسلمان ہیں اسلام سے ہمارا کوئی تعلق ہے ۔ اگر ہم مسلمان ہوتے تو خدا سے ڈرتے اس کے احکام کی تعمیل کرتے ۔ نماز کبھی نہ چھوڑتے اور جب نماز نہ چھوڑتے تو اس کا ذکر کرتے ۔ جب ہم اس کا ذکر کرتے تو وہ ہمارا ذکر کرتا ۔ ہم سے اپنی نعمتیں واپس نہ لیتا ۔ ہم ذلیل و رسوا نہ ہوتے ۔

اگر ہم اب بھی سنبھل جائیں ۔ مسلمان بن جائیں ۔ نماز پڑھیں ۔ خدا کے حکموں پر چلیں ۔ تو یقیناً عظمت رفت حاصل کر لیں ۔ اور پھر دنیا ہمارا لوہا مان لے ۔

غرض مسلمانوں کے دونوں دستے آپس میں ملے ۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا آنے والوں سے عامر نے پوچھا " تم کیسے یہاں آ گئے ؟ "

اس دستہ کے افسر نے کہا ۔ " معلوم ہوا تھا ۔ آج ہرات کے مجوسی حملہ کرنے والے ہیں ۔ ہمارے امیر حنفؓ بن قیس نے دو سو مجاہدین کا دستہ میرے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ ہم گھوڑوں پر اس طرح آئیں جس سے دشمنوں کو معلوم ہو کہ مدد آ گئی ہے ۔ "

عامر = "شاید ہرات والوں کے لئے مدد پہنچ گئی ہے ۔ "

افسر = "جی ہاں ۔ کل مرو شاہ جہان سے پانچ ہزار امدادی لشکر آیا ہے " ۔

عامر = "اچھا تو ایسا کرو پہلے ہم گھوڑے دوڑاتے چلیں ۔ ہمارے بعد تم آنا ۔

افسر = "مناسب تدبیر یہی ہے کیونکہ آپ کے ساتھ محمل بھی ہیں ۔ خواتین اور بچے بھی آپ کے دستہ کو دیکھ کر مسلمان اور مجوسی دونوں یہی سمجھیں گے کہ امدادی لشکر ہے اور یہ حقیقت بھی ہے ۔ ہم دوپہر کے بعد پہنچیں گے ۔

عامر = "ہرات یہاں سے کتنی دور ہے ؟ "

افسر = "سامنے ہرات ہی ہے ۔ زیادہ سے زیادہ دو تین میل ہو گا " ۔

عامر = "اچھا الوداع ۔ "

افسر = "خدا حافظ ۔ "

عامر اور ان کے ساتھی تیزی سے چلے ۔ محمل اور اونٹ بھی تیزی سے ہانکے گئے ۔ ان کے اور ہرات کے درمیان باغات تھے ان کو عبور کرتے ہی ہرات کی عمارتیں نظر آنے لگیں ۔

جب انہوں نے اس میدان کو دیکھا جو ہرات کے نیچے تھا تو انہیں دھوپ میں ہتھیار چمکتے نظر آئے ۔ عامر نے کہا ۔

"شیران اسلام ' معلوم ہوتا ہے ۔ مجوسیوں نے حملہ کر دیا ہے ۔ جنگ ہو رہی ہے ۔ تمہارے بھائی لڑ رہے ہیں ۔ مجوسی یہ سمجھ کر حملہ آور ہوئے ہیں ۔ کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے انہیں مدد پہنچ گئی ہے ۔ وہ نہیں جانتے کہ مسلمان خدا کے ہیں ۔ خدا مسلمانوں کا مددگار ہے ۔ وہ اپنے بندوں کو ذلیل و رسوا نہیں ہونے دے گا ۔ غیب سے مسلمانوں کی مدد کرے گا " ۔

"اے سربکف مجاہدو تم نے اللہ سے سودا کیا ہے ۔ اپنی جانیں اس کے ہاتھ بیچ دی ہیں ! اس صلہ میں اس نے تم سے جنت کا وعدہ کیا ہے ۔ جنت کا راستہ تلواروں کے سایہ میں ہے ۔ سامنے تلواریں چمک رہی ہیں ۔ اللہ کی یکتائی کا' بزرگی کا بڑے پن کا اعلان کرو اور گھوڑے دوڑا کر دشمنوں پر حملہ کر دو ۔ "

مسلمانوں نے بلند آواز سے کہا ۔ "لا الہ اللہ وحدہ لا شریک ۔ یعنی ' سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے ۔ وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے " ۔

اس عرصہ میں مسلمان میدان جنگ کے قریب پہنچ گئے ۔ عامر نے کہا " ہاں مسلمانوں تلواریں نکالو اور ناکس مجوسیوں پر حملہ کر دو " ۔

انہوں نے " اللہ اکبر " یعنی اللہ بڑا ہے ۔ کا نعرہ لگایا ۔ تمام مسلمانوں نے شور کے ساتھ اس مبارک نعرہ کی تکرار کی تلواریں سونت کر گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی کر دیں ۔

ان کے شور پر تمام میدان گونج گیا ۔ ہرات کے قلعہ سے ان کی آواز ان مجوسیوں نے جو فصیل پر چڑھے ہوئے شور و غل کر کر کے اپنے ساتھیوں کے دل بڑھا رہے تھے ۔ عامر کے دستہ کو آتے ہوئے دیکھا ۔ انہوں نے مری ہوئی زبان سے کہا

کمبخت مسلمانوں کو بھی مدد پہنچ گئی ۔

انہوں نے اور بھی زور سے چلانا شروع کر دیا ۔ اس شور سے وہ لڑنے والے مجوسیوں کے حوصلے بڑھا رہے تھے ۔

عامر اور ان کے ساتھیوں نے میدان میں پہنچ کر سختی سے حملہ کر دیا ۔ بچوں کے شغف اور عورتوں کے محمل جنگ کے کنارہ پر کھڑے ہو گئے ۔

احنفؓ کے ساتھی بڑی جرات اور استقلال سے لڑ رہے تھے ۔ وہ مجوسیوں کی صفوں میں اور مجوسی ان کی صفوں میں گھس گئے اور بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے ۔ دوپہر کا وقت تھا ۔ دھوپ لڑنے والوں پر پھیل رہی تھی ۔ اس دھوپ میں تلواریں چمک رہی تھیں ۔ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ۔

عامر کے ساتھیوں کے نعرہ کی آواز احنفؓ اور ان کے ساتھیوں نے سن لی احنفؓ تو یہ سمجھے کہ ان کا بھیجا ہوا دستہ اسکیم کے مطابق نعرہ لگا کر حملہ آور ہوا ہے ۔ عام مسلمان اسے امدادی لشکر سمجھے ۔ ان کے حوصلے بڑھ گئے اور پہلے سے شدت سے حملہ کر دیا ۔

عامر اور ان کے ساتھیوں نے ایسا حملہ کیا کہ مجوسی انہیں روک نہ سکے ۔ انہوں نے جوش و غضب میں بھر کر پھرتی سے تلواریں چلائیں اور خونریزی شروع کر دی ۔ جو بھی ان کے سامنے آیا وہ بے تکلفی سے قتل کرنے لگے ۔ ایسے جیسے کہ قتل ہونے کے لئے آئے ہیں ۔

اور کچھ بات بھی ایسی ہی تھی ۔ اگرچہ مجوسیوں کے ہاتھوں میں بھی ڈھالیں اور تلواریں تھیں ۔ اور بڑی سرگرمی سے حملے بھی روک رہے تھے ۔ اور لڑ بھی رہے تھے جیسے ان کی تلواریں زنگ خوردہ ہو گئی ہیں ۔ مسلمان ان کے حملے بڑی آسانی سے ڈھالوں پر روک لیتے تھے ۔ اور جلدی سے جوابی حملے کر کے حملہ کرنے والوں کو بے دریغ قتل کر ڈالتے تھے ۔

عامر کے بائیں ہاتھ میں جھنڈا تھا اور داہنے ہاتھ میں تلوار وہ ہر حملہ میں علم کو بلند کر دیتے تھے ۔ جس سے پھریرا لہرانے لگتا تھا ۔ اور زور سے حملہ کر کے مجوسیوں کے سر اڑا دیتے تھے ۔ دو مسلمان ان کی حفاظت کے لئے ان کے ہمراہ تھے ۔ جب

کوئی عامر پر حملہ کرتا تھا تو وہ جھپٹ کر اس کی تلوار اپنی ڈھال پر روک لیتے اور خود حملہ کر کے اسے قتل یا زخمی کر ڈالتے تھے ۔

صفوان اس قدر جوش میں آ گئے تھے کہ ان کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا تھا وہ بڑی پھرتی اور قوت کے ساتھ حملہ کرتے تھے ۔ اور حملہ میں کم سے کم ایک مجوسی کو یا تو مار ڈالتے تھے یا زخمی کر دیتے تھے ۔

اور جب اس پر کوئی حملہ کرتا تو وہ ڈھال پر اس کا وار لیتے تھے اس پھرتی سے جوابی حملہ کرتے تھے کہ حملہ آور کو پیچھے ہٹنے یا پینترا بدلنے کی مہلت نہ ملتی تھی ۔ اس کے سر پر فوراً تلوار آ جاتی تھی اور ہزار بچنے پر بھی وہ بچنے نہ پاتا تھا ۔ ہلاک ہی ہو جاتا تھا یا ایسا شدید زخمی ہوتا کہ زخم کی اذیت سے زندگی کی بجائے موت کی تمنا کرتا عامر کا ہر ہمراہی بڑے ہی جوش اور سرگرمی سے لڑ رہا تھا ۔ ہر مسلمان چاہتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ دشمنوں کو قتل کر کے سرخرو ہو ۔

مجوسی بھی بڑی دلیری اور جرات سے لڑ رہے تھے ۔ ان کی تلواریں بھی زور و شور سے چل رہی تھیں ۔ خون کی دھاریں بہہ رہی تھیں اور سر کٹ کٹ کر گر رہے تھے ۔ نہایت گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ۔ مسلمان واقعی موت کی لڑائی لڑ رہے تھے ۔ بڑی دلیری سے حملہ کر رہے تھے ۔ اور لاشوں پر لاشیں بچھاتے چلے جا رہے تھے ۔

چوبیسواں باب

پسپائی

چونکہ مجوسی تعداد میں بہت زیادہ تھے اور مسلمان کم تھے اس لئے اس خوش قسمتی میں مبتلا تھے کہ انہیں مار کر بھگا دیں گے ۔ مگر جب مسلمان جنگ کی آگ میں کود پڑے اور جرات و استقلال سے لڑنے لگے تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا ۔ وہ نہایت ہوشیاری سے جنگ کرنے لگے ۔

مسلمانوں نے مجوسیوں کی قریب قریب تمام صفیں توڑ دیں تھیں ۔ وہ مارتے ہوئے صفوں کو زیر و زبر کرتے بڑھتے چلے گئے ۔ اور فریقین بڑی دلیری جرات اور استقلال سے لڑنے لگے ۔

مجوسی صفیں دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور جہاں تک ان کی صفیں پھیل گئی تھیں وہاں تک جنگ ہو رہی تھی ۔ تلواریں اس پھرتی سے اٹھ رہی تھیں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے تلواروں کا کھیت اگا ہو یا تلواریں لوگ لئے کھڑے ہوں ۔

حالانکہ گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی ۔ تلواریں بڑی پھرتی سے چلائی جا رہی تھیں ۔ کھٹ کھٹ اور کھچا کھچ کی آوازیں آ رہی تھیں ۔ مجوسی گلے پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے تھے ۔ چیخ رہے تھے اور فصیل پر کھڑے ہوئے مجوسی شور کر رہے تھے ۔ گھوڑے ہن ہنا رہے تھے ۔ ان مختلف آوازوں سے شور قیامت بپا تھا ۔

مسلمان خاموش تھے ۔ وہ اپنی ساری طاقت لڑائی میں خرچ کر رہے تھے اور دانت پیس پیس کر جوش و غضب میں آ آ کر' پر زور حملہ کر کر کے مجوسیوں کو قتل کر رہے تھے ۔ مجوسی جھنڈ کے جھنڈ کھڑے تھے ۔ مسلمان انہیں جھاڑیوں کی طرح کاٹ رہے تھے ۔

کچھ یہ بات نہیں تھی کہ مجوسی ہی قتل ہو رہے تھے نہیں وہ بھی مسلمانوں کو

شہید کر رہے تھے ۔ مگر مسلمان سخت جان تھے یا فن جنگ سے اس قدر واقف تھے کہ دشمنوں کے وار ڈھالوں اور تلواروں پر روک لیتے تھے ۔ جو چوٹ کھا جاتے تھے ۔ وہ شہید ہو جاتے تھے ۔

جنگ اس زور شور سے ہو رہی تھی کہ سروں پر سر کٹ کٹ کر اچھل رہے تھے کٹے ہوئے ہاتھ اس زور سے جا کر لگتے تھے جیسے لوہا مار دیا ہو ۔ جس شخص کے جس بدن کے حصے پر لگتے تھے ۔ وہ حصہ یا ٹوٹ جاتا یا اس قدر مجروح ہو جاتا تھا ۔ کہ وہ شخص کام کا نہیں رہتا تھا ۔

دھڑ تناور درختوں کی طرح گر رہے تھے ۔ اور ان سے خون اس طرح بہہ رہا تھا جیسے پکھالوں کے دھانے کھل گئے ہوں اور ان سے خون بہہ رہا ہو ۔ خون کے کثرت سے بہنے سے زمین پر کیچ ہو کر پھسلن ہو گئی تھی ۔ اکثر گھوڑے اور انسان پھسل جاتے تھے اور جو لوگ پھسل جاتے تھے انہیں اٹھنا نصیب نہ ہوتا تھا ۔ کسی نہ کسی کی تلوار ان کا خاتمہ کر ڈالتی تھی صرف یہی بات نہیں تھی کہ زمین پر ہی خون بہہ رہا تھا ۔ بلکہ خون کی بارش ہر سو ہو رہی تھی ۔ جب تلواریں قتل کر کے اٹھتی تھیں تو خون کی بوندیں برساتیں اور لڑنے والوں کے لباس چہرے اور جسم کے دوسرے اعضاء کو رنگ رہی تھیں ۔

لاشوں کے تڑپنے اور سروں کے ٹھوکریں کھانے سے عجب منظر ہو رہا تھا جو لوگ بزدل تھے یا جنہیں لڑائی سے کبھی واسطہ نہیں پڑتا تھا ۔ وہ اس ہولناک لڑائی کو دیکھ کر کانپ رہے تھے ۔ اور جو دلیر تھے اور تجربہ کار تھے وہ اس قتل و غارت گری کو دیکھ کر اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے ۔ ان کا جوش اور بڑھ گیا تھا ۔ اور پھر وہ تیزی سے لڑ رہے تھے ۔

مجوسی لشکر تیس ہزار سے کم نہیں تھا ۔ تیس ایرانی جھنڈے لہرا رہے تھے ۔ ایک جھنڈے کے نیچے ایک ہزار سپاہ ہوتی تھی ۔ مسلمان دس ہزار تھے ۔ گویا ہر مسلمان کے مقابلے میں تین مشرک تھے ۔ اس کے علاوہ دس ہزار سپاہی عقب پر محفوظ تھے ۔ جو اشارہ پاتے ہی میدان جنگ میں آنے کے لئے تیار تھے پھر قلعہ کے جنگجو لوگ جن کی تعداد پچاس ہزار سے کم نہ تھی ۔ ایسے لوگ جنگ میں حصہ لے

سکتے تھے ۔

لیکن مسلمانوں کو ان کی کثرت کی بالکل پرواہ نہیں تھی ۔ وہ بڑی بے خوفی سے لڑ رہے تھے ۔ اور جھپٹ جھپٹ کر حملے کر کے مجوسیوں کو قتل اور زخمی کر رہے تھے ۔ جب کوئی مسلمان شہید ہوتا تھا تو وہ کئی دشمنوں کو مار کر مرتا تھا ۔ دوسرے اس کے قریب والے مسلمان بے چین ہو کر ' جوش میں آ کر پھرتی سے حملہ کرتے اور دشمنوں کا ستھراؤ کر دیتے ۔ ایک ایک مسلمان کے بدلے دس دس اور پندرہ پندرہ مار کر دیتے تھے ۔

مجوسی بھی جب ان کے آدمی مرتے تھے تو جوش اور غصہ میں آ کر حملے کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ مار ڈالیں ۔ لیکن مسلمان جوش اور غصہ میں ان کے حوصلے پست کر دیتے ۔ اور وہ مدافعت پر مجبور ہو جاتے ۔

دو ہاتھ اور دو پیر مسلمانوں کے تھے اور دو ہاتھ اور دو پیر مجوسیوں کے تھے مسلمانوں کے پاس بھی تلواریں تھیں اور مجوسیوں کے پاس بھی بلکہ مسلمانوں کی تلواریں چھوٹی اور سبک تھیں اور مجوسیوں کی تلواریں لمبی اور بھاری تھیں ان کی ڈھالیں مسلمانوں کی ڈھالوں سے چوڑی اور مضبوط تھیں ۔ ایرانی قوی الجثہ تھے اور مسلمان نحیف و ناتواں معلوم ہوتے تھے ۔ مگر اس پر بھی مجوسی زیادہ مر رہے تھے مسلمان بہت کم شہید ہو رہے تھے ۔ مجوسیوں کے افسروں کو تعجب تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے ۔

اس کی صرف ایک ہی وجہ تھی اور وہ یہ کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتا ۔ وہ جانتا تھا کہ موت ضرور آنی ہے ۔ جہاد سے بڑھ کر خوش نصیبی کی کوئی موت نہیں ۔ خدا کی خوشنودی کے لئے لڑتے ہوئے شہید ہو جانے سے اس کی جنت میں داخل ہو جائیں گے ۔ جنت میں کوئی آزار نہ ہو گا کوئی تکلیف نہ ہو گی ۔ کوئی پریشانی نہ ہو گی ۔ اور کوئی فکر نہ ہو گا ۔ کوئی ہراسانی نہ ہو گی اور کوئی غم نہ ہو گا ۔ آرام اور راحت ہی راحت ہو گی ۔ خوشی اور مسرت ہو گی ۔ خدا کی مہمانی پاک اور خوش ذائقہ رزق ملے گا ۔ ریشمی کپڑے اور سونے کے زیورات نرم اور پر تکلف فرش اور بستر ہونگے ۔ چھوٹے اور بڑے تکیے ہونگے ۔ خدمت کے لئے غلمان اور حوریں ہونگی اور پینے کے

لئے حوض کوثر کا سفید اور شیریں پانی ہو گا ۔ انسان کو دوسری زندگی میں اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے ۔ جنت جسے مل گئی اسے حاصل زندگی مل گیا ۔ جنت کے ایک نظارہ کے بعد انسان کئی مرتبہ شہید ہو کر مرجانے کی خواہش کرے گا ۔

مجوسیوں کو یقین نہیں تھا کہ مرنے کے بعد ان کی نجات ہو جائے گی اور ایسی آرام و راحت کی جگہ پہنچ جائیں گے ۔ جہاں اس دنیا سے زیادہ عیش حاصل ہو سکے گی ۔ چونکہ وہ آتش پرست اور ستارہ پرست تھے ۔ خدا سے باغی تھے ۔ اس لئے مر کر سامنے جاتے ڈرتے تھے اور جو مرنا نہیں چاہتے تھے ۔ موت سے ڈرتے ہیں ۔ وہ ضرور مرتے ہیں ' وہ چنانچہ مر رہے تھے ۔ مسلمان انہیں مار رہے تھے لڑتے لڑتے ظہر کا وقت آ گیا ۔ فوراً کئی آدمی لشکر کے کنارہ کی طرف سرک گئے انہوں نے تیمم کر کے اذان دی ۔ اذان کی آواز سنتے ہی مسلمانوں کا آدھا لشکر ہٹ کر نماز پڑھنے لگا اور آدھا مصروف جنگ رہا ۔ مجوسیوں نے یہ سمجھ کر کہ آدھے مسلمان رہ گئے ہیں ۔ بڑے جوش سے حملہ کیا ۔ مگر مسلمان بھی چٹانوں کی طرح جم گئے اور پھرتی سے حملہ آور ہوئے کہ مجوسی کئی قدم پیچھے ہٹ گئے ا ر ان کے بہت سے سپاہی مارے گئے ۔

جو لشکر نماز میں مصروف ہو گیا تھا وہ ایک رکعت پڑھ کر جلدی سے میدان جنگ میں پہنچ گیا اور باقی آدھا لشکر پیچھے ہٹ کر دوسری رکعت میں شریک ہو گیا ۔ اور اس نے دوسری رکعت ختم کر کے ہتھیار سنبھالے اوز اس طرح حملہ آور ہوئے جیسے تازہ دم ہو گئے ہوں ۔ انہوں نے پر زور حملے کر کے مشرکوں کو کھیروں اور ککڑیوں کی طرح کاٹ ڈالا ۔ لاشوں پر لاشیں گرا دیں ۔ خون کے دریا بہا دیئے ۔

مجوسی اس قدر خون ریزی دیکھ کر گھبرا گئے ۔ وہ پیچھے ہٹنے لگے ۔ ان کے افسروں نے انہیں للکارا ۔ غیرت دلائی ۔ یزدجرد کا خوف دلایا ۔ خود بھی جنگ میں کود پڑے ۔ مجوسی سنبھلے ان میں جوش آیا ۔ مسلمانوں نے ان کے حملے روکنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ۔ لیکن نہ روک سکے ۔ کئی قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے ۔

اس وقت اللہ اکبر کے نعرہ کی پھر آواز آئی ۔ یہ مسلمانوں کا وہ دستہ آیا جو عامر سے ملا تھا ۔ چونکہ یہ لوگ تازہ دم تھے ۔ اس لئے انہوں نے آتے ہی اس زور سے حملہ کیا کہ مجوسیوں کا تمام لشکر گھبرا گیا ۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک زلزلہ

سا پڑ گیا اور ان شیروں مجاہدوں نے بڑی بے تکلفی سے مجوسیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ۔ اس قدر مار دھاڑ کی کہ مجوسی پھر گھبرا گئے ۔ اور پسپا ہونے لگے ۔

ان کے افسروں نے پھر انہیں للکارا پھر جوش دلایا ۔ مگر جس طرح سحر کے وقت تیل نہ رہنے سے چراغ ایک دم بھڑک کر خاموش ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح مجوسیوں کا جوش سرد پڑ گیا ۔ اب ان میں مقابلہ کرنے کی جرات و ہمت نہ رہی ۔ انہوں نے تلواروں سے کام لینا چھوڑ دیا ۔ اور ڈھالیں لے لے کر کھڑے ہو گئے ۔ اس طرح وہ کیا بچتے ۔ مسلمانوں نے انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح کاٹ ڈالا ۔ کشتوں کے پشتے لگا دیئے ۔

مجوسی بدحواس ہو کر بھاگے ۔ انہوں نے قلعہ کا رخ کیا ۔ مگر جب قلعہ کے قریب پہنچے تو مسلمانوں نے ان کا راستہ روک دیا ۔ قلعہ کی طرف نہ بڑھنے دیا ۔ بلکہ انہیں قتل کر کے وہاں بھی ان کی لاشوں سے زمین بھر دی ۔

اس طرف لڑتے لڑتے عامر اور صفوان آ گئے تھے ۔ انہوں نے اور ان کے ہمراہیوں نے مجوسیوں کو قلعہ میں داخل ہونے سے روک دیا ۔

پچیسواں باب

فتح

مجوسی اس بات کو سمجھتے تھے ۔ کہ انہیں قلعہ ہی میں پناہ مل سکتی ہے ۔ اس لئے وہ قلعہ کی طرف دوڑے تھے ۔ مگر عامر کے ساتھیوں نے انہیں قلعہ کے پاس بھی نہ پھٹکنے دیا ۔ اس سے ان پر بڑا ہراس غالب ہو گیا ۔ جب ان کے افسروں نے دیکھا کہ ان کے اور قلعہ کے درمیان مسلمان حائل ہو گئے ہیں ۔ تو ان پر بھی وحشت طاری ہو گئی ۔

مگر جب افسروں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا اور انہیں تھوڑے مسلمان نظر آئے ۔ تو انہوں نے پکار کر کہا ۔ ” بہادرو۔ اس طرف تھوڑے سے مسلمان اتفاقیہ آ گئے ہیں ۔ انہیں مار کر اپنا راستہ بنا لو ۔ “

مجوسی یہ اچھی طرح جانتے تھے ۔ کہ قلعہ میں داخل ہو کر ہی وہ بچ سکتے ہیں ۔ اس لئے انہوں نے بڑی سختی سے عامر کے ساتھیوں پر حملہ کیا ۔ مسلمان بھی جم گئے ۔ اور بڑے استقلال سے لڑنے لگے ۔ اس جگہ لڑائی کا زور ہو گیا ۔ تلواریں پھرتی سے چلنے لگیں ۔ سرفروش سر کٹنے لگے ۔ لاشیں گرنے لگیں ۔ سر اچھلنے لگے ۔ خون کی بارش ہونے لگی ۔ شور و پکار سے کانوں کے پردے پھٹنے لگے ۔

عامر کے ہاتھ میں اسلامی علم تھا ۔ وہ اسے جھٹکا دے کر حملہ کرتے تھے ۔ اور ہر حملہ میں کم سے کم ایک مجوسی کو مار ڈالتے تھے ۔ صفوان اور کئی مسلمان ان کے ساتھ تھے وہ ان کی حفاظت بھی کر رہے تھے ۔ اور لڑ بھی رہے تھے ۔ عامر کے ساتھی امتحان میں مبتلا ہو گئے تھے ۔ ہر طرف مجوسی ان پر ٹوٹ رہے تھے ' ان پر تلواروں کا مینہ برس رہا تھا ۔ خوفناک تلواریں ان پر پڑ رہی تھیں اور وہ بڑے استقلال سے

انہیں روک رہے تھے ۔ بڑے گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ۔

احنف نے دور سے عامر کا علم دیکھا ۔ انہیں تعجب ہوا کہ اس طرف مسلمان کیسے پہنچ گئے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ۔ "شیران اسلام ۔ کچھ مجوسی سپاہ اور قلعہ کے درمیان حائل ہو گئے ہیں ۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کون لوگ ہیں اور کیسے وہاں پہنچے ۔ دوڑو اور ان کی مدد کرو"۔

مسلمان اس طرف دوڑے لیکن ان کے اور عامر کے درمیان بے شمار لشکر حائل تھا مسلمانوں نے اس لشکر پر حملہ کر دیا اور اس سختی سے حملہ کیا کہ دشمنوں کو مارتے کاٹتے اور ہٹاتے بڑھنے لگے ۔

مجوسی لشکر ان پر بھی ٹوٹ پڑا ۔ پھر خونریز جنگ شروع ہو گئی پھر انسان کٹنے اور لاشیں گرنے لگیں ۔ خون بہنے لگا ۔ سر اچھلنے لگے ۔ اور شور اور بھی بڑھ گیا ۔

مسلمانوں کی کوشش یہ تھی کہ مجوسیوں کو چیر کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جائیں ۔ اس لئے وہ پھرتی سے حملے کر رہے تھے اور مجوسیوں کو مارتے' کاٹتے' ہٹاتے بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ مجوسی قدم قدم پر انہیں روک رہے تھے جو لوگ ان کے سد راہ تھے انہیں مار مار کر بچھاتے چلے جا رہے تھے ۔

احنفؓ عجب اضطراب کے عالم میں کھڑے تھے ۔ انہیں عامر کے ساتھیوں کی فکر دامن گیر تھی ۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا ۔ "حیف ہے تجھ پر اے ابن قیس' تو کھڑا ہے ۔ اور تیرے مسلمان بھائی دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں کیا جواب دے گا تو کل حشر کے روز خدا کو ۔"

وہ بڑھے ۔ ان کے جلو میں ان کا رسالہ تھا ۔ وہ بھی جوش میں آ کر بڑھا اور ان لوگوں نے مجوسیوں کے پاس پہنچ کر اس سختی سے حملہ کیا کہ اگلوں کو پچھلوں سے ملا دیا ۔ اپنی خون آشام تلواروں سے بے شمار مجوسیوں کو کاٹ ڈالا ۔ ان کی صفوں کو چیرتے ہٹاتے تیزی سے بڑھنے لگے ۔

ان کے اس طرح حملہ کرنے سے ان مسلمانوں کا جوش بڑھ گیا ۔ جو پہلے حملہ آور ہوئے تھے ۔ وہ جلدی سے شیروں کی طرح ٹوٹ پڑے اور نہایت ہی سختی سے حملہ کرنے لگے ۔ ان کے حملہ کی شان کہہ رہی تھی ۔ کہ وہ جلد مجوسیوں کا صفایا کر کے

اپنے بھائیوں سے مل جانا چاہتے ہیں ۔

عامر بڑی دلیری اور سرفروشی سے لڑ رہے تھے ۔ ان کی بے پناہ تلوار جس مجوسی پر پڑتی تھی اس کے سر کی پھانکیں کھول دیتی تھی ۔ مجوسی چاہتے تھے کہ انہیں قتل کر کے ان کے ہمراہیوں کو بھگا دیں اور قلعہ میں گھس جائیں ۔

ایک مرتبہ چند مجوسیوں نے عامر پر حملہ کیا ۔ ان میں سے ایک کو تو انہوں نے پھرتی سے مار ڈالا ایک کو صفوان نے ٹھکانے لگا دیا ۔ لیکن دو مجوسیوں کی تلواریں عامر پر پڑیں ۔ ایک تلوار انہوں نے پھرتی سے اپنی تلوار پر لی ۔ مگر دوسری تلوار ان کے شانہ پر پڑی اور گہرا زخم لگا گئی ۔ عامر نے جھپٹ کر ایک مجوسی پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا ۔ دوسرے کا سر صفوان نے اڑا دیا ۔ لیکن عامر کے جو زخم آیا اس سے خون کا فوارہ ابل پڑا انہوں نے صفوان سے کہا ۔ "بیٹا علم لو ۔ میں زخم کی اذیت محسوس کر رہا ہوں ۔ عجب نہیں مجھے شہادت کی نعمت حاصل ہو جائے ۔"

صفوان نے جلدی سے علم لیا ۔ اور جوش میں آ کر حملہ کر کے کئی مجوسیوں کو مار ڈالا ۔ اور باقیوں کو پیچھے ہٹا دیا ۔ انہوں نے ایک مسلمان سے کہا "اخی' امیر عامر کے زخم پر عمامہ کس دو ۔ میں مجوسیوں کو روکتا ہوں ۔"

اس مسلمان نے جلدی جلدی عامر کے زخم پر اپنا عمامہ پھاڑ کر باندھ دیا ۔ صفوان مجوسیوں کو روکتے اور ان سے لڑتے رہے ۔ انہوں نے کسی مجوسی کو ان کے پاس نہ پھٹکنے دیا ۔

عامر کے زخمی ہو جانے سے صفوان کو اس قدر جوش اور غصہ آ رہا تھا کہ وہ اپنی حفاظت کی پرواہ کئے بغیر نہایت بے خوفی اور جرات سے حملے کر رہے تھے ۔ اور ہر حملہ میں ایک دو مجوسیوں کو مار ڈالتے تھے یا زخمی کر دیتے تھے ۔ ان کے بے پناہ حملوں سے جو ان کی زد میں آ جاتا تھا وہ بچنے نہ پاتا تھا ۔

ایک مرتبہ انہوں نے ایک گروہ پر حملہ کیا ۔ بڑی پھرتی سے حملے کر کے مجوسی سپاہیوں کو قتل کرنے لگے ۔ دو مجوسیوں نے موقع پا کر ان پر حملہ کیا ۔ وہ غافل تھے ۔ اتفاق سے ان کے ایک ہمراہی نے دیکھ لیا ۔ اس نے جھپٹ کر ایک شخص پر حملہ کر کے اس کا سر اڑا دی ۔ دوسرے کو صفوان نے ٹھکانے لگا دیا ۔

ان کے ساتھی نے کہا۔ "نوجوان ہوشیار رہو' اس وقت تم امیر ہو اگر تمہیں بھی کوئی زخم پہنچ گیا تو ہماری ندامت بہت بڑھ جائے گی۔ اور ہم امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کی سرزنش سے نہ بچ سکیں گے"۔

اب انہوں نے احتیاط سے حملے شروع کئے۔ لیکن اب بھی کبھی وہ غافل ہو کر اچانک بڑھ کر حملے کرکے دشمنوں کو کاٹ ڈالتے تھے۔

وہ جوش میں عامر کو بھول گئے تھے۔ اب دانستہ انہیں ان کا خیال آیا۔ وہ لڑتے بھڑتے عامر کے پاس پہنچے۔ دو مسلمان ان کی حفاظت کر رہے تھے کسی مجوسی کو ان کے پاس نہ آنے دیتے تھے۔

عامر نڈھال ہو گئے تھے۔ ان سے گھوڑے پر سوار رہنا مشکل ہو گیا تھا۔ صفوان نے بڑی آہستگی سے انہیں گھوڑے سے اتارا اور ان کے گرد دس مسلمانوں کا پہرہ لگا دیا۔ انہیں ہدایت کر دی کہ وہ کسی کو ان کے پاس نہ آنے دیں۔ اور وہاں سے ہٹ کر پھر لڑائی میں مشغول ہو گئے۔ جنگ اب بھی بہت زور شور سے ہو رہی تھی۔ تلواریں بڑی پھرتی سے چل رہی تھیں۔ ہاتھ پیر اور سر کٹ رہے تھے۔ اور دھڑوں پر دھڑ گر رہے تھے۔ خون کی بارش ہو رہی تھی۔ اور لڑنے والوں کے لباس خون سے سرخ ہو گئے تھے۔

چونکہ مجوسی عامر کے ساتھیوں کو صاف کرکے قلعہ میں گھس جانے کی کوشش کر رہے تھے اور مسلمان مجوسیوں کو ہٹا کر اپنے بھائیوں سے مل جانے کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ اس لئے گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ اور ایک فریق دوسرے کو ہٹانے اور دبانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا۔

آخر مسلمانوں کا دباؤ بڑھ گیا۔ ان کے بے پناہ حملوں نے مجوسیوں کے پیر اکھاڑ دیئے اور وہ جس طرف ان کا منہ اٹھا بھاگ نکلے ایک گروہ قلعہ کی طرف دوڑا ہرات کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہ قلعہ میں داخل ہونے لگا۔ فصیل کے اوپر مجوسی تھے۔ وہ چلا چلا کر انہیں قلعہ میں داخل ہونے کی دعوت دینے لگے!

احنفؓ کے کچھ دستے' عامر کے ساتھیوں سے مل گئے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ مجوسی قلعہ میں داخل ہونے لگے ہیں۔ تو وہ ان کے پیچھے جھپٹے اور انہیں

مارتے کاٹتے قلعہ کے اندر گھس گئے۔

قلعہ میں مجوسی فوج تھی۔ وہ ان کے مقابلہ میں آ گئی۔ اور اب قلعہ کے صحن میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی مجوسی مسلمانوں پر اور مسلمان مجوسیوں پر پرزور حملے کرنے لگے تلواریں پھرتی سے چلنے لگیں۔ اور مار کاٹ شروع ہو گئی۔

چونکہ لڑائی قلعہ کے اندر شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے قلعہ کے باشندے گھبرا گئے۔ انہوں نے ایسا عظیم شور کیا کہ نہ صرف سارا قلعہ گونج اٹھا۔ بلکہ قلعہ کے باہر والوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ قلعہ کے اندر کچھ ہو رہا ہے۔

قلعہ کے باہر اب بھی مجوسی بھاگ رہے تھے' اور مسلمان ان کا تعاقب کرکے انہیں قتل کر رہے تھے۔ احنفؓ عامر کے پاس کھڑے تھے۔ عامر کے پہرہ داروں نے انہیں بتایا کہ صفوان اور کئی اور لوگ کچھ لشکر لے کر قلعہ کے اندر گھس گئے ہیں۔ ادھر احنفؓ نے قلعہ کے اندر شور سنا۔ وہ اپنا رسالہ لے کر دوڑے اور قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ وہاں جنگ ہو رہی تھی۔ احنفؓ اور ان کے ساتھیوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ مجوسی کائی کی طرح پھٹتے چلے گئے۔ بیشمار خراسانی مارے گئے۔ جس میدان میں جنگ ہو رہی تھی اس میں لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔

اب مجوسیوں پر دہشت طاری ہو گئی نہ ہی ان کے لئے قلعہ میں پناہ تھی اور نہ ہی قلعہ سے باہر۔ مسلمانوں کی خون آشام تلواریں انہیں قتل کرنے کے لئے ہر جگہ موجود تھیں۔ ان کی کثرت ان کے کام نہ آئی۔ ہر طرف موت ہی موت نظر آنے لگی۔ سوائے اطاعت کے اور کوئی چارہ نہ دیکھ کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور "امان" "امان" چلانے لگے۔ مسلمانوں نے خونریزی بند کر دی اور انہیں گرفتار کرنے لگے۔

○

چھبیسواں باب

احنفؓ

بڑی خونریز جنگ کے بعد مسلمانوں کا ہرات پر قبضہ ہو گیا ۔ قلعہ کے مجوسی بڑے پریشان' فکر مند اور مغموم تھے خصوصاً عورتیں بڑی غمزدہ تھیں ان کے چہرے پژمردہ ہو گئے تھے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی قوم کے امیروں اور مرزبانوں نے انہیں یہ بتا رکھا تھا کہ مسلمان جس شہر یا قلعہ کو فتح کر لیتے ہیں وہاں کے مردوں کو قتل کر ڈالتے اور عورتوں کو کنیزیں بنا لیتے ہیں ' حالانکہ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ مسلمانوں نے کسی شہر میں قتل عام کر کے وہاں کے تمام مردوں کو مار ڈالا ہو ۔ جو لوگ جزیہ دینا قبول کر لیتے تھے ۔ وہ اپنے گھروں میں بدستور آباد رکھے جاتے تھے ۔ اور جو جزیہ ادا کرنا نہ چاہتے تھے انہیں جلا وطن کر دیا جاتا تھا ۔ عام شہریوں کی عورتیں جو جنگ میں حصہ نہ لیتی تھیں ۔ جزیہ ادا کرنے پر آزاد کر دی جاتی تھیں ۔ البتہ جو لوگ لڑائی میں حصہ لیتے تھے ان کی عورتیں کنیزیں بنائی جاتی تھیں ۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوتا تھا کہ مسلمان ' عورتوں کی عصمت دری کرتے ہوں ۔ وہ خدا سے ڈرتے تھے اور اس فعل کو بدترین گناہ سمجھتے تھے ۔

حالانکہ اس زمانہ میں جب مہذب قومیں آپس میں لڑتی تھیں تو غالب قوم مغلوب قوم کی عورتوں کے ساتھ نہایت ہی ظالمانہ برتاؤ کرتی تھی ۔ ان کی عصمت دری کرتے تھے انہیں جانوروں سے بدتر سمجھتے تھے ۔

اور اس زمانہ ہی میں کیا اب بھی جب کہ کہا جاتا ہے کہ دنیا بڑی مہذب ہو گئی ہے ۔ اور ہر قوم عورتوں کی عزت کرنے لگی ہے ۔ جنگ یا بدامنی کے وقت مرد ایسے وحشی سفاک بن جاتے ہیں کہ عورتوں پر دست درازی کرتے ہیں ۔ ان کی عصمتیں تاراج کر ڈالتے ہیں اور ان کے ساتھ ایسا بہیمانہ برتاؤ کرتے ہیں ان کے سنتے ہی

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ کا مہذب انسان بھی وحشیانہ بربریت اور بہیمانہ سفاکی میں پرانے زمانہ کے انسانوں سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہی ہے ۔

مسلمانوں نے عورتوں کو تسلی دی ۔ مگر ہرات کے بہت کم لوگ ایسے تھے جو عربی زبان جانتے تھے ۔ خاص طور پر عورتیں تو بالکل نہ جانتی تھیں وہ نہیں سمجھتیں تھیں کہ مسلمان کیا کہہ رہے ہیں ۔ البتہ انہوں نے ان کے برتاؤ سے یہ سمجھ لیا کہ وہ ان کے ساتھ سختی اور خلاف انسانیت برتاؤ نہیں کرنا چاہتے پھر بھی ان پر خوف طاری رہا ۔

احنفؓ بن قیس نے یہ سنا کہ ایک امدادی دستہ آیا تھا ۔ اس دستہ کے امیر زخمی ہو گئے ہیں ۔ وہ سب سے پہلے ان سے ملنے کے لئے چلے راستہ میں انہیں صفوان ملے ۔ وہ صفوان کو جانتے تھے انہوں نے صفوان کو سلام کیا اسلامی لشکر کے سپہ سالار ہوتے ہوئے بھی وہ سلام میں سبقت کرتے تھے ۔ ان میں تمکنت بالکل نہیں تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا تھا ۔ کہ وہ سلام میں سبقت کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ بچوں کو بھی پہلے خود سلام کیا کرتے تھے ۔ آج کتنے مسلمان ہیں جو اس سنت رسول صلعم پر عمل کرتے ہیں ۔ دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ ہم اس بات کے منتظر رہتے ہیں ۔ کہ ہمیں سب سلام کریں ۔ اس سے ہم اس ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں ۔ جو ایک سنت کے ادا کرنے میں ہمیں ملتا ہے ۔ بلکہ ہم فخر و غرور کے پتلے بن جاتے ہیں اس لئے اور گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں ۔

صفوان نے سلام کا جواب دیا احنفؓ نے کہا ۔ "تم بھی آ گئے عزیز صفوان ۔"

صفوان = "جی ہاں میں امیر عامر کے ساتھ آیا ہوں وہ زخمی ہو گئے ہیں ۔"

احنفؓ = شاید انہوں نے اپنا علم تمہیں دے دیا تھا ۔"

صفوان = "جی ہاں ۔ جب وہ ضعف سے نڈھال ہو گئے تو انہوں نے علم میرے حوالے کر دیا ۔"

ایک عرب نے کہا = "امیر صفوان نے اس علم کے سایہ میں بڑی خونریزی کی ہے اور جب علم انہیں مل گیا تو ان کا جوش اور بھی کئی گنا بڑھ گیا ۔ اور انہوں نے دشمنوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے ۔"

احنفؓ = "یہ قبیلہ عذرد کے شیخ اصید کے بیٹے ہیں وہ بھی بہادر ہیں یہ بھی بہادر ہیں چلو میں تمہارے امیر کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

عامر ابھی تک قلعہ کے باہر ہی زمین پر پڑے تھے۔ احنفؓ صفوان کے ساتھ وہاں پہنچے عامر کی آنکھیں بند تھیں۔ احنفؓ نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں۔ صفوان نے کہا۔ "امیرا احنفؓ آئے ہیں"۔

عامر= "کیا قلعہ فتح ہو گیا؟"

احنفؓ = ہاں! خدا کے فضل سے قلعہ فتح ہو گیا"۔

عامر= "خدا کا شکر ہے۔"

احنفؓ نے چند مسلمانوں سے کہا۔ "انہیں اٹھا کر قلعہ کے اندر لے چلو اور طبیب ابوعبداللہ کو فوراً بلا کر مرہم پٹی کراؤ۔"

چند مسلمانوں نے عامر کو اٹھا لیا۔ ایک مسلمان ابو عبداللہ طبیب کو بلانے چلے گئے۔ احنفؓ نے صفوان سے پوچھا۔ "کیا عامر تنہا آئے ہیں؟"

صفوان = "جی نہیں' ان کی بیٹی عفیرہ بھی ان کے ساتھ آئی ہے"۔

احنفؓ = "کہاں ہے وہ لڑکی؟"

صفوان = "ہمارے دستہ کے ساتھ کچھ عورتیں۔ لڑکیاں اور بچے آئے ہیں۔ انہیں میدان جنگ کے کنارہ پر کھڑا کر کے ہم جنگ میں کود پڑے تھے۔ وہ شاید وہیں ہوں"

احنفؓ نے ایک سوار سے کہا "تم میدان جنگ کے کنارہ پر دوڑ جاؤ۔ وہاں محمل ملیں گے۔ ان میں سے عفیرہ کا محمل قلعہ کے اندر لے آؤ۔ اور باقی محمل سراپردہ میں بھیج دو"۔

سوار دوڑ گئے۔ احنفؓ اور صفوان ان لوگوں کے ساتھ چلے جو عامر کو اٹھائے لئے چلے جا رہے تھے انہوں نے چلتے چلتے ایک افسر سے کہا۔ "کچھ لوگوں کو شہیدوں اور مسلمان زخمیوں کو جمع کرنے پر مامور کر دو۔ زخمیوں کا علاج فوراً ہونا چاہئے۔ شہیدوں کے جنازہ کی نماز پڑھ کر انہیں دفن کرا دو۔ اور رپورٹ دو کہ کتنے آدمی شہید ہوئے اور کتنے زخمی ہوئے"۔

وہ افسر چلے گئے۔ یہ قلعہ کے اندر داخل ہوئے احنفؓ عامر کو لے کر ہرات کے حاکم کے قصر میں پہنچے۔ وہ بھاگ گیا تھا۔ نہایت عالیشان قصر تھا۔ اور اس میں آرام و آسائش کے تمام لوازمات موجود تھے۔ ایک آرام دہ کمرہ میں عامر کو ایک پر تکلف صوفہ پر لٹا دیا۔ تھوڑی دیر میں ابوعبداللہؓ جراحی کا سامان لے کر آ گئے۔ انہوں نے عمامہ کی دھجی جو زخم پر باندھی گئی تھی کھولی اس پٹی کے کھلنے سے عامر کو بڑی اذیت پہنچی کیونکہ دھجی زخم سے چپک گئی تھی۔ بڑی مشکل سے کھلی' عامر اذیت کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔

ابوعبداللہ نے نہایت ہوشیاری سے زخم صاف کیا۔ کافی گہرا زخم تھا۔ زخم میں ٹانکے لگائے اور مرہم لگا کر پٹی کس دی۔ اس عمل جراحی کے دوران احنفؓ صفوان اور کئی اور مسلمان موجود رہے۔

جب مرہم پٹی سے فراغت ہو گئی۔ تب عبداللہ نے کہا۔ "زخم گہرا ہے لیکن خطرناک نہیں ان کی تیمار داری ہوشیاری سے ہونی چاہئے۔ رات بھر یہ حرکت نہ کرنے پائیں۔ اچھا یہ ہے کہ کوئی عورت ان کی خبر گیری پر مقرر کی جائے۔"

احنفؓ = "ان کی بیٹی موجود ہے اگر وہ ان کی خبرگری کرے تو کیسا ہے"۔

ابوعبداللہ = "اچھا ہے لیکن ان کی کیفیت دیکھ کر وہ گھبرا تو نہ جائے گی۔"

صفوان = "وہ بڑی دلیر اور مستقل مزاج لڑکی ہے۔ میرے خیال میں گھبرائے گی نہیں۔"

احنفؓ = "تمہارا اور عامر کا ساتھ کب سے ہوا"۔

صفوان = "جنجانہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ان سے میری ملاقات ہوئی تھی وہیں سے ہی ان کے ساتھ ہوں"۔

احنفؓ = "جب تو مناسب یہ ہے کہ جب تک انہیں آرام ہو تم ان کے ساتھ رہو ان کی خبرگیری کرو اور ان کے آرام و راحت کا خیال رکھو"۔

صفران = "میں بسرو چشم اس حکم کی تعمیل کروں گا"۔ احنفؓ =

"یہ تمام قصر اور اس کا ساز و سامان تمہاری تحویل میں دیا جاتا ہے البتہ سونے چاندی کے برتن' زیورات' اور مال و خزانہ افسر مال غنیمت آ کر ضبط کر لینگے"

احنفؓ وہاں سے نکل آئے۔ مسلمان مجوسی سپاہیوں کو ابھی تک گرفتار کر رہے

تھے ۔ قلعہ کے چند معزز لوگ احنفؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے یہ درخواست کی کہ جو عام شہری ہیں اور انہوں نے جنگ میں حصہ نہیں لیا ہے ان سے جزیہ لے لیا جائے ۔

احنفؓ نے ان کی درخواست منظور کر لی ۔ اور ان سے کہا ۔ "ہم اپنے لوگ تمہارے ساتھ کئے دیتے ہیں ۔ تم ایمانداری کے ساتھ امن پسند شہریوں کی فہرست تیار کرا دو اس بات کا خیال رکھو کہ کوئی جنگجو مرد اور اس کے قبیلہ والے اس فہرست میں شامل نہ ہو جائیں ۔ اگر تم نے ایسا کیا تو اس کی ذمہ داری تمہاری ہو گی اور تمہیں اس کی سزا ملے گی ۔

انہوں نے اس بات کا وعدہ کر لیا ۔ احنفؓ نے ان کے ساتھ پچاس آدمیوں کو کر دیا ان لوگوں کو ہدایت کر دی کہ وہ احتیاط سے فہرست بنائیں کسی منغ ' پیشوا ' برمغ ' اپاہج ' مفلس اور نادار لوگوں' ان کے بیوی بچوں اور ان عزیزوں کو جن کے وہ کفیل ہوں اس فہرست میں شامل نہ کریں ۔

یہ لوگ چلے گئے ۔ کچھ لوگوں کو مال غنیمت کے افسر کے ساتھ روانہ کیا تاکہ وہ سپاہیوں افسروں اور حاکم کے مکانوں سے جو کچھ ملے سب ضبط کر کے فہرست بنا لیں اور ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیں ۔

اس وقت دو افسر آئے جو شہیدوں کے دفن اور زخمیوں کے علاج کرانے پر مامور کئے گئے تھے ۔ انہوں نے بتایا کہ اس معرکہ میں ایک سو سرسٹھ مسلمان شہید ہوئے ہیں جنہیں دفن کر دیا گیا ہے ۔ تین سو سے کچھ زیادہ زخمی ہوئے ہیں ۔ انہیں افسر معالج کے سپرد کر دیا گیا ہے ۔ چند لوگوں نے مجوسیوں کے مقتولوں کو بھی شمار کیا ہے ۔ چھ ہزار سے زیادہ مجوسی مارے گئے ہیں ۔ قلعہ کے اندر جو ایرانی قتل ہوئے وہ ان کے علاوہ ہیں ۔

احنفؓ = "خدا کا شکر ہے" ۔

انہوں نے صفوان ہی کو قلعہ کی حفاظت پر مقرر کیا اور خود باقی لشکر لے کر اپنی فرودگاہ پر گئے ۔

صفوان عامر کے پاس بیٹھ گئے تھے وہ انہیں دیکھ رہے تھے ۔ ان کے چہرے پر

زردی چھا گئی تھی ۔ تھوڑی دیر میں ایک اعرابی نے عفیرہ کے آنے کی اطلاع دی انہوں نے مناسب سمجھا کہ عفیرہ کو پہلے عامر کے حال سے آگاہ کر دیں تاکہ اس کے دل پر غم و قلق کا زیادہ اثر نہ ہو چنانچہ وہ اٹھ کر راستہ ہی میں اس سے ملنے کے لئے چلے ۔

ستائیسواں باب

کنیز

عفیرہ قصر کے صحن میں کھڑی تھی ۔ صفوان جب اس کے پاس پہنچے تو وہ کچھ برہم معلوم ہوتی تھی ۔ اس نے کہا ۔ " آ گئے تم کہیں مہندی لگی ہوئی تھی کیا پیروں میں " ۔

صفوان = "جن کے پیر نازک ہوتے ہیں وہی مہندی لگاتے ہیں ۔ وہ بھی پیروں کے حسن کو دوبالا کرنے کے لئے " ۔

عفیرہ = "قصر میں کس سے باتیں ہو رہی تھیں " ۔

صفوان = "یہ قصر تمہارے لئے خالی کرایا گیا ہے ۔ خیر سے اب تم آئی ہو ' اب باتیں ہوں گی "

عفیرہ = "چلئے ۔"

صفوان = "آیئے ۔"

صفوان اس کے ساتھ ایک اور کمرہ میں پہنچے ۔ اور کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔ عفیرہ نے کہا ۔ " بڑا عالیشان محل ہے " ۔

صفوان = "اگر تمہیں پسند ہے تو تمہاری نذر ہے " ۔

عفیرہ = "گویا قصر کے مالک تم ہی ہو " ۔

صفوان = "بالکل بلا شرکت غیرے ۔"

عفیرہ کو ہنسی آ گئی صفوان نے کہا ۔ " خدا کا شکر ہے ۔ تم ہنسیں تو ۔ اچھا ایک بات بتاؤ " ۔

" پوچھو "

"تمہارا دل مضبوط ہے "

عفیرہ نے مسکرا کر کہا " تم سے زیادہ " ۔

صفوان = "مگر تم ایک نازک اندام لڑکی ہو ۔ "

عفیرہ = "اس بات کو نہ بھولو کہ میں آل غم کی دختر ہوں ۔ میرا دل بڑا قوی ہے " ۔

صفوان = "ابھی امتحان لے لیتا ہوں ۔"

صفوان = "میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ عام طور پر لڑکیاں دل کی کمزور ہوتی ہیں " ۔

" میں ان میں نہیں ہوں " ۔ عفیرہ نے قطع کلام کر کے کہا ۔

صفوان = "ہو سکتا ہے تمہارا دل کمزور نہ ہو ۔ ورنہ عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بری خبر سنتے ہی عورتیں اور لڑکیاں پریشان ہو جاتی ہیں ۔ بلکہ اکثر رونے لگتی ہیں " ۔

عفیرہ = چونک پڑی اس نے کہا ۔ " اس تمہید سے تمہارا مطلب کیا ہے "

صفوان = "یہ معلوم کرنا کہ تمہارا دل قوی ہے یا کمزور " ۔

عفیرہ = "اس بات کو چھوڑو ۔ بتاؤ تم کیا کہنا چاہتے ہو " ۔

صفوان = میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا دل کچھ مضطرب ہونے لگا ہے " ۔

عفیرہ نہیں ' مگر تمہاری باتوں نے مجھے کچھ الجھن میں ڈال دیا ہے ۔

صفوان = "اور اس الجھن سے اضطراب پیدا ہو گیا ہے " ۔

عفیرہ = "اضطراب ——————"

صفوان نے قطع کلام کر کے کہا ۔ " تمہارے چہرہ سے پریشانی ظاہر ہونے لگی ہے ۔ "

عفیرہ = " صفوان مجھے الجھن میں نہ رکھو جو بات ہے جلد بتاؤ ۔ "

صفوان = "معلوم ہو گیا تم دل کی بہت کمزور ہو ۔"

عفیرہ = "یہ بات نہیں ہے اگر تم بری سے بری خبر بھی سناؤ تم میں سننے کے لئے تیار ہوں ۔"

صفوان = "تب سنو ' میں بری خبر سنانے والا ہوں تمہیں ۔"

عفیرہ = "جلد سناؤ ۔"

صفوان = "پہلے دل مضبوط کر لو ۔"

عفیرہ = "میرا دل مضبوط ہے۔"

صفوان = "اچھا تو سنو۔ تمہارے والد زخمی ہو گئے ہیں۔"

عفیرہ گھبرا گئی اس نے کہا۔ "زخمی ہو گئے ہیں۔"

صفوان = "گھبرا گئیں تم ـــــ آخر ہو نہ لڑکی ورنہ فوراً کہتیں زخمی ہو گئے ہیں۔ کوئی بات نہیں چلو، میں دیکھوں۔"

عفیرہ = "واقعی میں گھبرا گئی تھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے صرف ابو جان ہی کا سہارا ہے"۔

صفوان = "یہ تمہاری بھول ہے، کہ تم ابو جان کا سہارا سمجھتی ہو سہارا خدا کا ہے"۔

عفیرہ = "بے شک ٹھیک یہی ہے کہ سہارا خدا کا ہے اب میں نے اپنا دل مضبوط کر لیا ہے ابو جان کے پاس لے چلو"۔

صفوان = "آؤ"

دونوں چلے۔ صفوان نے کہا۔ "امیرا حنفؓ نے اپنے سامنے تمہارے ابو کی مرہم پٹی کرائی ہے مشہور طبیب ابو عبداللہ نے ان کا علاج شروع کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے زخم گہرا ضرور ہے لیکن خطرناک نہیں ہے۔"

عفیرہ = "اگر خطرناک بھی ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہو گا وہی جو خدا کو منظور ہے۔"

صفوان = "تم نے بالکل درست کہا وہی ہوتا ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں اب تم نے اپنا دل مضبوط کر لیا ہے۔"

جب دونوں عامر کے کمرہ میں پہنچے۔ عامر پر غفلت طاری تھی عفیرہ نے ان کا زرد چہرہ دیکھا۔ وہ ضبط نہ کر سکی۔ اس نے آہ ـــ کہا "آہ ـــ ابو ـــ تمہاری کیا حالت ہو گئی۔" وہ ایک دم جھک گئی بے خیالی میں صفوان نے اس کا نرم و گداز بازو پکڑ کر کہا "یہ کیا بے صبری ہے سنبھلو۔"

عفیرہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ سخت غمزدہ ہو گئی اس کی سوہنی آنکھوں میں غم نے گھر بنا لیا تھا اس نے کہا۔

"ان للہ و ان الیہ راجعون۔" یعنی جو کچھ ہے اللہ ہی کا اور اللہ کی طرف لوٹنے والا ہے۔

صفوان = "یہی بہت ہے۔ اللہ تعالے کے اپنے کلام پاک میں ارشاد ہے کہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں "ان للہ وانا الیہ راجعون۔" (جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اسی کی طرف لوٹنے والا ہے۔)

عفیرہ = "یہ تو بالکل بے ہوش ہیں۔"

صفوان = "ان کے جسم سے زیادہ خون نکل گیا ہے۔ مرہم پٹی دیر سے ہوئی اس لئے ضعف طاری ہو گیا ہے۔ اب تم ایک بات بتاؤ۔"

عفیرہ = "پوچھو۔"

صفوان = "ابو عبداللہ نے ہدایت کی ہے کہ ان کی نگہداشت کی جائے ــــ انہیں حرکت نہ کرنے دی جائے۔ کیا تم ان کی خبر گیر کر سکو گی؟"

عفیرہ = "یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے میں رات اور دن جاگوں گی اور ان کی خبر گیری کرونگی۔"

صفوان = "تنہا اتنے بڑے قصر میں رہو گی ڈر تو نہ جاؤ گی۔"

عفیرہ = "ڈر کی کوئی بات نہیں ہے۔ مگر کیا تم کہیں جا رہے ہو۔"

صفوان = "فی الحال تو کہیں نہیں جا رہا ہوں۔ لیکن کیا کہا جا سکتا ہے کہ کب امیر مجھے کہاں بھیج دیں۔ اس کے علاوہ ـــــ"

وہ خاموش ہو گئے = عفیرہ ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ "چپ کیوں ہو گئے کہو اس کے علاوہ کیا؟"

صفوان = "ہم دونوں کا تنہا یہاں رہنا مناسب بھی نہیں ہے۔"

عفیرہ = "اگر ہم خدا سے ڈرتے ہیں۔ دیندار اور پرہیزگار ہیں تو ہمیں کوئی خوف نہ کرنا چاہئے۔"

صفوان = "یہ بات تو میں نے اسی لئے کہی تھی کہ میرے یہاں رہنے پر تمہارے آرام میں خلل واقع ہو گا۔"

عفیرہ = "حالانکہ مجھے آرام کی اس وقت ضرورت ہو گی جب خیر سے ابو جان

کو صحت ہو جائیگی ۔"

صفوان = "اچھا تو بیٹھو اور ان کی خبر گیری کرو ۔"

عفیرہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی ۔ صفوان اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گئے دونوں باتیں بھی کر لیتے تھے اور عامر کو دیکھتے رہتے تھے ۔ ان دونوں نے اسی کمرہ میں عصر کی نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک سپاہی نے دستک دی صفوان نے باہر نکل کر پوچھا ۔ "کیا ہے ؟"

وہ عفیرہ کے پاس آئے ۔ انہوں نے کہا ۔ "مجھے امیر نے بلایا ہے عفیرہ"

عفیرہ = "شوق سے جاؤ ۔"

صفوان = "اگر میں نہ آ سکا تو تمہارے پاس امیر سے کہہ کر عورتوں اور لڑکیوں کو بھیجوں گا ۔"

وہ قصر سے باہر نکل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے قصر سے باہر آئے اور گھوڑا دوڑا اسلامی لشکر میں پہنچے امیر احنفؓ کے خیمہ پر اسلامی علم نصب تھا وہ علم کی طرف بڑھے اور امیر دوسرے افسروں کے ساتھ ان کے بیچ میں موجود تھے صفوان نے انہیں سلام کیا ۔ امیر احنفؓ نے کہا ۔ "صفوان تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ ان عورتوں میں سے ایک عورت تمہیں کنیز کے طور پر دی جائے گی تم پسند کر لو ۔"

صفوان نے عورتوں کو دیکھا ۔ ان میں یا نوخیز لڑکیاں تھیں اور یا نوجوان عورتیں تھیں ۔ سب اچھے لباس اور قیمتی زیورات پہنے تھیں ۔ امیر گھرانوں کی معلوم ہوتی تھیں انہوں نے ساری قطار کو دیکھ کر امیر سے کہا ۔ "امیر' یہ تو سب نو عمر لڑکیاں یا نوجوان عورتیں ہیں کوئی عمر رسیدہ عورت ہوتی تو میں لے لیتا ۔"

احنفؓ ہنسے ۔ انہوں نے کہا ۔ "کچھ عورتیں سن رسیدہ بھی تھیں ۔ وہ سن رسیدہ لوگوں نے لے لیں ۔ اب یہ باقی رہ گئی ہیں ۔ ان میں سے انتخاب کر لو ۔"

صفوان نے پس و پیش کیا احنفؓ نے کہا ۔ "میرے ساتھ آؤ ۔"

وہ صفوان کو لے کر عورتوں کی قطار کے سامنے سے گذرنے لگے ۔ انہوں نے دیکھا ایک لڑکی صفوان کو غور سے دیکھ رہی ہے ۔ وہ نو عمر تھی ۔ خوش نما لباس اور قیمتی زیورات پہنے تھی احنفؓ نے اس لڑکی کو اشارہ کیا وہ آگے بڑھ آئی انہوں نے

صفوان سے کہا ۔ "یہ لڑکی تمہیں دیکھ رہی ہے میں نے تمہیں دے دی ۔"

صفوان = "مگر یہ تو بالکل ہی نو عمر ہے میں کیا کروں گا اسے ۔"

احنفؓ نے ہنس کر کہا ۔ "ڈرو مت لے جاؤ اسے یقین ہے یہ تمہاری خدمت کریگی ۔ اگر تم اسے پاس رکھنا مناسب نہ سمجھو تو فروخت کر ڈالنا ۔ اچھی قیمت مل جائے گی تمہیں ۔"

صفوان چپ ہو گئے اور اس لڑکی کو ساتھ لیکر وہاں سے چلے ۔

اٹھائیسواں باب

فرگیش

انہوں نے چلتے چلتے لڑکی کو پھر دیکھا۔ کافی حسین تھی۔ بشرہ سے شوخ بھی معلوم ہوتی تھی انہوں نے اس سے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

نازنین۔ "میرا نام فرگیش ہے۔"

صفوان کو بڑا تعجب ہوا جب فرگیش نے عرب زبان میں گفتگو کی۔ انہوں نے پوچھا۔ کیا تم عربی زبان جانتی ہو۔؟"

فرگیش = "اچھی طرح"

صفوان = "تم کس کی بیٹی ہو؟"

فرگیش = "اب اس کے بتانے سے کیا فائدہ ہے۔"

وہ افسردہ ہو گئی صفوان نے کہا۔ "اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ تمہارے مرتبہ کا خیال رکھا جائیگا۔"

فرگیش = "میں ہرات کے حکمران نرسی کی بیٹی ہوں۔"

صفوان = "نرسی کہاں گیا۔"

فرگیش = "یزدان جانے کہاں ہے۔"

ابھی یہ دونوں فرودگاہ ہی میں تھے کہ جاماسپ سامنے سے آ گئے۔ انہوں نے کہا۔ "میں تمہارے لئے بہت پریشان تھا۔ سارے کیمپ میں تلاش کرتا پھرا۔ اب ملے ہو۔"

صفوان = "میں قلعہ میں تھا عامر زخمی ہو گئے ہیں۔"

"عامر زخمی ہو گئے ہیں؟" جاماسپ نے حیرت اور افسوس سے کہا۔

صفوان = "ہاں اگرچہ زخم گہرا ہے لیکن خطرناک نہیں ہے عفیرہ ان کی خبر

گیری کر رہی ہے۔ تم سب سامان لے کر نرسی کے قصر پر جاؤ ہم وہیں ٹھہرے ہیں۔"

جاماسپ = "بہت اچھا یہ لڑکی کون ہے؟"

صفوان = "یہ ہرات کے حاکم نرسی کی بیٹی ہے۔"

جاماسپ = "تمہارے ساتھ کس لئے ہے؟"

صفوان = "عسکر اسلامیہ کے امیر نے اس مجھے دیا ہے۔"

فرگیش = "صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ امیر نے کنیز دی ہے۔"

صفوان = "بات یہی ہے۔"

جاماسپ = "ہرات کے حاکم کی بیٹی کنیز کیسے بن گئی؟"

صفوان = "اسلامی جنگی قانون سے۔"

جاماسپ = "میں سمجھا نہیں۔"

صفوان = "اسلام کا جنگی قانون یہ ہے کہ جو لوگ مسلمانوں سے لڑتے ہیں۔ وہ سپاہی افسر ہوں۔ یا حاکم ان کے بیوی بچے کنیز اور غلام بنائے جاتے ہیں۔"

جاماسپ = "اور امن پسند شہریوں کی متعلق کیا قانون ہے؟"

صفوان = "اگر وہ جزیہ ادا کریں تو اسلامی حکومت میں امن اور اطمینان سے رہ سکتے ہیں جزیہ ادا کرنا نہ چاہیں تو گرفتار کر کے کنیزیں اور غلام بنا لئے جاتے ہیں۔"

صفوان = "فرگیش کو لے کر چلے۔ جاماسپ سامان لانے کے لئے واپس لوٹ گئے۔

صفوان قلعہ میں داخل ہو کر قصر میں گئے۔ انہوں نے فرگیش سے کہا۔ "یہ قصر تمہارا ہے۔ تم یہاں آرام سے رہو۔ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔ اگر فرار ہونا چاہو گی تو ہرگز فرار نہ ہو سکو گی مسلمان تمہیں پکڑ لیں گے اور پھر تمہیں سخت سزا دی جائے گی۔"

فرگیش = "اطمینان رکھو میں بھاگنے کی کوشش نہ کروں گی۔ مگر میں تو کنیز ہوں مجھے کوئی خدمت بتائیے۔"

صفوان اسے ایک کمرہ میں چھوڑ کر عامر کے کمرہ میں گئے ۔ عفیرہ اطمینان سے بیٹھی تھی ۔ انہوں نے اس سے پوچھا ۔ " انہوں نے کوئی حرکت تو نہیں کی ۔ "

عفیرہ نے جواب دیا " نہیں ۔ " کچھ وقفہ کے بعد اس نے پوچھا " کیوں بلایا تھا تمہیں امیر نے ۔"

صفوان = "انہوں نے قیدی تقسیم کئے ہیں ۔ ایک کنیز مجھے بھی دے دی ہے "

عفیرہ = "چلو اچھا ہوا ۔ نہیں ایک کنیز کی ضرورت تھی کوئی بوڑھی عورت ہے ۔"

صفوان = "نہیں نوجوان ہے حسین ہے ہرات کے حاکم کی بیٹی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ عربی زبان جانتی ہے ۔"

عفیرہ کے چہرہ کا رنگ پھیکا پڑگیا ۔ وہ چپ ہو گئی ۔ صفوان سمجھ گئے کہ یہ بات اسے پسند نہیں آئی کہ نوجوان اور حسین کنیز انہیں ملی ۔ انہوں نے کہا " میں اسے لینا نہیں چاہتا تھا ۔"

عفیرہ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا ۔ "مگر امیر نے زبردستی تمہارے سر منڈھ دی ۔"

صفوان = "یہی بات ہے کہنے لگے لے جاؤ ۔ نہ رکھنا چاہو تو فروخت کر دینا اچھی قیمت مل جائیگی میں نے بھی یہ سمجھ کر لے لی کہ اسے تمہارے سپرد کر دونگا ۔ رکھنا چاہو گی رکھ لو گی نہ رکھنا چاہو گی فروخت کر ڈالنا ۔"

عفیرہ = "کہاں ہے وہ ۔"

صفوان = "دوسرے کمرہ میں ہے کہو تو بلاؤں ۔"

عفیرہ = "بلاؤ دن چھپ رہا ہے اندھیرا ہوتا جاتا ہے کچھ روشنی کا انتظام کرے گی ۔"

صفوان گئے اور فرنگیش کو لے آئے عفیرہ نے اسے دیکھا وہ اسے بڑی حسین معلوم ہوئی ۔ صفوان نے کہا " اس کا نام فرنگیش ہے ۔"

فرنگیش نے عفیرہ سے کہا "کیا حکم ہے میرے لئے ۔"

عفیرہ اس کے متعلق کچھ سوچ رہی تھی ۔ شاید کہ وہ بہت زیادہ حسین ہے اس

رکھنا مناسب ہے یا نہیں ۔ وہ اس کے مخاطب کرنے پر چونکی ۔ اس نے کہا " اس کمرہ میں روشنی کر دو "

فرنگیش کچھ پژمردہ ہو گئی ایک دن پہلے وہ اس قصر میں شاہزادی کی طرح رہتی تھی ۔ کئی پرستاریں اس کی خدمت پر مامور تھیں وہ ہل کر پانی تک نہیں پیتی تھی ۔ روشنی کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے ۔ اس کے اشاروں پر کام ہوتے تھے ۔ لیکن زمانہ کے انقلاب نے اب اسے خود کنیز بنا دیا تھا ۔ ایک عربی دوشیزہ اسے روشنی کرنے کا حکم دے رہی تھی ۔ کس قدر عزت کا مقام تھا ۔

فرنگیش نے ٹھنڈا سانس لیا اس نے کہا " ابھی روشنی کئے دیتی ہوں ۔ "

اسے معلوم تھا کہ موم بتیاں کہاں رکھی ہیں ۔ کیسے انہیں فانوس میں لگایا جاتا ہے اور کس طرح جلایا جاتا ہے ۔ اس نے چند بتیاں فانوس میں لگا کر روشنی کر دی ۔

اب دن چھپ گیا صفوان اور عفیرہ نے مغرب کی نماز پڑھی ۔ نماز پڑھ کر دونوں عامر کے پاس بیٹھ گئے ۔ فرنگیش ان کے پاس کھڑی ہو گئی ۔ عفیرہ نے اسے بھی اپنے قریب کرسی پر بٹھا لیا اور اس سے کہا ۔ " فرنگیش تم نے ٹھنڈا سانس کیوں لیا تھا ؟ "

فرنگیش = "اس لئے کہ کل تک میں پرستاروں کو حکم دیا کرتی تھی ۔ آج مجھے حکم دیا جا رہا تھا ایک ہی دن میں کس قدر انقلاب آ گیا ۔ "

عفیرہ = "تم نے غور کیا کہ یہ انقلاب کیوں آیا ۔"

فرنگیش = "کوئی برا فعل سرزد ہو گیا ہو گا ہم سے ۔"

عفیرہ = "جب کوئی قوم خدا سے منحرف ہو جاتی ہے' مغرور بن جاتی ہے تو خدا اسے دوسرے قوم کا محکوم بنا دیتا ہے ۔"

فرنگیش = "کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ جاماسپ آ گئے انہوں نے صفوان سے کہا ۔ "میں سب سامان لے آیا ہوں ۔"

صفوان = "کسی کمرہ میں سامان رکھا دو اور تم بھی اسی قصر میں ٹھہرو ۔"

جاماسپ = "بہت اچھا آج صبح سے کسی کو کھانا نہیں ملا ہے ۔ حکم ہو تو کھانا تیار کروں ۔"

عفیرہ = "تم تکلیف نہ کرو کھانا میں تیار کروں گی"

عفیرہ جاماسپ کے سامنے آجاتی تھی اور باتیں بھی کر لیتی تھی۔ فرنگیش نے کہا "میں تمہارے کھانے تو نہیں جانتی اگر کہو تو ایرانی کھانا تیار کر دوں۔"

جاماسپ = "ایرانی کھانا کیا گوشت پکا لو اور روٹیاں مگر گوشت میں مصالحہ نہیں پڑے گا۔ صرف گرم مصالحہ ڈال دینا۔"

صفوان نے جاماسپ سے کہا "امیر عامر کے لئے دودھ کی ضرورت ہو گی۔"

جاماسپ = "میں انتظام کر لوں گا"۔

جاماسپ چلے گئے فرنگیش بھی کھانا تیار کرنے کے لئے چلی گئی۔ یہ دونوں بیٹھے رہے کچھ دیر کے بعد عامر نے حرکت کی۔ صفوان نے انہیں روک دیا۔

اب انہیں ہوش آنے لگا تھا۔ دونوں انہیں دیکھ رہے تھے۔ آخر انہوں نے آنکھیں کھول دیں بے مدعا ادھر ادھر دیکھنے لگے عفیرہ نے کہا۔ "ابو ۔۔۔۔"

صفوان نے اسے روک کر کہا "ابھی مخاطب نہ کرو انہیں اچھی طرح ہوش آنے دو۔ عفیرہ خاموش ہو گئی مگر اس کی چہرہ سے ظاہر تھا کہ وہ اپنے باپ سے باتیں کرنے کے لئے بے حد بے چین ہے۔ صفوان نے کہا۔ "آؤ پہلے عشاء کی نماز پڑھ لیں۔"

دونوں نے وضو کر کے نماز پڑھی۔ جب وہ نماز پڑھ کر آئے تو عامر کے ہوش و حواس درست ہو چکے تھے۔ انہوں نے کہا "کیا دن چھپ گیا ہے؟"

عفیرہ نے کہا "جی ہاں"

عامر۔ "جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟"

صفوان = "خدا نے فتح عطا فرمائی۔ اس وقت ہم قلعہ کے اندر حاکم کے قصر میں ٹھہرے ہیں۔"

عامر = "خدا کا شکر ہے پانی لاؤ وضو کروں گا۔"

صفوان = "آپ زخمی ہو گئے تھے ابو عبد اللہ نے زخم میں ٹانکے لگائے ہیں اور یہ ہدایت کی ہے کہ آپ کو حرکت نہ کرنے دی جائے۔ تیمم کر کے اشاروں سے نماز ادا کر لیجئے۔"

"اچھا" عامر نے کہا۔ تیمم کر کے نماز ادا کی۔ نماز پڑھ کر باتیں کرنے لگے کچھ دیر کے بعد فرنگیش آئی۔ اس نے کھانا تیار ہونے کی اطلاع دی۔ عامر نے اسے حیرت سے دیکھ کر پوچھا۔ "یہ کون ہے؟"

صفوان نے اس کے متعلق سب کچھ بتا دیا۔ اس کے بعد سب نے کھانا کھایا اور عامر کے صوفہ کے قریب ایک طرف عفیرہ اور دوسری طرف صفوان لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر میں تینوں سو گئے۔ فرنگیش دوسرے کمرے میں سوئی۔

صبح سویرے اٹھ کر ضروریات سے فارغ ہو کے عامر، صفوان اور عفیرہ نے نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر صفوان اور عفیرہ نے کلام اللہ شریف کی تلاوت کی۔ فرنگیش بیٹھی سنتی رہی۔

جب کچھ دن چڑھ گیا تب امیر احنفؓ ابو عبد اللہ کو لے کر آئے عفیرہ دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ احنفؓ نے عامر کا شکریہ ادا کیا۔ ابو عبد اللہ نے پٹی کھول کر زخم دیکھا مرہم لگایا اور پھر پٹی کس دی انہوں نے کہا۔ "زخم کی کیفیت ٹھیک ہے مگر ابھی آرام آنے میں کچھ عرصہ لگے گا۔"

کچھ دیر بیٹھ کر ابو عبد اللہ چلے گئے اس ۔۔ میں فرنگیش نے ناشتہ تیار کر لیا اور یہ لوگ ناشتہ کرنے لگے۔

اتیسواں باب

ہرات کی حکومت

امیر احنفؓ نے مجروحوں کو آرام ہو جانے کے انتظار میں ہرات میں کئی روز قیام کیا۔ انہوں نے کئی ذی خراسانیوں کو جاسوسی پر مامور کر رکھا تھا۔ اس صلہ میں انہیں بھاری معاوضہ دیا جاتا تھا۔ اور انہیں اور ان کے عزیزو اقارب کو بڑی مراعات دی ہوئی تھیں۔

جاسوسوں نے احنفؓ کو یہ اطلاع دی تھی کہ یزد جرد مرد شاہجہان میں مقیم ہے اور اس وقت اس کے پاس تیس ہزار سے زیادہ لشکر ہے احنفؓ کے ساتھ دس ہزار مجاہدین تھے۔ لیکن وہ خراسان میں یزد جرد کے مقابلہ میں اس لئے نہیں بھیجے گئے تھے کہ اپنی سپاہ کی قلت اور دشمنوں کے لشکر کی کثرت کا خیال کریں انہیں امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوئم نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ فتوحات کرتے ہوئے بڑھے چلے جائیں اور جب تک یزد جرد کو قتل نہ کر ڈالیں یا گرفتار نہ کر لیں یا سرزمین ایران سے باہر نہ نکال دیں' دم نہ لیں۔

امیر المومنین' فاروق اعظمؓ کو چونکہ اس مہم کی خاص طور پر فکر دامن گیر تھی اس لئے جو مسلمان مدینہ منورہ میں جمع ہوتے انہیں اور کوفہ' بصرہ اور دوسرے مقامات سے برابر فوجی امداد دے رہے تھے۔

عراق' عجم' مصر فلسطین اور شام بھی فتح ہونے تھے۔ ان ملکوں میں امن و امان قائم رکھنے کی لئے کافی فوجیں رکھنی پڑتی تھیں اس لئے ان مقامات سے زیادہ لشکر ہٹا کر احنفؓ کی مدد کے لئے خراسان میں نہیں بھیج سکتے تھے۔

امیر احنفؓ کو اس مہم کا بڑا خیال تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ جلد سے جلد تمام خراسان پر قبضہ کر کے ایرانی مہم کو مکمل کر لیں اور یزد جرد کا خاتمہ کر ڈالیں۔ اس لئے انہیں کسی مقام پر زیادہ عرصہ تک قیام کرتے ہوئے بڑا شاق گزرتا تھا۔

کئی مجروحوں کو آرام ہو گیا تھا۔ کئی کے زخم مندمل ہونے کے قریب تھے۔ البتہ عامر کا زخم ابھی ٹھیک نہیں تھا۔ نہ اس کے پانچ دس دن میں بھرنے کی امید تھی۔ ابو عبد اللہ اور امیر احنفؓ ان کی مزاج پرسی کرنے اور زخم کی حالت دیکھنے روزانہ آتے تھے پٹی بھی روزانہ کھولی اور باندھی جاتی تھی۔ انہیں صرف کچھ دیر بیٹھ جانے کی اجازت دی گئی تھی۔ وہ وضو کرنے کے وقت' نماز پڑھنے کے وقت' کچھ کھاتے وقت بیٹھ جاتے تھے ورنہ تمام دن پڑے ہی رہتے تھے انہیں زخم کی اذیت کی وجہ سے بخار بھی ہو گیا تھا چند روز تو بڑا تیز بخار رہا مگر اب کئی روز سے کچھ ہلکا ہو گیا تھا۔

فرنگیش کافی شوخ اور خوش مزاج تھی۔ وہ عفیرہ سے بے تکلف اور صفوان سے مانوس ہو گئی تھی۔ مگر جاماسپ سے کچھ کھٹکتی تھی۔ اگرچہ وہ ایک امیر زادی تھی۔ ناز و نعم میں پلی تھی۔ لیکن جب اسے قسمت نے پرستار (کنیز) بنا دیا تو وہ سب کام اپنے ہاتھ سے کرنے لگی۔ ناشتہ تیار کرتی' کھانا پکاتی' سب کو کھلاتی اور دوسرے کام بھی کرتی۔ عامر کی پٹی بدلواتی انہیں وضو کے لئے پانی دیتی۔ عفیرہ کے پاس بیٹھ کر ایران کے عجیب عجیب قصے بیان کر کے اس کا دل بہلاتی جاماسپ بھی فرنگیش سے کچھ خوش نہیں تھے۔ وہ اسے باتونی اور یاوہ گو سمجھتے تھے۔ بلکہ انہیں اس پر اطمینان نہیں تھا۔ ایک روز انہوں نے صفوان سے تنہائی میں کہا کہ "مجھے فرنگیش پر بالکل بھروسہ نہیں ہے۔ میں نے اس کی آنکھوں میں ایسی چمک دیکھی ہے جس سے خوف ہے کہ وہ کسی وقت دھوکا نہ دے۔"

صفوان = "کیا دھوکا دے گی وہ؟"

جاماسپ = "مجھے عفیرہ کا فکر ہے۔"

صفوان = "نہ فرنگیش کہیں جاتی ہے نہ عفیرہ خدا اس کا حافظ ہے اور تم اس کے نگران ہو۔"

جاماسپ = "اور میں اس کی حفاظت اور نگرانی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھوں گا۔"

اس وقت امیر احنفؓ آ گئے وہ آج دوسری مرتبہ آئے تھے۔ صفوان کو ساتھ لے کر عامر کے پاس گئے۔ اور سلام کے بعد بولے۔ "ہمیں یہاں بارہ روز قیام کئے ہوئے ہو گئے ہیں خدا کے فضل سے سب مجروحوں کو آرام ہو گیا ہے البتہ آپ کو

آرام ہونے میں ابھی کچھ عرصہ لگے گا۔ میں ابھی اور ٹھہرا رہتا لیکن امیر المومنین کی سرزنش کا خوف ہے اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں مرد شاہجہان کی طرف پیش قدمی کروں۔"

عامر= "مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ کو کچھ ضرورت سے زیادہ یہاں قیام کرنا پڑا امیر المومنین سے میں بھی ڈرتا ہوں۔ آپ ضرور پیش قدمی کریں۔"

احنفؓ= "میں نے صفوان کو ہرات کا حاکم مقرر کر دیا ہے جب آپ کو آرام ہو جائے تو ان کی جگہ آپ حکومت و انتظام کا کام کریں گے۔"

عامر= "نہیں، میری آپ سے یہ درخواست ہے۔ کہ آپ مستقل طور پر صفوان ہی کو ہرات کا حاکم مقرر کریں۔"

صفوان= "لیکن میں جہاد میں شرکت کرنا چاہتا ہوں۔"

احنفؓ= "یہ اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ صفوان مستقل طور پر ہرات کے حاکم مقرر کئے جاتے ہیں اور جہاد میں شریک ہونے کے لئے روانہ ہوں تو عارضی طور پر آپ کو حکومت کا چارج دے جائیں۔"

عامر= "مجھے جو حکم آپ دیں گے اس کی تعمیل کروں گا۔"

احنفؓ= "اچھا تو اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ کل انشاء اللہ روانہ ہو جاؤں گا۔"

احنفؓ چلے گئے۔ اسی روز سے ہرات کے حاکم صفوان مقرر ہو گئے۔ دوسرے روز اسلامی لشکر نے مرد شاہجہان کی طرف کوچ کیا۔ صفوان احنفؓ کو رخصت کرنے کے لئے ان کے پاس گئے۔

اسلامی دستے کوچ کر رہے تھے۔ وہ میدان جس میں یہ لشکر فروکش تھا خالی ہوتا جا رہا تھا احنفؓ اور ان کا رسالہ بھی کوچ کے لئے تیار ہو گئے۔

احنفؓ نے صفوان سے کہا۔ "خوب آئے صفوان، مجھے تمہیں چند باتیں سمجھانی تھیں تم ہرات کے حاکم مقرر کئے گئے ہو۔" میں نے تمہیں یہ عہدہ تمہاری دینداری پرہیز گاری اور بہادری کی وجہ سے دیا ہے۔ مجھے امید ہے تم اس عہدے کے اہل ثابت ہو گے اور کوئی ایسی بات نہ ہونے دو گے۔ جس سے امیر المومنین کا

عتاب تم پر اور مجھ پر نازل ہو۔ یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ امیر المومنین کو حکام کا افسروں کا اور سپاہیوں کا ذرا ذرا سا معلوم ہوتا رہتا ہے میں نے تمہاری تحویل میں پانچ سو سپاہی دیئے ہیں ان کے آرام آسائش کا خیال رکھنا جو لوگ ذمی ہیں۔ ان سے اچھا سلوک کرنا مغرور نہ ہو جانا نماز وقت پر ادا کرنا مسلمانوں کو عجمیوں سے الگ ہی رکھنا۔ قلعہ کے اندر رہیں۔ تب بھی اور قلعہ کے باہر رہیں جب بھی محکوم قوم سے میل جول بڑھانا اچھا نہیں ہوتا۔ میں نے چند نصیحتیں تمہیں کر دی ہیں ان پر عمل کرنا۔"

صفوان = "انشاء اللہ میں ان نصیحتوں پر عمل کروں گا۔ شکایت کا موقعہ نہ آنے دونگا" اب احنفؓ کے رسالہ نے کوچ کیا۔ احنفؓ بھی بڑھے۔ صفوان واپس لوٹ آئے۔ جب وہ قلعہ کے قریب پہنچے تو جاماسپ انہیں ملے وہ بہت خوش معلوم ہوتے تھے صفوان نے کہا۔ "آج کیا بات ہے جاماسپ تم بہت خوش معلوم ہو رہے ہو۔"

جاماسپ = "کیا یہ بات خوشی کی نہیں ہے کہ آپ نے وہ عہدہ حاصل کر لیا ہے جس کے متعلق مجھے تمنا تھی کہ آپ کو مل جائے آپ ہرات کے حاکم مقرر ہوئے ہیں۔

صفوان = "تم نہیں جانتے ہو مسلمان عہدے پسند نہیں کرتے اس سے ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ میں خدا کا شکر گذار ہوں اور سپاہی ہی رہنا چاہتا تھا۔ لیکن امیر عسکر نے میرے سپرد سرداری کر دی۔ میں خدا کا شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھے یہ عہدہ دیا اور اس سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس عہدہ کا اہل ثابت کرے۔"

جاماسپ = "مجھے بڑی خوشی ہوئی آپ کو یہ عہدہ ملنے کی میں مبارک باد عرض کرتا ہوں۔"

صفوان = "تم میرے ہمدرد ہو۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

دونوں قلعہ میں داخل ہوئے۔ جاماسپ کسی کام سے چلے گئے۔ صفوان قصر میں داخل ہو گئے۔ انہیں صحن میں فرنگیشن ملی۔ اس کے چہرہ پر سرخی بکھری ہوئی تھی۔ اور حسین آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اس نے کہا۔ "آپ ہرات کے حاکم مقرر ہوئے ہیں۔ میں مبارک باد پیش کرتی ہوں۔"

صفوان = "میں تمہارا مشکور ہوں کہ تمہیں اس سے مسرت ہوئی۔ کس سے سنا تم نے یہ؟"

فرگیش = "مجھے اور عفیرہ کو ابھی امیر عامر سے معلوم ہوا ہے۔ میں بے تاب تھی آپ کو بتانے کی لئے۔"

صفوان = "تمہارے چہرے سے جو خوشی ٹپک رہی ہے وہ تمہارے قلبی تاثرات کو ظاہر کر رہی ہے۔"

صفوان بڑھے فرگیش نے آہستہ سے کہا۔ "کاش تم میرے دل کا حال معلوم کر سکتے"۔ صفوان برآمدہ میں داخل ہو کر ایک کمرہ میں پہنچے۔ وہاں عفیرہ قد آدم آئینہ کے سامنے کھڑی سر کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر ہوئی جب اس نے غسل کیا تھا۔ بال خشک کر کے تیل لگایا تھا اور اب کنگھی کر رہی تھی اس کے بال زیر کمر تک لمبے سیاہی مائل سنہرے اور ریشم سے زیادہ ملائم اور باریک تھے کچھ گھونگریالے بھی تھے بہت زیادہ حسین معلوم ہو رہے تھے۔

صفوان نے واپس لوٹنا چاہا۔ عفیرہ نے انہیں آئینہ میں دیکھ لیا وہ جلدی سے گھوم کر ان کی طرف مخاطب ہوئی اور بولی۔ "میں ہرات کی حکومت کی مبارک باد پیش کرتی ہوں۔"

سیاہ بالوں میں اس کا حسین چہرہ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سیاہ بالوں میں چاند نہایت ہی دل کش۔ صفوان نے مسکرا کر کہا۔ "مبارک باد قبول ہوئی۔ اب ذرا ڈرتی رہنا۔"

عفیرہ نے مسکرا کر کہا۔ "تم سے ڈروں یا تمہاری حکومت سے۔"

صفوان = "دونوں سے۔"

عفیرہ نے حسین قہقہ لگایا۔ صفوان اس حسین ساحرہ کو دیکھتے رہ گئے۔

تیسواں باب

فرگیش اور فروزاں

فرگیش حسین بھی تھی اور چنچل بھی شوخ بھی تھی اور خوش مزاج بھی وہ عفیرہ کو پسند بھی کرتی تھی اور نہیں بھی پسند تو اس لئے کرتی تھی کہ وہ اس کی ہمسن تھی ماہرو اور گل اندام تھی متین بھی تھی اور خوش مزاج بھی۔ اس کی باتیں اسے پیاری معلوم ہوتی تھیں اور نا پسند اس لئے کرتی تھی کہ وہ صفوان کی طرف اور صفوان اس کی طرف مائل تھے۔ اسے صفوان کی ذات سے دلچسپی ہو گئی تھی اس لئے اسے یہ گوارا نہیں تھا کہ وہ اس سے کوئی سروکار رکھے۔

وہ صفوان کی خدمت دل و جان سے کرتی تھی۔ انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔ لیکن صفوان اس کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے وہ یہ سمجھتی تھی کہ عفیرہ اس کے اور صفوان کے درمیان میں حائل ہے اور چونکہ صفوان عفیرہ سے محبت کرتے ہیں اس لئے وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اس نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ صفوان مسلمان ہیں وہ غیر مسلم دوشیزہ ہے اس لئے وہ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کر سکتے۔

حالانکہ صفوان اس کے آرام و راحت کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ یہ سمجھ کر کہ وہ ایک امیر کی بیٹی ہے۔ اس کی دل دہی بھی کرتے رہتے تھے۔ لیکن فرگیش چاہتی تھی کہ صفوان بھی اس کی ذات سے ایسی ہی دلچسپی لیں جیسی وہ ان کی ذات سے لیتی ہے اور وہ ایسی دلچسپی نہ لیتے تھے اس لئے اسے ملال ہوتا تھا۔

اور جب کبھی وہ یہ دیکھتی تھی کہ عفیرہ اور صفوان باتیں کرتے کرتے ہنس پڑتے تھے تو وہ رشک و حسد سے جل بھن جاتی تھی اسے بڑا صدمہ ہوتا تھا لیکن وہ ضبط کر جاتی اپنے رنج کو ظاہر نہ ہونے دیتی۔

دن گذر رہے تھے عامر کو آرام ہوتا جا رہا تھا۔ زخم بھرتا جا رہا تھا۔ لیکن ابھی بہت کچھ بھرنا باقی تھا وہ چلنے پھرنے لگے تھے۔ قصر ہی میں چہل قدمی کر لیتے تھے۔ باہر نہیں آتے جاتے تھے۔

فرگیش نے اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ بھاگنے کی کوشش نہ کرے گی وہ بھاگنا چاہتی بھی نہیں تھی۔ وہ ساری عمر صفوان کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔ اس کی نگرانی نہیں کی جاتی تھی۔ وہ اکثر قلعہ کے اندر اپنی سہیلیوں سے ملنے اور کبھی کبھی قلعہ کے باہر بھی چلی جاتی تھی۔ وہ صرف امیرزادی ہی نہ تھی۔ بلکہ ہرات کے حاکم کی بیٹی تھی۔ اس کا میل جول امیرزادیوں ہی سے تھا۔ ان میں سے کئی امیر زادیاں جن کے باپ فوج سے تعلق رکھتے تھے۔ گرفتار ہو کر کنیزیں بن گئی تھیں اور اسلامی لشکر کے ساتھ چلی گئی تھیں۔ چند باقی تھیں ان سے وہ کبھی کبھی مل آیا کرتی تھی۔

اس کے باپ کے پاس کئی باغ اور باغیچے تھے۔ جو گورنمنٹ اسلامیہ کے حق میں ضبط کر لئے گئے تھے کچھ دن تو باغوں یا باغیچوں میں نہ جا سکی۔ لیکن اب کئی روز سے برابر سیر کے لئے جانے لگی تھی۔ اس نے چند مرتبہ عفیرہ کو باغوں میں چلنے کی ترغیب دی۔ ایرانی میووں اور پھولوں کا اشتیاق دلایا مگر عفیرہ اس لئے تیار نہ ہوئی کہ اس کے والد کو ابھی شفا حاصل نہ ہوئی تھی۔

ایک روز دوپہر کے وقت وہ باغیچہ میں مصروف گل گشت تھی۔ پھولوں کے تختوں میں گھوم رہی تھی۔ اس نے کسی کے قدموں کی چاپ سنی۔ گھوم کر دیکھا فروزاں سامنے کھڑا تھا۔ فرگیش نے حیرت سے اسے دیکھ کر کہا۔ "تم ـــــ"

فروزاں۔ "ہاں تمہارا گنہگار۔"

فرگیش کو غصہ آ گیا تھا اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے کہا "تمہیں میرے سامنے آنے کی جرات کیسے ہوئی۔"

فروزاں = "اعتراف قصور کرنے اور اپنے قصور کی سزا پانے کے لئے آیا ہوں۔ میں تمہاری رحم دلی سے رحم کی اپیل کرنے آیا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے خنجر اپنی پیٹی سے نکال کر فرگیش کے سامنے پھینک دیا اور کہا۔

"یہ خنجر اٹھا اور میرا سر اڑا دو۔"

فرگیش نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ "جی تو یہی چاہتا ہے لیکن ـــــ"

فروزاں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "تمہاری رحم دلی آڑے آتی ہے۔"

فرگیش = "نہیں ـــــ بلکہ ایک ننھی بچی کا خیال۔"

"ننھی بچی؟" فروزاں نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

فرگیش = "ہاں ننھی بچی ـــ میری اور تمہاری گناہ آلود زندگی کی یادگار۔"

فیروزاں = "کہاں ہے وہ بچی؟"

فرگیش = "اب تک میں نے اس کی نگہداشت کی ہے اب تمہیں کرنی ہوگی۔ بولو کیا تمہیں یہ بات منظور ہے۔"

فروزاں = "میں منظور تو کر لوں ـــــ مگر ـــــ"

فرگیش = "مگر کیا"

فیروزاں = "اگر خفا نہ ہو تو میں کچھ کہوں۔"

فرگیش = "کہو"

فروزاں = "کیا وہ بچی میری ہی ہے۔"

فرگیش کو اور بھی غصہ آیا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں جھڑنے لگیں۔ اس نے کہا "تمہیں اس میں شک کیوں ہے؟"

فروزاں = "تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تم سے قطع تعلق کیوں کیا تھا؟"

فرگیش = "مجھے میری ایک سہیلی نی بتایا تھا کہ تم کسی شاہی خاندان کی لڑکی پر عاشق ہو گئے ہو اور اسے حاصل کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہو۔"

فروزاں = "اس نے تم سے یہ غلط کہا تھا حقیقت یہ ہے کہ ایک روز میں اتفاق سے اسی باغیچہ میں خلاف معمول چلا آیا۔ میں نے تمہیں ایک خوش پوش ایرانی سے باتیں کرتے دیکھا۔ جوش رقابت سے میرا خون کھولنے لگا میں نے چاہا کہ بڑھ کر معلوم کروں کہ وہ کون ہے اور کیوں اس بیباکی سے تم سے گفتگو کر رہا ہی۔ لیکن میں نے اس بات کو مناسب نہ سمجھا اور واپس چلا گیا۔ اس کے بعد ـــــ ایک روز جب میں تم سے ملنے تمہارے قصر میں گیا تو میرا ارادہ تھا کہ میں تم سے ملنے

کے بعد تمہارے باپ سے مل کر شادی کی تاریخ مقرر کرانے کی کوشش کروں گا۔
لیکن جب میں تمہارے خاص کمرہ میں پہنچا تو تم صوفہ پر آپڑی تھیں اور وہی ایرانی جو تم سے باغیچہ میں گفتگو کر رہا تھا۔ تمہارے اوپر جھکا ہوا تھا یہ منظر دیکھ کر ایک شعلہ اٹھا تو ایڑی سے چل کر دل و جگر کو پھونکتا ہوا اور دماغ کو جلا کر خاک کرتا نکلا چلا گیا۔
میں نے آہستہ سے کہا ہرجائی۔ لیکن تم دونوں بدمستی میں ایسے چور تھے کہ تم نے میرے آنے کی آہٹ محسوس کی نہ میری بات سنی۔ میں الٹے پیروں واپس لوٹ آیا اور اسی وقت مرد شاہجہان روانہ ہو گیا جو کچھ میں نے دیکھا تھا اس نے تمہاری پارسائی اور وفاداری کی دھجیاں اڑا دی تھیں۔ میں نے تم سے قطع تعلق کر لیا اور اس کے بعد آج سے پہلے ہرات میں نہیں آیا۔"

فرنگیش کچھ شرم سار نظر آنے لگی۔ مگر اس نے بے حیائی سے کہا۔ "لیکن میں اطمینان دلاتی ہوں کہ وہ بچی تمہاری ہی ہے۔"

فیروزاں = "معاف کرنا اب اس کا اعتبار مجھے نہیں آتا۔"

فرنگیش نے حسین نظریں اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیوں ـــــ"

فروزاں = "اس لئے کہ اب جب کہ میں نے تم پر الزام لگایا تھا تو تمہارے لئے موقعہ تھا کہ تم اس کی تردید کر دیتیں لیکن تم نے تردید میں ایک لفظ بھی نہیں کہا ۔ بلکہ تمہاری نگاہیں شرم سے جھک گئیں گویا زبان کا کام آنکھوں نے کیا اس لئے مجھے اطمینان نہیں ہے کہ تم سچ کہہ رہی ہو۔"

فرنگیش = "حالانکہ میں سچ کہہ رہی ہوں جس شخص کو تم ذکر رہے ہو وہ مرو رود کا مرزبان تھا مجھ پر بری طرح فریفتہ ہو گیا تھا میں اس سے پیچھا چھڑانا چاہتی تھی۔ لیکن اس نے میرے باپ کو کچھ قرضہ دیا تھا۔ اس لئے مجھے اس سے ہنسنا بولنا پڑتا تھا ۔ جب تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو مجھے بڑا صدمہ ہوا میں نے مجبور ہو کر اس کی طرف توجہ کی وہ بہت خوش ہوا اور یہ وعدہ کر گیا کہ آئندہ جب آئیگا تو شادی کی تاریخ مقرر کریگا۔ میں چاہتی تھی کہ شادی فوراً ہی ہو جائے کیونکہ میرے اور آپ کے گناہ نے میرا پیر بھاری کر دیا تھا۔ چنانچہ میں نے اس پر زور دیا کہ وہ ابھی اس معاملہ کو طے کر لے اس نے ابا جان سے درخواست کی لیکن بد قسمتی شامل حال تھی۔ انہوں نے

اسے امید تو دلائی مگر اس وقت اس کی درخواست منظور نہیں کی حقیقت یہ ہے کہ میرے باپ کو کچھ روپے کی ضرورت تھی۔ وہ اس سے اور روپیہ اینٹھنا چاہتے تھے۔ وہ چلا گیا اور چار مہینے کے بعد واپس آیا۔ اس وقت میں ماں بننے والی تھی نہیں چاہتی تھی کہ اس کے سامنے ہوں۔ مگر اتفاقیہ سامنا ہو ہی گیا۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے سب کچھ سمجھ لیا۔ وہ اسی وقت واپس چلا گیا اب بتاؤ بچی کس کی ہے؟"

فیروزاں = "تمہارے باپ کو جب معلوم ہوا کہ تم ماں بننے والی ہو تو انہوں نے کیا کہا۔"

فرنگیش = "مجھے بڑا فکر تھا۔ لیکن میرے باپ نے یہ کہہ کر میری تسلی کر دی کہ نادانی سب سے ہوتی ہے تو رنج نہ کر۔"

فروزاں = "مجھے تم سے ایک سودا کرنا ہے اگر مناسب سمجھو تو کل اس وقت اسی جگہ ملنا۔"

فرنگیش = "میں ضرور آؤں گی۔"

فروزاں چلا گیا۔ فرنگیش بھی چلی آئی۔

اکتیسواں باب

ترغیب

دوسرے روز فرنگیش حسب وعدہ باغیچہ میں پہنچی ۔ فروزاں وہاں موجود تھا فرنگیش نے کہا "میں آ گئی ہوں بتاؤ کیا سودا کرنا چاہتے ہو ۔"

فروزاں = "پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اس بچی کے لئے تمہیں اتنا دونگا جس سے عمر بھر امیرانہ شان سے رہ سکے ۔"

فرنگیش نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "یہ بات مجھے منظور نہیں ۔ وہ تمہاری بچی ہے تم اسے لے لو ۔"

فروزاں = "اگر میں نہ لوں تو ـــــــ"

فرنگیش = "میں شور کروں گی گی کوئی نہ کوئی مسلمان قریب ہو گا وہ تمہیں گرفتار کریگا"۔

فروزاں = "مگر میرا قصور کیا ہے ۔ کیوں مسلمان مجھے گرفتار کرینگے ۔

فرنگیش = "اس لئے کہ تم ہرات کے باشندے نہیں ہو ۔ اس شہر کے باشندوں نے جزیہ ادا کر کے مسلمان کی ذمہ داری حاصل کر لی ہے ۔ تم غیر جگہ کے باشندے ہو مسلمان کی حمایت اور ذمہ داری میں نہیں ہو وہ تمہیں جاسوس سمجھ کر گرفتار کر لیں گے ۔"

یہ سن کو فروزاں کے چہرہ کا رنگ کچھ پھیکا پڑ گیا مگر وہ بڑا چالاک آدمی تھا اس نے خوف ورجا کو چھپایا اور اطمینان کے لہجہ میں کہا "تمہیں کیا معلوم اگر میں نے بھی مسلمان کی ذمہ داری حاصل کر لی ہو ۔"

فرنگیش = "اگر تم ان کی ذمہ داری میں ہوتے تو شہر میں آ سکتے تھے ۔"

فروزاں = "تمہیں معلوم نہیں ہے میں شہر میں ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ ہو

آیا ہوں شہر میں جا کر ہی میں نے اس بات کا سراغ لگایا ہے جو میں تم سے کہنے والا ہوں ۔"

فرنگیش لاجواب ہو کر خاموش ہو گئی ۔ فروزاں نے کہا "مجھے تم سے چند باتیں پوچھنی ہیں ۔ اور چند کہنی ہیں اس کے بعد ایک سودا کرنا ہے کیا میں تم سے کچھ پوچھوں ۔"

فرنگیش = "پوچھو" فروزاں "تم اداس اور آزردہ کیوں رہتی ہو ؟"

فرنگیش = "معاف کیجئے میں وہ راز تم جیسے آدمی سے بیان نہیں کر سکتی ۔"

فروزاں = "حالانکہ مجھے وہ راز معلوم ہے ۔"

فرنگیش نے حیرت سے فیروزاں کو دیکھ کر کہا ۔ "تمہیں معلوم ہے ؟"

فروزاں = "ہاں کیا تم کسی عرب کی کنیز نہیں ہو ؟"

فرنگیش = "بیشک میں کنیز ہوں ۔"

فروزاں = "کیا تمہیں اس عرب سے محبت نہیں ہے ؟"

فرنگیش نے اور بھی متحیر ہو کر فروزاں کو دیکھا اور کہا "ہے"

فروزاں = "اب سمجھ لو کہ مجھے تمہارا راز معلوم ہے یا نہیں ۔"

فرنگیش = "میں مانتی ہوں کہ تمہیں میرا راز معلوم ہے ۔"

فیروزاں = "کیا وہ عرب بھی تمہیں چاہتا ہے ؟"

فرنگیش = "نہیں"

فروزاں = "کیوں نہیں چاہتا ؟"

فرنگیش = "وہ اپنی قوم کی ایک لڑکی سے محبت کرتا ہے ۔"

فروزاں = "اور وہ لڑکی بہت زیادہ خوبصورت ہے ۔"

فرنگیش = "بیشک"

فروزاں = "کیا نام ہے اس کا"

فرنگیش = "اس کا نام عفیرہ ہے"

فروزاں = "اور اس عرب کا کیا نام ہے"

فرنگیش = "اس کا نام مغوان ہے"

فروزاں = "تم یہ چاہتی ہو کہ عفیرہ تمہارے اور صفوان کے درمیان سے ہٹا دی جائے"

فرگیش = "ہاں میں چاہتی ہوں"

فروزاں = "میں یہی سودا کرنے آیا ہوں"

فرگیش نے فروزاں کو دیکھ کر کہا۔ "کیا مطلب ہے اس سے تمہارا۔"

فروزاں = "مطلب یہ ہے کہ اگر تم میری مدد کرو تو میں عفیرہ کو ہٹا دوں۔"

فرگیش = "یہ مشکل ہے"

فروزاں = "کچھ مشکل نہیں ہے ذرا سی ہمت درکار ہے"

فرگیش = "مجھے کیا کرنا ہو گا۔"

فروزاں = "تم کسی روز عفیرہ کو یہاں لے آؤ۔"

فرگیش = "لیکن وہ کہیں آتی جاتی نہیں ہے۔"

فروزاں = "کوشش کرو۔"

فرگیش = "تم اسے نہیں جانتے وہ بڑی دانا، ہوشیار اور سمجھ دار لڑکی ہے مکرو فریب میں نہیں آ سکتی اور اگر وہ یہاں آ بھی گئی تو تنہا اس کا کچھ نہ بنا سکو گے وہ بہادر بھی ہے۔"

فروزاں = "میں خود اس کی بہادری دیکھ چکا ہوں" اس نے کہا میں تنہا نہیں ہونگا میرے اور مددگار بھی ہیں۔

فرگیش = "تم اسے کہاں لے جاؤ گے؟"

فروزاں = "ہمارے شہنشاہ یزد جرد اس پر نادیدہ فریفتہ ہو گئے ہیں انہوں نے مجھے اور اپنے مصاحب خاص خورزاد کو بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو ہم اس ماہ عرب کو پکڑ کر ان کے حضور میں پہنچا دیں۔ ہمارے ساتھ لشکر بھی ہے اگر ضرورت پیش آئی تو ہم جنگ بھی کرینگے۔"

فرگیش کچھ سوچنے لگی فروزاں نے کہا۔ "میں نے سودے کا ذکر کیا تھا۔ سودا یہی ہے ہم تم مل کر کام کریں تم عفیرہ کو ہٹانا چاہتی ہو ہم تمہاری مدد کرنے کو تیار ہیں اپنے شہنشاہ کے لئے عفیرہ درکار ہے تم ہماری مدد کرو اسے یہاں لے آؤ۔"

فرگیش نے اس کی طرف دیکھ کر کہا "تم عفیرہ کو کب سے جانتے ہو۔"

فروزاں = "جب سے وہ خراسان کی حدود میں داخل ہوئی ہے۔"

فرگیش = "تم اسے چاہنے لگے تھے۔"

فروزاں = "ہاں لیکن اس کے حسن کی شہرت یزد جرد تک پہنچ گئی ہے اور اب میں ان کے لئے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

فرگیش ہنس پڑی ---- اس نے کہا "تم بھی عجب انسان ہو۔"

فروزاں = "بولو، تمہیں منظور ہے۔"

فرگیش = "پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں صفوان کی وجہ سے عفیرہ کو ہٹانا چاہتی ہوں۔"

فروزاں = "تمہاری سہیلی شاہران سے۔ اسے تم نے سب اپنا حال سنایا تھا"

فرگیش = "ہاں میں نے اسے سب حال سنایا تھا وہ میری ہمدرد اور ہمراز ہے لیکن تم اس سے کب ملے۔"

فروزاں = "ہمارے ساتھ اس کا بھائی نیرویہ ہے۔ وہ ایک روز رات کو چھپ کر اپنی بہن سے ملنے گیا تھا اسے یہ معلوم ہوا کہ ایک عرب کی لڑکی یہاں مقیم ہے نہایت حسین ہے اس کا باپ لڑائی میں زخمی ہو گیا ہے اور اس کا منگیتر ہرات کا حاکم مقرر ہوا ہے۔ اس نے مجھ سے آ کر یہ سب حال بیان کیا۔ مجھے خیال ہوا کہ عرب لڑکی وہی ہے جس کی تلاش میں ہم سب ہیں۔ میں نے اسے دیکھنے کی خواہش کی معلوم ہوا کہ لڑکی قصر سے باہر نہیں نکلتی۔ میں اور نیرویہ بھیس بدل کر ہرات میں کئی روز رہے۔ ایک دن اتفاق سے وہ لڑکی دروازہ پر آ گئی میں نے دیکھ لیا۔ اسی لڑکی کی تلاش میں ہم تھے۔ میں شاہران سے ملا۔ اس نے مجھے تمہارا سب حال سنایا معلوم ہوا کہ تم سے شاہران کے ذریعے سے اس کے مکان پر ملوں۔ مگر یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں تم بھڑک کر مجھے گرفتار نہ کرا دو اس لئے ہرات میں ملنے کی تم سے جرات نہ ہوئی میں نے تمہیں کل یہاں آتے دیکھا۔ یہاں میں تم سے ملا۔

فرگیش = "یہ تم نے اچھا ہی کیا ہرات میں نہ ملے ورنہ میں تم سے اس

قدر خفا تھی کہ میں تمہیں گرفتار کرا دیتی ۔"

فروزاں = "لیکن اب تو خفگی دور ہو گئی ۔"

فرنگیش = "ابھی نہیں ہوئی ۔"

فروزاں = "اگر سزا سے خفگی دور ہو سکتی ہے ۔ تو میں حاضر ہوں سزا دے لو ۔"

فرنگیش = "اگر تم اپنی بچی کو لے کر پرورش کرو تو میری خفگی دور ہو سکتی ہے ۔"

فروزاں = "میں وعدہ کرتا ہوں کہ بچی کو لے لوں گا ۔ مگر تمہیں کچھ دن انتظار کرنا ہو گا ۔"

فرنگیش = "میں انتظار کرونگی ۔"

فروزاں = "اچھا تو کب لاؤ گی تم عفیرہ کو یہاں ۔"

فرنگیش = "ابھی میں وعدہ نہیں کر سکتی ۔"

فروزاں = "اگر تم اپنا مستقبل روشن بنانا چاہتی ہواورلپنے ارادہ میں کامیاب ہونا چاہتی ہو ، حاکم ہرات کی بیوی بننا چاہتی ہو تو عفیرہ کو یہاں لے آؤ ۔"

فرنگیش = "میں سوچوں گی ۔"

فروزاں = "سوچ لو ۔ آج تمام دن سوچنا اور کل اپنے ارادہ سے مطلع کر دینا ۔"

فرنگیش = "ہاں میں کل آکر اپنے ارادہ سے اطلاع دیدوں گی ۔"

فروزاں = "میں ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں کہ جب یہ کانٹا تمہارے راستہ سے ہٹ جائے گا تو تم گلزار میں داخل ہو جاؤ گی ہمیشہ عیش کروگی ۔"

فروزاں چلا گیا ۔ فرنگیش بھی وہاں سے چلی آئی ۔

دوپہر کے وقت وہ ایک پہاڑی بستی میں پہنچے ۔ چند کچے پکے مکانات تھے انہیں تعجب ہوا کہ ساری بستی میں چند ضعیف عورتیں اور بوڑھے مرد تھے جاماسپ نے ان سے پوچھا " تمہارے اور آدمی اور عورتیں کہاں ہیں ؟"

ان میں سے کسی نے جواب دیا " عورتیں بھیڑ بکریوں کے گلے چرانے گئی ہیں اور مرد گھاس کاٹنے گئے ہیں "۔

انہوں نے وہاں سے کچھ کھانے کی چیزیں پھل وغیرہ خریدیں اور بڑھے ۔ بستی سے تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ انہوں نے ایک پہاڑی لڑکی کو بکریاں چراتے دیکھا ۔ یہ دونوں اس کے پاس پہنچے ۔ وہ کافی حسین تھی جاماسپ نے اس سے پوچھا " کیا تم روزانہ اسی جگہ بکریاں چرانے آتی ہو "۔

لڑکی نے شوخی سے کہا " اس سے تمہیں کیا مطلب ہے تم اپنی بات کہو "

جاماسپ = "تم نے اس طرف سے چند سواروں کو گذرتے تو نہیں دیکھا ۔"

لڑکی = "دیکھا ہے کل اسی وقت یا اس سے کچھ دیر بعد ۔ (کچھ سوچ کر) نہیں نہیں ---- شام کے وقت جب میں بکریاں بستی کی طرف لے جا رہی تھی تو چند سوار بستی کے قریب گئے تھے ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی ۔ اس کا لباس کچھ عجیب قسم کا تھا ہمارے ملک سے علیحدہ ہی ۔ انہوں نے رات بستی ہی میں گزاری تھی ہمارے ہاں ٹھہرے تھے ان سے معلوم ہوا وہ لڑکی عربی دوشیزہ ہے ۔ یہ تمہارے ساتھی نے ڈھاٹا کیوں باندھ رکھا ہے ۔"

" جاماسپ = "ان کی داڑھ نکل رہی ہے"

لڑکی = "میں ابھی ایک بوٹی دیتی ہوں اس سے تھوڑی ہی دیر میں آرام ہو جائے گا ۔"

وہ دوڑ کر گئی اور ایک بوٹی اکھاڑ لائی ۔ اس نے بوٹی دینے کے لئے ہاتھ پھیلایا جاماسپ نے لے لی ' پوچھا " کس طرح لگائی جائے گی یہ ؟"

لڑکی = " اسے چبا لو "۔

جاماسپ نے لڑکی کا شکریہ ادا کیا اور وہاں سے آگے بڑھے ۔

تیسواں باب

یزد جرد کا کوچ

یزدجرد نے اسلامی لشکر کی خبریں لانے کے لئے جاسوس چھوڑ رکھے تھے ۔ یہ جاسوس مرد شاہجہان سے ہرات تک پھیلے ہوئے تھے جب ہرات فتح ہو گیا تو جاسوسوں نے مرد شاہجہان پہنچ کر اپنے افسروں کو اس بات کی اطلاع دی چونکہ یہ بری خبر تھی اسلئے کسی کی یہ جرات نہ ہوئی کہ یزدجرد کو اس کی اطلاع دے ۔

یزدجرد عیش و عشرت میں مشغول تھا ' رقص و سرور کی محفلیں جمی تھیں اقتراب ناب کے دور چلتے تھے ۔ ان محفلوں میں عورتیں اور مرد سب جمع ہوتے تھے ' بے تکلفی سے بے حیائی تک نوبت پہنچ جاتی تھی ۔ کسی کو بھی کسی کے مرتبے کا خیال نہیں رہتا تھا ایک روز خورزاد شریک محفل تھا ' ناچ ہو رہا تھا شاہی خاندان کی لڑکیاں اور عورتیں بھی موجود تھیں ۔ ان میں ماہ پیکر بھی تھی ۔ یہ شاہزادی بڑی بھولی معلوم ہوتی تھی بہت زیادہ حسین اور پری چہرہ تھی ۔ ریشمی چست لباس نے اس کے سڈول جسم کے خوشنما اعضا کو نمایاں کر رکھا تھا خصوصاً سینہ کا ابھار دعوت نظارہ دے رہا تھا ۔ خورزاد اسے بے تحاشہ تکے جا رہا تھا ۔

دفعتاً یزدجرد نے خورزاد کی طرف مخاطب ہو کر کہا " فروزان ابھی تک نہیں آیا"۔

خورزاد = "جی ہاں وہ نہیں آیا مگر جو لشکر وہ لے گیا تھا وہ اس نے واپس کر دیا ہے؟"

"کیوں واپس کر دیا ہے" یزدجرد نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا ۔

خورزاد = "شاید لشکر کی ضرورت نہیں سمجھی اس نے "

یزدجرد= "اور وہ غزالتہ العرب (عرب کی ہرنی)"

خورزاد = "وہ اسے اڑالانے کی فکر میں ہے اس نے چند سورما بہادروں کو اس کام کے لئے روک لیا ہے تم نے اس لڑکی کی تعریفیں کر کے ہمارے دل میں اسے دیکھنے کے اشتیاق کی آگ بھڑکا دی ہے ۔"

معلوم ہوا ہے کہ وہ حسین اور دلربا ہے کہ جو کوئی اسے ایک نظر دیکھ لیتا ہے اس پر ہزاروں جان سے فریفتہ ہوتا جاتا ہے چاند کو اس کے روشن چہرہ سے کوئی مناسبت نہیں ہے ۔ گلاب کے پھول اس کے عارض کے سامنے ہیچ ہیں بڑی بڑی آنکھیں بلوری شراب کے دو چھلکتے ہوئے ساغر ہیں ۔ غرض وہ اس قدر پیکر جمال ہے کہ اس کی طرف دیکھنا اپنے ہوش و حواس کو خیرہ کر دینا ہے ۔

یزدجرد = "ہمارا شوق دید کب پورا ہو گا ؟"

خورزاد = "مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ گل زار جس فوجی دستہ میں تھی وہ مسلمانوں کے بڑے لشکر میں شامل ہو گیا ہے اسی وجہ سے فروزان نے لشکر کو بے کار سمجھ کر واپس کر دیا ہے ۔

یزدجرد نے برہم ہو کر کہا " بیوقوف ایسی حالت میں تو لشکر کی اور بھی ضرورت تھی۔"

خورزاد = "اسلامی لشکر کے مقابلہ میں پانچ ہزار کی جمعیت بہت کم تھی ۔"

یزدجرد = "وہ ہرات سے مدد حاصل کر لیتا ۔"

یزدجرد نے ہنس کر کہا " یہ تو اور بھی اچھا موقع تھا ۔ ایک طرف سے ہرات کی سپاہ اور دوسرے طرف سے فروزان کی فوج حملہ کر کے مسلمانوں کا خاتمہ کر ڈالیں"

خورزاد ۔ "فروزان نے یہی سوچا تھا ۔ لیکن جب وہ ہرات کے پاس پہنچا تو "

یزدجرد = "کیا ہوا ؟"

خورزاد = "ہرات کی سپاہ ہزیمت اٹھا چکی تھی اور مسلمان ہرات میں داخل ہو رہے تھے ۔" یزدجرد کو جیسے اس باب کا یقین نہیں آیا ۔ اس نے چیختی ہوئی آواز سے کہا "کیا کہا تم نے ؟"

خورزاد گھبرا گیا اسے خوف ہوا کہیں یزدجرد طیش میں آ کر اسے مروا نہ ڈالے وہ چپ ہو گیا ۔

یزدجرد نے غضبناک ہو کر کہا۔۔۔ "بولو تم نے کیا کہا؟"

اب خورزاد کو اپنی زندگی سے ناامیدی ہو گئی اس نے مری ہوئی آواز سے کہا "شہنشاہ۔ میں نے جو سمجھ لیا جو کچھ سنا ہے وہ عرض کیا ہے۔"

یزدجرد = "تم نے جو کچھ سنا ہے صاف صاف کہو۔"

خورزاد = "اس بات کی عام شہرت ہے کہ نرسی کو ہزیمت ہوئی اور ہرات پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔"

یزدجرد = "جاسوسوں کا افسر کہاں ہے؟"

وہ اس وقت وہاں نہیں تھا وزیر اعظم نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ "ابھی حاضر ہوتا ہے۔"

کئی چوبدار اسے بلانے کے لئے دوڑائے گئے وہ اس شان سے آیا کہ اس کا چہرہ فرط خوف سے زرد ہو رہا تھا پریشان حاکم اور غم و فکر سے نڈھال تھا۔ اس نے آکر زمین بوس ہو کر سلام کیا۔

یزدجرد غصہ میں بھرا ہوا تھا اس نے کہا۔ "کیا ہرات مسلمانوں نے فتح کر لیا ہے۔"

افسر= "یہ سچ ہے اے شہنشاہ۔"

یزدجرد = "تمہیں جاسوسوں نے اس بات کی اطلاع نہیں دی۔"

افسر= "دی تھی مگر مجھے یقین نہیں آیا تھا میں اس کی تصدیق کرا رہا تھا۔"

یزدجرد = "تم نے ہمیں کیوں مطلع نہیں کیا۔"

افسر= "مجھے یہ بدخبر سنانے کی جرات نہیں ہوئی۔"

یزدجرد نے چلا کر کہا " تم ملک کے دشمن ہو' قوم کے دشمن ہو' ہمارے دشمن ہو تمہاری سزا موت ہے اس کا سر اڑا دو۔"

اس نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا جو ہر وقت اس کی حفاظت کے لئے ننگی شمشیر ہاتھوں میں لئے اس کے پیچھے کھڑے رہتے تھے ان میں سے کئی تلواریں تولتے ہوئے آگے بڑھے افسر دوڑ کر یزدجرد کے قدموں پر جا پڑا اس نے کہا " رحم "

اس وقت ایک حسین و ماہرو لڑکی اٹھ کر شہنشاہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے کہا شہنشاہ میرے باپ پر رحم کیجئے۔

یزدجرد کی محفلوں میں اس کے مصاحبوں سلطنت کے مشیروں' وزیروں' فوجی افسروں اور دوسرے عہدیداروں کی سیم تن لڑکیاں' بہنیں اور بیویاں شریک رہتی تھیں تاکہ اپنے باپوں بھائیوں اور شوہروں کی ترقی کی کوشش کرتی رہیں اور اگر بادشاہ ان پر خفا ہو تو ان کی سفارش کریں۔ یزدجرد نے اس لڑکی کو دیکھا اور کہا۔ "اچھا ہم اس دلربا کے کہنے سے معاف کرتے ہیں اور ہدایت کرتے ہیں کہ آئندہ ایسی غلطی نہ ہو۔"

افسر اٹھ کر دعائیں دینے لگا یزدجرد نے وزیر اعظم اور دوسرے مصاحبوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "جب مسلمانوں نے ہرات فتح کر لیا ہے تو اب وہ اسی طرف بڑھیں گے"

وزیر اعظم نے کہا = "یہ یقینی امر ہے کہ وہ مرد شاہجہان ہی کی طرف بڑھیں گے۔"

جاسوسوں کے افسر نے کہا = "میں نے ہرات کی فتح کی تصدیق کے لئے جو لوگ بھیجے تھے وہ ابھی واپس ائے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ مسلمان اس طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سنانے ہی کے لئے شہنشاہ کے حضور میں آیا تھا۔"

اس بات کو سن کر یزدجرد اس قدر گھبرا گیا جیسے مسلمان آ ہی پہنچے ہوں۔ اس نے وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا "اب کیا ہونا چاہئے۔"

وزیر اعظم = "اس کا جواب سالار اعظم دیں گے۔"

یزدجرد نے سپہ سالار کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا " اس وقت شہنشاہ کے ساتھ تیس ہزار لشکر ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے مسلمانوں کی سپاہ کی تعداد دس ہزار سے کچھ زیادہ اور پندرہ ہزار سے کچھ کم ہے۔ اگر شہنشاہ حکم دیں تو اسی مقام پر مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے۔"

یزدجرد نے جلدی سے کہا "نہیں اتنے تھوڑے لشکر سے مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔"

وزیر اعظم = "شہنشاہ کا خیال درست ہے۔ اس وقت تک مسلمانوں کے جو کارنامے سنے ہیں وہ بڑے ہی حیرتناک اور ہیبت زدہ کر دینے والے ہیں۔ میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ کچھ لشکر مرو شاہجہان کی حفاظت پر چھوڑ دیا جائے اور باقی لشکر کے ساتھ شہنشاہ مردرود تشریف لے چلیں وہاں پہنچ کر خاقان اور ترکستان کے دوسرے بادشاہوں سے مدد طلب کی جائے اور جب امدادی لشکر آ جائیں تب پوری طاقت اور پورے جوش سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے۔"

یزدجرد = "یہ تجویز نہایت مناسب ہے۔"

یزدجرد اور اس کے وزیر مشیر سب عیش و عشرت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے بزدل ہو گئے تھے۔ لڑائی سے گھبرانے لگے تھے چنانچہ ہر ایک نے وزیر اعظم کی رائے کی تائید کی۔

چونکہ یہ خوف ہو گیا تھا کہ کیا معلوم کس وقت مسلمان آ دھمکیں اس لئے اسی وقت سے وہاں سے روانگی کی تیاریاں شروع ہو گئیں ایک تو شہنشاہ کو سفر کرنا تھا۔ بہت جلدی کرنے پر بھی کئی دن لگ گئے آخر ایک روز یزد معہ لشکر اور حرم کے مردرود کی طرف روانہ ہو گیا۔

تینتیسواں باب

گم شدگی

فرنگیش اس روز بقیہ تمام دن سوچتی اور غور کرتی رہی۔ کبھی تو اسے خیال ہوتا کہ اس کی یہ حرکت عامر اور صفوان کے ساتھ بڑی غداری ہو گی۔ کبھی سوچتی کہ اس سے صفوان کو بھاری صدمہ پہنچے گا کبھی خیال کرتی کہ اس سے اس کا مستقبل روشن ہو سکتا ہے کبھی ضمیر اسے ملامت کرتا اور کبھی خود غرضی اسے برانگیختہ کرتی۔

اسی سوچ بچار میں اس روز وہ کوئی کام دل سے نہ کر سکی۔ چنانچہ اس سے سارے ہی کام بگڑ گئے یہاں تک کہ کھانا بھی اچھا نہ پکا۔ بدمزہ ہو گا۔

عفیرہ نے کہا = "کیا خدانخواستہ آج تمہاری طبیعت کچھ خراب ہو گئی ہے۔"

فرنگیش = "نہیں تو کیسے جانا تم نے؟"

عفیرہ = "کھانا کچھ اچھا نہیں پکا آؤ تم چھپاتی کیوں ہو میں نے تم سے کتنی مرتبہ کہا کہ جب تمہاری طبیعت خراب ہو جائے یا کام کرنے کو جی نہ چاہے تو مجھ سے کہہ دیا کرو میں خود تمام کام کروں گی۔"

عفیرہ اکثر سارے کام خود کر لیا کرتی تھی اور کچھ نہ کچھ کام تو روزانہ ہی کرتی رہتی اسے فرنگیش سے کچھ انسیت ہو گئی تھی اس لئے وہ اسے ہر وقت کام میں جتا ہوا دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

عفیرہ اس کی عزت بھی کرتی تھی اس سے محبت بھی کرتی تھی اسے آرام بھی پہنچاتی تھی اور اس سے اپنی سہیلیوں کی طرح گھنٹوں باتیں بھی کرتی تھی۔

رات کو اس نے عفیرہ کی عنائیوں، مہربانیوں اور ہمدردیوں کا خیال کر کے یہ طے کر لیا کہ وہ فروزان کو جواب دے دے گی۔ عفیرہ سے غداری اور بے وفائی نہ

کر لیگی یہ طے کرنے سے اس کے دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہو گیا۔

صبح اس نے سب کام قرینہ سے کئے عفیرہ نے بھی اس کا ہاتھ بٹایا اور اس نے کہا۔ "فرنگیش دیکھ رہی ہوں کہ تم کچھ اداس اور پریشان ہو اگر تمہیں یہ زندگی پسند نہیں تو میں سفارش کر کے آزادی دلا دوں۔"

فرنگیش = "یہ بات نہیں ہے معلوم نہیں کل میری طبیعت کیوں اداس ہو گئی تھی۔ اب ٹھیک ہے تم میرے ساتھ بہن جیسا برتاؤ کرتی ہو۔ میں خود بھی تم سے جدا ہونا نہیں چاہتی۔

عفیرہ = "سنو فرنگیش اگر تم شادی کرنا چاہتی ہو تو میں اس کا بھی انتظام کر سکتی ہوں۔"

فرنگیش = "ایسی بات نہیں ہے۔"

پھر اس نے ہنس کر کہا " اور اگر شادی کرنی ہی چاہتی ہو تو اپنے ساتھ کر لو۔"

عفیرہ بھی ہنس پڑی اس نے کہا۔ "بے شک تم اسی قابل ہو۔"

دونوں نے حسین قہقہ لگایا عفیرہ نے پوچھا " تم کبھی کبھی دوپہر کو کہاں غائب ہو جاتی ہو۔"

فرنگیش نے جواب دیا= " مجھے باغ میں ہوا خوری کا بڑا شوق تھا ہرات فتح ہونے سے پہلے دونوں وقت صبح اور شام ضرور جایا کرتی تھی اب دوپہر میں جا کر یہ شوق پورا کر لیتی ہوں۔"

عفیرہ = "کیا باغ میں پھول بھی ہیں ؟"

فرنگیش = "باغوں میں تو پھل ہیں ' بڑے خوش ذائقہ اور رسیلے اور باغیچوں میں پھول بھی ہیں۔ خوشنما اور خوشبودار۔"

فرنگیش = "آج گئی تو لیتی آؤنگی کسی روز تم بھی چل کر سیر کرنا۔"

عفیرہ = "اگر صفوان نے اجازت دی تو چلوں گی۔"

فرنگیش نے مسکرا کر کہا= "وہ کیوں اجا ت دینے لگے وہ تو چاہتے ہیں کہ تم ہروقت آئینہ کی طرح ان کے سامنے رہو۔"

"شریر" عفیر نے کہا اور ہنس پڑی۔

اسی روز دوپہر کے وقت فرنگیش باغیچہ میں گئی فروزان اس کا انتظار کر رہا تھا اس نے کہا۔ "کہو فرنگیش کیا سوچا ؟"

فرنگیش = "میں عفیرہ کو دھوکا نہیں دے سکتی۔"

فروزان = "جانے دو۔ جب تم خود ہی اپنے پیروں میں کلہاڑی مارو۔ خود ہی اپنا مستقبل تاریک کرو۔ خود ہی عمر بھر کڑھو۔ رشک سے جلو اور گھٹ گھٹ کر مرنا چاہو تو کوئی تمہارے لئے کیا کر سکتا ہے۔"

فرنگیش کچھ سوچنے لگی وہ شاید یہ سوچ رہی تھی کہ فروزان ٹھیک کہہ رہا ہے میں اپنا مستقبل خود تاریک کر رہی ہوں۔ اگر اس وقت چوکی تو عمر بھر کڑھنے جلنے اور گھٹ گھٹ کر مرنے کے سوائے اور کچھ نہ ہو گا۔

فروزاں نے پھر کہا= "ابھی وقت ہے بولو کیا فیصلہ کرتی ہو۔"

فرنگیش= "میں اسے لاؤں گی۔"

فروزاں خوش ہو گیا اس نے کہا۔ " اب تم نے ٹھیک فیصلہ کیا کب لاؤ گی تم اسے"

فرنگیش = "کل اسی وقت لاؤنگی۔"

فروزاں چلا گیا فرنگیش نہایت خوشنما اور خوشبو دار پھول توڑنے لگی اور انگوروں کے خوشے لئے اور واپس آ گئی۔ اس نے عفیرہ کے سامنے انگور کے خوشے اور پھول پیش کئے عفیرہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ وہ انگور سے واقف نہیں تھی۔ اس نے اس کے متعلق ایک مرتبہ صفوان سے بھی پوچھا تھا لیکن اسے جواب نہیں ملا تھا۔ اس نے فرنگیش سے پوچھا

فرنگیش نے جواب دیا = "یہ انگور ہے کیا تم نے اسے کبھی نہیں کھایا۔"

عفیرہ = "کبھی نہیں ؟"

فرنگیش = "اب کھاؤ۔ بڑا شیریں خوش ذائقہ اور رسیلا ہے لو میں بھی کھاتی ہوں" اس نے ایک دانہ کھایا۔ عفیرہ نے بھی دانہ کھایا اس نے کہا۔ "واقعی بڑا میٹھا ' ذائقہ دار اور رس بھرا ہے۔"

فرنگیش = "اگر پھل کو تازہ کھاؤ درخت سے توڑتے ہی تو اور بھی اچھا

معلوم ہوتا ہے۔

عفیرہ = "کہاں ہے یہ پھل؟"

فرگیش = "باغیچہ میں اسکی بیل پھیل رہی ہے وہیں پھول ہیں چشمہ ہے نہایت خوش نما مقام ہے"

عفیرہ = "چلوں گی کسی روز باغیچہ میں۔"

فرگیش = "کسی روز کیا کل ہی دوپہر کو چلو۔"

عفیرہ = "کتنا دور ہے باغیچہ۔"

عفیرہ = "قریب ہی ہے۔"

عفیرہ = "اچھا میں ان سے اجازت لونگی۔"

فرگیش نے پھولوں کے ہار گوندھے کانوں کے بندے بنائے اور ایک تاج بنایا ۔ سب چیزیں عفیرہ کو پہنائیں۔ تاج اس کے سر پر رکھ دیا۔ ان پھولوں کے زیوروں اور تاج نے اس کے حسن کو جگمگا دیا اور خوشبو نے اس کے تمام بنڈے کو بسا دیا فرگیش نے کہا "اف کس قدر حسین معلوم ہونے لگی ہو تم۔"

وہ اس پیکر جمال کو کھینچ کر آئینہ کے سامنے لے گئی عفیرہ اپنی صورت دیکھ کر خود بھی حیران رہ گئی۔ اتفاق سے اس وقت صفوان بھی آ گئے فرگیش وہاں سے چلی گئی۔ صفوان نے کہا۔ "اے پھولوں کی شہزادی ہرات کے حاکم کا سلام قبول ہو"۔

عفیرہ نے دلفریب نگاہیں اٹھا کر صفوان کو دیکھا اور کسی قدر مسکرا کر کہا۔ "ایک مجاہد کا سلام قبول ہوا۔"

صفوان = "عفیرہ تم میرے ضبط کا امتحان کیوں لینا چاہتی ہو۔"

عفیرہ نے تیکھی چتون سے دیکھ کر کہا۔ "کیسا (امتحان)"

صفوان ڈر گئے کہ کہیں عفیرہ خفا نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا۔ "تم نے آئینہ میں دیکھا ہے کہ کیا بن گئی ہو۔"

عفیرہ = "سنا ہے کہ قلعہ کے قریب باغیچے ہیں ان میں اچھے پھول ہیں خوش نما منظر ہیں۔ کل چلو سیر کریں۔"

صفوان = "اور اگر وہاں کوئی بن مانس ہوا تو" عفیرہ نے مسکرا کر کہا۔ "بلکل

نہ ڈرنا' اسے گرفتار کروں گی یا قتل کر ڈالوں گی۔"

صفوان = "شاید پہاڑ پر جب وہ نظر آیا تھا تو تم نے اسے گرفتار کر لیا تھا۔"

عفیرہ نے شوخی سے کہا "مجھے رحم آگیا تھا چھوڑ دیا۔ چلا گیا بیچارہ۔"

صفوان = "تم نے تو اسے چھوڑ دیا لیکن وہ تمہیں نہ چھوڑے گا۔"

عفیرہ = "خیر چلو گے یا نہیں"

صفوان = "میں نہ جا سکوں گا کل سپاہی جنگی مشق کریں گے"۔

عفیرہ = "میں چلی جاؤں۔"

صفوان = "کس کے ساتھ۔"

عفیرہ = "فرگیش کے ساتھ۔"

صفوان = "چلی جانا جنگی مشق قلعہ کے باہر والے میدان میں ہو گی۔ اگر یہ زیورات پہن کر اور تاج اوڑھ کر جاؤ گی تو ضرور دیکھنے والوں کو دیوانہ بنا دو گی۔"

عفیرہ = "وہی عذریوں والی بات کہی نہ۔"

صفوان = "میرے خیال میں تو اس حالت میں تمہیں دیکھ کر سب ہی دیکھنے والے اور عذری کیا دیوانے ہو جائے گے۔"

"شریر"۔ عفیرہ نے کہا اور جھپاک سے دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔

دوسرے روز دوپہر کے وقت عفیرہ چہرے پر نقاب ڈال کر فرگیش کے ساتھ باہر باغیچہ کی سیر کرنے روانہ ہوئی۔ اس وقت قلعہ کے سامنے والے میدان میں جنگی مشق ہو رہی تھی۔ جب دوپہر ڈھلنے لگی تب جاماسپ گھبرائے ہوئے آئے انہوں نے صفوان سے کہا "یا والی میں نے فروزان کو دیکھا ہے آپ رات کہہ رہے تھے آقا زادی باغیچہ کی سیر کو جائیں گی' گئیں تو نہیں ابھی۔"

صفوان گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا۔ "اسے گئے تو کافی عرصہ ہو گیا ہے پھر وہ باغیچہ کی طرف چلے۔ جاماسپ بھی تیز دوڑے صفوان باغیچہ میں پہنچ گئے انہوں نے فرگیش کو زمین پر پڑے روتے دیکھا۔ فرگیش نے ان کی طرف دیکھا صفوان نے کہا۔ "عفیرہ کہاں ہے" فرگیش نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا "نقاب پوش لے گئے انہیں۔" صفوان کو بڑا صدمہ ہوا انہوں نے اس سے پوچھا "کس طرف گئے ہیں وہ ؟" فرگیش نے ایک جانب اشارہ کر کے کہا "اس طرف۔"

چوتیسواں باب

یورش

احنفؓ مرد شاہجہان کی طرف روانہ ہوئے تھے ۔ انہوں نے چند جاسوس یزدجرد اور اس کے لشکر کی خبر لانے کے لئے بھیجے تھے ۔ ان کا خیال تھا کہ عجمی شہنشاہ مرد شاہجوان پر ان کا مقابلہ کریگا اس لئے انہیں یقین تھا کہ اسی مقام پر لڑائی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

لیکن ایک روز جاسوس ان کے پاس آئے ۔ اور یہ خبر لائے کہ یزدجرد مرد رود بھاگ گیا اور مرد شاہجہان پر دس ہزار لشکر چھوڑ گیا ہے۔ انہیں اس بات کا بڑا افسوس ہوا کہ اس سے مقابلہ کی نوبت نہ آئی انہوں نے اپنے لشکر کی رفتار تیز کر دی اور ایک روز قلعہ مرد شاہجہان کے سامنے پہنچ گئے ۔

عجمی پہلے ہی قلعہ بند ہو گئے تھے قلعہ کافی کشادہ اور مضبوط تھا ۔ احنفؓ نے اس کے سامنے قلعہ سے کچھ فاصلہ پر قیام کیا دوسرے روز وہ چند افسروں کو ساتھ لے کر چلے اور قلعہ کے گرد گشت کرنے لگے وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کیا کسی طرف سے حملہ کرنے میں آسانی ہو سکتی ہے قلعہ کی فصیل بڑی اونچی تھی اس پر عجمی سپاہی بکھرے ہوئے تھے اس قلعہ کے دو دروازے مشرق اور مغرب کی طرف تھے دونوں دروازے بڑے اونچے اور شاندار تھے ۔ دونوں دروازوں پر بڑے بڑے نقارے لگے ہوئے تھے ۔ جو شاید اس لئے تھے کہ اگر مسلمان کسی طرف سے حملہ کریں تو نقارے بجا کر تمام قلعہ میں اعلان کر دیا جائے کہ حملہ شروع ہو گیا۔

احنفؓ اور ان کے ساتھیوں نے قلع کے چاروں طرف گشت لگایا ہر طرف فصیل کو اچھی طرح دیکھا لیکن کسی طرف بھی کوئی ایسا موقع نظر نہ آیا ۔ جس سے حملہ کرنے میں آسانی ہو ۔

انہوں نے فصیل پر اس کثرت سے سپاہی اور عام لوگ دیکھے کہ انہیں خیال ہوا کہ شاید عجمی محاصرہ سے تنگ آ جائیں ۔ ان کے پاس رسد ختم ہو جائے یا آدمیوں کی کثرت سے قلعہ کے اندر رہنا دشوار ہو جائے اور صلح کر لیں۔ اس لئے انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا چونکہ مسلمان غیر ممالک میں تھے ان کا اپنا ملک وہاں سے بہت دور تھا اس لئے وہاں سے رسد نہیں آ سکتی تھی جس ملک میں تھے وہیں سے رسد کا انتظام کرتے تھے اکثر تو ایسا ہوتا تھا کہ عجمی بقان نفع حاصل کرنے کے لئے خود ہی لشکر گاہ میں غلہ اور دوسری چیزیں لے آتے تھے اور انہیں فروخت کر کے خاطر خواہ فائدہ اٹھاتے تھے ۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ عجمی بقال غلہ نہ لاتے تھے اور مسلمانوں کو خود انتظام کرنا پڑتا تھا ۔

جو علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا تھا ۔ وہاں سے غلہ قیمتاً لیا جاتا تھا اور جس علاقہ پر مسلمان حملہ آور ہوتے تھے اس کی بستیوں پر تاخت کر کے جبرا غلہ لے لیتے تھے ۔

اب بھی مسلمانوں کو غلہ کی ضرورت ہوئی چنانچہ احنفؓ نے سو سو مسلمانوں کے تین چار دستے رسد لانے کے لئے بھیجے ۔ یہ دستے شام کے وقت واپس آئے ۔ ان کے ساتھ غلہ سے بھرے ہوئے اونٹ اور خچر اور بھیڑوں بکریوں کے گلّے تھے رسد کے آنے سے مسلمانوں کو اطمینان ہو گیا۔

قلعہ کے محاصرہ کو بارہ روز گزر گئے قلعہ والوں کی طرف سے کسی بے صبری کا اظہار نہیں ہوا تھا نہ انہوں نے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی جرات کی نہ محاصرہ سے تنگ آ کر کوئی پیغام بھیجا۔

احنفؓ کو خوف تھا کہ اگر اس مہم کو زیادہ عرصہ لگا تو امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ دوئم خفا ہو جائیں گے اور ان کا عتاب نازل ہو گا ۔ اس لئے انہوں نے ایک روز تمام لشکر میں یہ اعلان کرا دیا کہ کل حملہ ہو گا ۔

مسلمان جہاد کو اس قدر محبوب رکھتے تھے کہ جب انہیں چند روز بغیر لڑائی کے بغیر گذارنے پڑتے تھے تو بڑا شاق گذرتا تھا ۔ چنانچہ جتنا عرصہ وہ محاصرہ کے لئے رہے ۔ انہیں ناگوار ہی گذرتا رہا ۔ اب حملہ کی خبر سن کر سب میں تازگی آ گئی ۔ سب خوش

ہو کر تیاری کرنے لگے رات بھر ہتھیار صیقل کرتے رہے۔

دوسرے روز صبح کی نماز کے بعد افسر جلد جلد مسلح ہو کر سپاہیوں کے پاس پہنچ گئے اور انہیں صف بستہ کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں احنفؓ بھی معہ رسالہ کے آ گئے احنفؓ نے ہراول کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا ہراول کے افسر حارثہ بن نعمان تھے۔ نہایت ہوشیار تجربہ کار اور پرجوش مجاہد تھے وہ اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر بڑھے ان کے ہمراہ والوں نے بڑے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا اور بڑی شان کے ساتھ چلے ہراول کے داہنے اور بائیں بازو پر علقمہ بن النضری اور نعیؓ بن عامر التمیمی اپنے دستے لے کر چلے۔ یہ دستے ہراول کے ساتھ ساتھ اس کی مدد کے لئے روانہ ہوئے تھے تاکہ اگر قلعہ کی فصیل کے اوپر سے تیر بازی یا سنگ اندازی ہونے لگے تو یہ دستے تیروں کی باڑھ مار کر انہیں منتشر کرنے کی کوشش کریں۔ ہراول کے بڑھتے ہی دوسرے دستے ان کے پیچھے چلے اور جب آدھا لشکر بڑھ گیا تب احنفؓ اپنے رسالہ کے ساتھ چلے۔ ان کے پیچھے باقی لشکر روانہ ہوا۔

جب ہراول قلعہ کے قریب پہنچ گیا تو دفعتہ نقاروں پر چوب پڑی۔ ان کی ہیبتناک آواز نے یہ اعلان کر دیا کہ مسلمانوں نے قلعہ پر حملہ کر دیا ہے نقاروں کی آواز کے ساتھ ہی عجمی سپاہیوں نے اس قدر شور کیا کہ تمام قلعہ اور قلعہ کے سامنے والا میدان گونجنے لگا۔

مسلمان خاموشی کے ساتھ بڑھ رہے تھے۔ جب وہ چند قدم اور بڑھے تو ایرانی سپاہیوں نے منجیقوں میں نوکدار پتھروں کے ٹکڑے رکھ کر بڑی قوت اور پھرتی سے پھینکنے شروع کئے۔ عجمیوں کے شر کرنے سے ہی مسلمان سمجھ گئے تھے کہ وہ تیر یا پتھر پھینکیں گے اس لئے وہ ہوشیار ہو گئے تھے۔ انہوں نے ڈھالوں کے پیچھے اپنے آپ کو چھپا لیا تھا۔

لیکن پتھر اس زور سے آ کر پڑے کہ بعض مجاہدین کے ہاتھوں سے ڈھالیں چھٹ کر گر گئیں بعض پتھروں سے مجروح ہوئے مگر معمولی زخم آئے۔

جوں ہی عجمیوں نے پہلا حملہ کیا۔ ہراول کے دونوں بازوؤں کے دستوں نے تیروں کی باڑھ ماری عربوں کے تیر ہلکے اور چھوٹے ہوتے تھے۔ مگر مسلمانوں نے اس

زور سے چلائے کہ کچھ تیر تو فصیل کے کنگوروں میں الجھ کر رہ گئے اور کچھ فصیل کے اوپر پہنچ کر سپاہیوں کی پیشانیوں، آنکھوں، گلوں اور سینوں میں ترازو ہو گئے جن لوگوں کے تیر لگے ان میں سے کئی پیچھے کی طرف الٹ کر جا پڑے۔ کئی ہائے آنکھ کہہ کر آگے کی طرف گرے اور تڑپنے لگے۔

اس عرصہ میں عجمیوں نے دوبارہ کلوں سے پتھر پھینکے۔ اس مرتبہ مسلمانوں نے بیٹھ کر ڈھالوں پر پتھروں کو روکا۔ اس تدبیر سے کوئی مسلمان زخمی نہیں ہوا۔ بازوؤں والے دستوں نے تیروں کی دوسری باڑھ ماری ان تیروں سے بھی عجمی سپاہیوں کو کافی نقصان پہنچا عجمی افسر دیکھ رہے تھے کہ مسلمانوں کے تیر سپاہیوں کو کافی نقصان پہنچا رہے ہیں اور ان کے پتھروں سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس سے انہیں بڑا غصہ آ رہا تھا۔ انہوں نے تیر اندازوں کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے جلدی جلدی کمانیں سنبھالیں اور ترکشوں میں سے تیر نکال کر ان میں رکھے ابھی وہ چلے کھینچنے بھی نہ پائے تھے کہ مسلمانوں نے تیسری باڑھ ماری بے شمار تیروں نے عجمی تیراندازوں کو مجروح کر دیا اس سے ان میں ابتری پھیل گئی۔ وہ ایک ساتھ سب کے سب تیر نہ چلا سکے بہت تھوڑے تیر ان کی کمانوں سے نکلے چونکہ تیر عجلت اور خوف میں چلائے گئے تھے اس لئے وہ ہوا کو نہ چیر سکے مسلمانوں تک نہ پہنچ سکے راستہ ہی میں گر گئے۔

عجمی افسروں نے سپاہیوں کو للکارا انہیں جوش دلایا اور پھرتی سے تیر چلانے کی ہدایت کی عجمیوں نے جلدی جلدی تیر کمانوں میں جوڑے لیکن قبل اس کے کہ وہ تیر چلائیں، مسلمانوں کے تیروں نے پھر انہیں بیندھ ڈالا۔ اب وہ وحشت زدہ ہو گئے تیر چلانا بھول گئے۔ مسلمانوں کو موقع مل گیا وہ ابھی تک بیٹھے تھے اب ایک دم وہ اٹھے اور تیزی سے قلعہ کی طرف جھپٹے۔ سپاہیوں نے انہیں دوڑ کر آتے ہوئے دیکھا۔ مگر وہ انہیں روکنے کا حوصلہ نہ کر سکے کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ہراول کے امدادی دستے بھی ان کے مدد کے لئے تیزی سے آ رہے ہیں افسروں نے پھر انہیں جوش دلایا۔ سپاہیوں نے پھر کمانیں سنبھالیں اور جلدی سے تیر پھینکے۔ مگر مسلمان تیروں کی زد سے باہر نکل کر فصیل کے نیچے پہنچ گئے تھے عجمی یہ کیفیت دیکھ کر گھبرا گئے۔

پنتیسواں باب

مرد شاہ جہان کی فتح

عجمیوں نے یہ چاہا کہ جو مسلمان فصیل کے نیچے آ گئے ہیں۔ ان پر اوپر سے بھاری پتھر لڑھکا دیں لیکن یہ بات اس لئے ناممکن ہو گئی کہ جس جگہ ہراول نے بیٹھ کر ڈھالوں کے نیچے پناہ لی تھی وہاں دو دستے اور آ کر جم گئے تھے اور ان دستوں کے دونوں بازوؤں پر دور دراز دستے آ گئے تھے یہ دستے کمانوں میں تیر جوڑے کھڑے تھے۔

عجمی فصیل کے کنارے پر آ کر' جھک کر' ان مسلمانوں کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے جو فصیل کے نیچے پہنچ گئے تھے اور ریشمی کمندیں پھینک کر انہیں کنگوروں میں الجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔

جو مسلمان فصیل کے نیچے پہنچ گئے تھے انہوں نے کئی کمندیں پھینک کر کنگوروں میں الجھا دی تھیں کئی مجاہدین دانتوں میں تلواریں لے کر کمند پر چڑھنے لگے۔ مسلمانوں نے انہیں چڑھتے ہوئے دیکھ لیا۔ ان مسلمانوں نے جو قلعہ سے فاصلہ پر کھڑے تھے اس خیال سے تیر اندازی بند کر دی کہ کہیں ان تیروں سے ان مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچ جائے جو فصیل پر چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

عجمی برابر تیر برسا رہے تھے ان میں مسلمان مجروح ہو رہے تھے انہیں غصہ تو بہت آ رہا تھا مگر مجبور تھے ان کے حربوں کا جواب نہیں دے سکتے تھے۔

جب چند مسلمان کنگوروں کے قریب پہنچ گئے تو قلعہ سے فاصلہ والے مسلمانوں نے مل کر نہایت شور کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اس نعرہ کو سنکر عجمی اس فکر میں پڑ گئے کہ مسلمان اب کیا کریں گے وہ غور سے سامنے والے مسلمانوں کی طرف دیکھنے لگے۔ انہوں نے بھی تیر اور پتھر برسانے بند کر دیئے۔

جو مسلمان اوپر چڑھ رہے تھے انہیں موقعہ مل گیا۔ انہوں نے جلدی سے کنگوروں پر

پیر رکھ کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور جتن لگا کر فصیل پر جا پہنچے انہیں دیکھ کر عجمی سہم گئے مسلمانوں نے تلواریں سونت کر عجمیوں پر حملہ کر دیا اور پہلے حملہ میں کئی سپاہیوں کو مار ڈالا۔

عجمیوں نے بھی تلواریں کھینچ لیں اور مسلمانوں پر جوابی حملہ کرنے لگے۔ اس طرح فصیل پر جنگ کی ابتدا ہو گئی۔

مسلمان جلدی جلدی کمندوں کے ذریعہ سے فصیل پر پہنچنے لگے فصیل پر پہنچتے ہی تلواریں لہرا لہرا کر عجمیوں پر اس زور سے حملہ کرتے کہ انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے۔

لیکن فصیل پر عجمیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی وہ بڑے جوش سے بڑھ بڑھ کر مسلمانوں پر حملے کر رہے تھے۔ کبھی کبھی کسی مسلمان کو زخمی بھی کر دیتے تھے مسلمان جوش و طیش سے بل کھا کر بڑی سختی سے حملہ کرتے تھے وہ چار عجمیوں کو مار ڈالتے دو چار کو زخمی کر دیتے۔

عجمیوں کی تعداد فصیل پر اتنی زیادہ تھی۔ اگر وہ ذرا بھی دانائی سے کام لیتے تو جو مسلمان فصیل پر آ گئے تھے انہیں نرغہ میں لے کر ایک دستہ فصیل کے کنارہ پر حملہ جما دیتے اور یہ دستہ فصیل پر مسلمانوں کی آمد کو روک دیتا۔ لیکن جنگ کے وقت اچھے اچھے تجربہ کار سپہ سالار بھی بھول جاتے ہیں ان کی عقل کام نہیں کرتی اور وہ فتح کی بجائے ہزیمت اٹھاتے ہیں۔

عجمی افسروں اور سپہ سالار کو اس بات کا خیال نہیں ہوا مسلمانوں کی آمد برابر جاری رہی یہاں تک کہ ہراول کا تمام دستہ فصیل پر پہنچ گیا اور اب ہراول کے امدادی دستے اوپر چڑھنے لگے۔ جو مسلمان قلعہ سے فاصلہ پر رک گئے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ عجمیوں کی تیر اندازی اور پتھروں کی بارش بند ہو گئی تو وہ قلعہ کی طرف جھپٹے ان کے بڑھنے سے تمام اسلامی لشکر سیلاب کی طرح لہریں لیتا ہوا بڑھنے لگا۔

ہراول نے فصیل پر پہنچ کر بڑی پھرتی سے حملے کر کے تیزی سے عجمی سپاہیوں کا صفایا شروع کر دیا۔ ان کی بے پناہ تلواریں سروتن کے فیصلے کرنے لگیں خون کی بارش ہونے لگی۔

عجمی بھی پر زور حملے کر کے مسلمانوں کو قتل و زخمی کرنے لگے۔ اس سے جنگ کا زور بڑھ گیا فریقین جوش میں آکر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے تلواریں بڑی پھرتی سے چلنے لگیں۔ سر کٹ کٹ کر اچھلنے اور دھڑوں پر دھڑ گرنے لگے خون فصیل پر اس کثرت سے بہنے لگا کہ پھسلن ہو گئی سرفروش پھسلنے لگے جو کوئی بھی پھسل جاتا تھا اس پر کسی نہ کسی کی تلواریں پڑتیں اور اسے اٹھنا نصیب نہ ہوتا وہ قتل ہو جاتا تھا یا زخمی ہو کر تڑپنے لگتا تھا۔

ہراول کے افسر حارثہ بن نعمان باہلی بھی فصیل پر پہنچ گئے۔ وہ چند آدمیوں کے ساتھ اب تک دروازہ توڑنے کی کوشش کرتے رہے تھے لیکن دروازہ اس قدر مضبوط تھا کہ اس نے جنبش بھی نہیں کی مجبور ہو کر وہ بھی فصیل پر چڑھ آئے اور انہوں نے آتے ہی اس زور سے حملہ کیا کہ جو عجمی بھی ان کی تلوار کی زد میں آگیا اسے قتل کر ڈالا۔ ان کی تلوار موت کا فرشتہ بن گئی۔ جسے چھو بھی گئی وہی موت کی گود میں جا پڑا جس پر انہوں نے حملہ کیا اسے بغیر قتل کئے نہ چھوڑا انہوں نے اس پھرتی سے حملے کرنے شروع کئے جیسے وہ تمام عجمیوں کو مار ڈالنا چاہتے ہوں جب مسلمانوں نے اپنے افسر کو اس شان سے لڑتے دیکھا تو انہیں بڑا جوش آیا۔ انہوں نے بڑے زور سے حملہ کیا۔ ان کا یہ حملہ بہت سخت ہوا عجمیوں کو اس طرح کاٹ ڈالا جس طرح کسان جنس کاٹتا ہے لاشوں پر لاشیں گرا دیں۔ خون پانی کی طرح بہنے لگا۔

جب عجمی زیادہ مارے گئے تو وہ پسپا ہو کر قلعہ کے صحن میں اتر گئے۔ مسلمان بھی انہیں مارتے کاٹتے ان کے پیچھے ہی پہنچے، اور انہوں نے صحن میں ہی جنگ شروع کر دی۔ عجمی بھی ڈٹ گئے، گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ صحن میں بھی لاشیں گرنے اور خون بہنے لگا۔

کچھ مسلمان عجمیوں کو مارتے کاٹتے دروازہ کی طرف گئے اگرچہ عجمی قدم قدم پر ان سے الجھے لیکن وہ دروازہ پر پہنچ ہی گئے اور انہوں نے دروزاہ کھول دیا۔

اسلامی لشکر کا سیلاب امنڈا چلا آ رہا تھا جونہی دروازہ کھلا مسلمان دوڑ کر قلعہ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے اس سختی سے مارکاٹ کی کہ دم کے دم میں عجمیوں کی لاشوں سے صحن کو بھر دیا عجمیوں پر ہیبت طاری ہو گئی۔ انہوں نے گھبرا کر ہتھیار

پھینک دے مسلمانوں نے انہیں گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ قلعہ کے باشندوں پر عجیب قسم کی سراسیمگی اور بدحواسی طاری ہو گئی۔ مردوں کے چہرے زرد اور عورتوں کے چہرے پژمردہ ہو گئے۔

مرد شاہجہان پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ عام شہریوں نے جزیہ کی پیش کش کی۔ احنفؓ معہ تمام لشکر کے باہر مقیم ہوئے۔ شہیدیوں کو جمع کر کے جنازہ کی نماز پڑھی ایک دستہ نے مال غنیمت اکٹھا کیا۔ مرد شاہجہان سے کافی دولت ہاتھ آئی جو آدمی زخمی ہوئے تھے ان کی مرہم پٹی کی گئی۔

دوسرے روز سے جزیہ کی وصولی شروع کی گئی مرد شاہ جہان کے باشندوں کو خوف تھا کہ ان پر سختی کی جائے گی۔ ان کی عورتوں کو گرفتار کر لیا جائے گا اور ان کا سب کچھ لوٹ کر انہیں مفلس بنا دیا جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ مسلمانوں نے نہ کسی کو گرفتار کیا اور نہ کسی پر سختی کی نہ کسی کو لوٹا بلکہ نہایت نرمی کا برتاؤ کیا۔ ان کے اس سلوک سے عجمی بہت خوش ہوئے۔ ان کے سوداگروں نے اسلامی لشکر میں بازار لگوایا۔ ہر جنس وہاں پہنچا دی مسلمانوں نے خرید شروع کر دی۔

عجمی سوداگروں کو اس خرید و فروخت سے بڑا نفع ہوا۔ احنفؓ بن قیس نے کئی روز مرد شاہ جہان میں قیام کیا جب جزیہ وصول ہو گیا اور شہر کے مضافات میں امن ہو گیا تو انہوں نے کوچ کا اعلان کر دیا کوچ کرنے سے پہلے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی چار حصے تمام مجاہدین میں تقسیم کر دیئے۔ ہر مجاہد کے حصہ میں کافی دولت آئی۔

احنفؓ نے حارثہ کو مرد شاہجہان پر عامل مقرر کیا اور وہاں سے معہ تمام لشکر کے مرد رود کی طرف کوچ کر دیا۔

چھتیسواں باب

ناکامی

صفوان گھوڑا دوڑا کر چلے گئے تھوڑی ہی دیر بعد جاماسپ بھاگتے ہوئے آئے انہوں نے فر نگیش کو سبزہ پر پڑے روتے دیکھا ۔ ان کا ماتھا ٹھنکا ۔ انہوں نے اس کے پاس پہنچ کر دریافت کیا ۔ " آقا زادی کہاں گئی ؟ "

فر نگیش نے جواب دیا = " اسے نقاب پوش اٹھا کر لے گئے ۔ "

صفوان = "کون تھے وہ ؟"

فر نگیش = "میں نہیں جانتی ۔"

جاماسپ = "یہ ناممکن ہے تم ضرور جانتی ہو ۔ ان میں فروزان بھی تھا ۔"

جاماسپ نے گھورتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا ۔ فر نگیش کچھ شرمندہ ہو گئی اس کی آنکھوں نے اعتراف جرم کر لیا ۔ وہ فوراً ہی کوئی جواب نہ دے سکی جاماسپ نے سوال کیا ۔ "کب ملی تھیں تم فروزان سے ۔"

فر نگیش کو خیال ہوا کہ جاماسپ اس کی اور فروزان کی ملاقات سے واقف ہے اس نے جواب دیا "میں نے اسے کل دیکھا تھا ۔"

جاماسپ = "اسی کے کہنے سے تم آقا زادی کو ترغیب دیکر یہاں لائی تھی ۔"

فر نگیش خوب جانتی تھی کہ اگر اس نے اقرار کر لیا تو شاید وہ اس پاداش میں قتل کر ڈالی جائے یا قتل نہ کی گئی تو صفوان اس سے نفرت کرنے لگیں گے اور اس کا خواب پورا نہ ہو سکے گا جس کے لئے اس نے عفیرہ کو فروزان کے حوالہ کیا ہے اس لئے اس نے کہا " یہ بالکل غلط ہے اس نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا ۔ نہ اس کی ترغیب پر عفیرہ کو یہاں لائی تھی ۔ "

جاماسپ = "پھر کیوں لائی تھیں تم انہیں ؟"

فر نگیش = "انہیں پھولوں سے بڑی رغبت تھی ۔ ایک روز میں ان کے لئے پھول لے گئی تھی ۔ پھول انہیں پسند آئے ۔ انہوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ میں انہیں کسی روز باغیچہ کی سیر کرا لاؤں میں آمادہ ہو گئی اور آج انہیں یہاں لائی ہمیں آئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ نقاب پوش آئے انہیں اٹھا لیا میں ان کی مدد کرنے جھپٹی انہوں نے مجھے بڑی بے رحمی سے دھکا دیا اور انہیں لے کر چلے گئے ۔"

جاماسپ = "کتنے لوگ تھے وہ ؟"

فر نگیش = "آٹھ دس آدمی ہونگے ۔"

جاماسپ = "کیا آقا زادی نے اپنی رہائی کی لئے جدوجہد نہیں کی ؟"

فر نگیش = "بہت زیادہ کی ۔ لیکن وہ بے بس کر دی گئی تھیں ۔"

جاماسپ کچھ سوچنے لگے انہوں نے کہا " والی کہاں گئے ہیں ؟ "

فر نگیش = "نقاب پوشوں کے تعاقب میں گئے ہیں ۔

فر نگیش جلدی سے لوٹی اور بھاگ کر پریڈ کے میدان میں پہنچی ۔ ابھی تک لوگ فوجی مشق کر رہے تھے اس نے ایک افسر کو بتایا کہ عفیرہ کو نقاب پوش اٹھا کر لے گئے ہیں ۔ فوراً عامر کو بتایا گیا ۔ وہ فر نگیش سے مخاطب ہوئے ۔

عامر = "کون لوگ ہو سکتے ہیں وہ ؟"

فر نگیش = "میں نہیں جانتی ۔"

عامر = "جاماسپ کہاں ہے ؟"

فر نگیش = "وہ باغیچہ میں آئے تھے مجھ سے واقعات پوچھ کر چلے گئے ۔"

عامر نے ایسے جیسے وہ خود سے باتیں کر رہے ہوں کہا " جاماسپ نے تو سازش نہیں کی ۔"

فر نگیش کی آنکھیں چمکنے لگیں ۔ عامر کے اس خیال نے اس کے دماغ میں ایک نیا خیال پیدا کر دیا ۔ اس نے کہا "میں انہیں ایسا نہیں سمجھتی ۔"

عامر = "میں بھی ایسا نہیں سمجھتا وہ قابل اعتماد آدمی ہے صفوان کہاں ہیں ؟"

فر گیش = "وہ شاید نقاب پوشوں کے تعاقب میں گئے ہیں ۔"
عامر = "کیا وہ تنہا گئے ہیں ؟"
فر گیش = "میں نے انہیں تنہا ہی گھوڑے پر سوار ہو کر جاتے دیکھا ہے ۔"

عامر = "یہ بہت برا ہوا وہ میری زندگی کا سہارا تھی جو کوئی بھی اس سازش میں شریک ہے میں اسے ہرگز معاف نہ کروں گا ۔"

انہوں نے کہا ۔ ان للہ وان الیہ راجعون (جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے لگا ہے) اس کے بعد انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی پروردگار میں تیرا ناچیز بندہ ہوں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ میری بچی کی حفاظت کر اسے دشمنوں کے شر سے بچا اور مجھے اس سے ملا دے ------- اسے لے جانے والوں اور اس کے متعلق سازش کرنیوالوں تک مجھے پہنچا دے۔ تجھ میں سب کچھ قدرت ہے۔ مجھے ہمت دے کہ میں اس صدمہ کو برداشت کروں ۔ یہ مصیبت بڑی زبردست ہے مجھے توفیق دے کہ میں شکوہ زبان پر نہ لاؤں ۔

انہوں نے اسی وقت چند فوجی افسروں کو بلایا ۔ انہیں تمام واقعہ سنا کر ہدایت کی کہ وہ عفیرہ کے تعاقب میں صفوان کی مدد کے لئے فوراً روانہ ہو جائیں ۔

کئی افسر پچاس پچاس سپاہیوں کے دستے لیکر متفرق رستوں پر دوڑ گئے عامر کو اس قدر صدمہ ہوا کہ ان کے چہرہ پر غم کی علامتیں نمودار ہو گئیں ۔ ان سے کھڑا نہ رہا جا سکا ۔ وہ بیٹھ گئے اور جو لوگ تعاقب میں گئے تھے ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگے ۔ وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ شام ہو گئی ۔ دن چھپنے سے کچھ پہلے سے دستے واپس آنے شروع ہوئے سب ناکام واپس آ رہے تھے صفوان اور جاماسپ بھی آ گئے ان کے چہرے زرد پڑے ہوئے تھے ۔ دونوں کو عفیرہ کی گم شدگی کا بڑا بھاری صدمہ ہوا تھا ان لوگوں نے مغرب کی نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر صفوان نے اپنی جدوجہد کی سرگزشت سنائی ۔ اسی وقت جاماسپ آ گئے ۔ انہوں نے کہا "میں نے فر گیش کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا ہے وہ ضرور سازش میں شریک ہے ۔"

جاماسپ نے وہ تمام گفتگو جو ان کے اور فر گیش کے درمیان ہوئی تھی بیان کی

سوالات کرتے وقت جو اس کی کیفیت ہو گئی تھی ۔ وہ بھی ظاہر کی ۔

عامر نے کہا "ہم کسی پر شبہ نہیں کر سکتے ۔ خدا بہتر جانتا ہے ۔"

صفوان نے کہا = "میں عفیرہ کی تلاش میں صبح روانہ ہو جاؤں گا ۔ آپ سے اجازت لینے آیا ہوں ۔"

عامر = "میری طرف سے اجازت ہے ۔ اگر میں اچھا ہوتا تو تمہارے ساتھ ہوتا ۔"

جاماسپ = مجھے بھی اجازت دیجئے ۔ میں ان کی رہنمائی کروں گا ۔

عامر نے صفوان کی طرف دیکھا ' صفوان نے کہا مجھے ان پر بھروسہ ہے ان کے ساتھ رہنے سے مجھے انشاء اللہ امداد ملے گی "۔

عامر = "لے جاؤ ۔"

ان دونوں نے رات کو تیاری کی اور صبح کی نماز پڑھتے ہی گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے ۔

سینتیسوں باب

امدادی خطوط

یزدجرد مردرود میں پہنچ گیا تھا۔ مرد رود کا شہر الگ تھا اور قلعہ الگ، شہر کے گرد بھی شہرپناہ کی دیوار تھی اور اس کے چاروں طرف عالیشان دروازے تھے فصیل قلعہ کی نہایت مضبوط و مستحکم تھی اور اتنی اونچی تھی کہ اس پر رسائی مشکل تھی۔ قلعہ کے بھی چار دروازے تھے، ہر دروازہ شہر سے اونچا، وسیع اور مضبوط تھا اور ہر دروازہ کے دونوں طرف دو برج تھے برج دروازہ کے آگے بڑھے ہوئے تھے ان برجوں سے دروازے محفوظ تھے۔

مردرود کا قلعہ وسیع بھی تھا اور مضبوط بھی شہر اور قلعہ کا ایک میل کا فاصلہ تھا۔ اس درمیانی فاصلہ میں شہر کے قریب چند باغات تھے اور باقی میدان پھیلا ہوا تھا۔ باقی تینوں طرف بھی بڑے کشادہ میدان تھے۔

مردرود کا قلعہ ایک پہاڑی ٹیکری پر واقع تھا اس لئے بہت اونچا تھا۔ اگر وہ پہاڑوں سے گھرا ہوا نہ ہوتا تو بہت دور سے نظر آتا۔ اس سے کچھ فاصلہ سے پہاڑ کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

یزدجرد قلعہ میں مقیم ہوا تھا۔ یہاں پہنچ کر اسنے مردرود کے خزانہ کا جائزہ لیا۔ اس میں کافی دولت تھی۔ اس نے ساری دولت پر قبضہ کرلیا۔ مرد رود کے حاکم کو یہ بات ناگوار گذری لیکن وہ عجمی شہنشاہ کا محکوم تھا۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ یزدجرد بڑا غصہ ور آدمی ہے اگر اس نے ذرا بھی چوں کی تو وہ اسے مروا ڈالے گا۔ اس لئے دم نہ مار سکا خاموش ہو گیا۔

اس نے مردرود کے خزانہ سے بڑی دولت حاصل کی۔ اس دولت کا کچھ حصہ

اس نے نئی فوج کے جمع کرنے میں خرچ کرنا شروع کیا۔ اس نے مردرود سے بلخ تک نقیب بھیجے۔ انہیں ہدایت کی کہ وہ مسلمانوں کی برائیاں بتایا کریں ان کے مظالم کی فرضی داستانیں لوگوں کو سنائیں اور یہ بتائیں کہ مسلمانوں نے مقدس آگ کی بڑی بے حرمتی کی ہے سینکڑوں برس کے آتش کدوں کی آگ بجھا دی اور آتش کدوں کو منہدم کر ڈالا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں نے کسی جگہ کے بھی آتش کدہ کو نہ گرایا تھا۔ نہ کسی آتش کدہ کی آگ بجھائی تھی۔

یہ جھوٹی تبلیغ اس لئے کی گئی تا کہ آتش پرستوں میں مسلمانوں کے خلاف جوش و خروش کا طوفان امنڈ آئے اور وہ بھاری تعداد میں اس کی مدد کے لئے دوڑیں اور فوج میں بھرتی ہو جائیں۔

تمام ایران میں آتش پرستی ہوتی تھی۔ لوگ آگ کو بڑی شدومد سے پوجتے تھے آتش کدوں کی آگ بجھنے نہیں پاتی تھی جو آتش کدہ جتنی مدت سے قائم تھا اتنی ہی مدت سے اس میں آگ روشن تھی۔ بعض آتش کدے سینکڑوں برس کے تعمیر کئے ہوئے تھے۔ سینکڑوں برس سے ہی ان میں آگ روشن چلی آتی تھی۔

یزدجرد بھی مداین کے مشہور آتش کدہ کی آگ اپنے ساتھ لئے پھرتا تھا جب اسے عیش و عشرت سے فرصت ملتی اس پر مسلمانوں کا خوف غالب ہوتا تو وہ اور اس کے سب ساتھی آگ کو سجدہ کرتے اور دعائیں مانگتے کہ مقدس آگ مسلمانوں کو جلا کر بھسم کر دے۔ لیکن آگ میں سننے، سمجھنے اور دیکھنے کی قوت نہیں تھی۔ کاش وہ اس خدا کو پوجتے جس نے آگ کو پیدا کیا تھا۔ اگر وہ اس خدا کی پرستش کرتے تو ان کی وہ زبردست سلطنت جس کی ہیبت دنیا بھر پر چھائی ہوئی تھی بادیہ نشین عربوں کے ہاتھوں تباہ نہ ہو جاتی۔

خدا نے ایرانیوں کو دولت دی، عظمت دی، سلطنت دی اس لئے کہ وہ اسے پوجیں۔ اس کے سامنے جھکیں۔ اس کی عبادت کریں۔ لیکن انہوں نے ناسمجھی سے آگ کی پرستش شروع کر دی۔ خدا ان سے خفا ہو گیا۔ اس نے ان سے اپنی تمام قوتیں ایک ایک کر کے واپس لے لیں۔

یزدجرد کے پاس مردرود سے بلخ تک کے آدمی بھرتی ہونے کے لئے آ

اور پچاس ہزار کا لشکر جمع ہو گیا ۔ لیکن وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ مسلمانوں کے مقابلہ پر وہ دو دو لاکھ لشکر بھیج چکا تھا اور یہ عظیم الشان لشکر ہزیمتیں اٹھا اٹھا کر بھاگ آئے تھے ۔ وہ سمجھتا تھا کہ پچاس ہزار لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے کافی نہیں ہے وہ چاہتا تھا کہ اگر اس کے پاس دو تین لاکھ سپاہ جمع ہو جائے تو آخری طور پر قسمت آزمائی کرے ۔ مسلمانوں سے ٹکر لے ۔

لیکن اتنا بھاری لشکر جمع کرنا کچھ آسان نہ تھا ۔ ایران کے زیادہ حصہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا اور جس حصہ پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی تھی وہاں کے عوام گورنمنٹ اسلامیہ کے نرم قوانین اور مسلمانوں کے حسن سلوک کے ہوا خواہ تھے ۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ یزدجرد پھر واپس آ جائے اور اس کی جابرانہ حکومت میں انہیں رہنا پڑے ۔

خراسان کا کچھ حصہ یزدجرد کے پاس باقی رہ گیا تھا ۔ اس حصہ سے دو ڈھائی لاکھ کا لشکر جمع ہو جانا قطعی ناممکن تھا ۔ اس نے اور اس کے مشیروں نے بڑی کوشش سے پچاس ہزار سپاہ بھرتی کر لی تھی ۔ اب اس سے زیادہ ممکن نہیں تھی ۔

چنانچہ یزدجرد کو اس کے مصاحبوں اور مشیروں نے مشورہ دیا کہ وہ ترکستان کے بادشاہ خاقان سے اور ترکستان کے دوسرے بادشاہوں سے مدد طلب کرے ۔

چونکہ مزید لشکر بھرتی ہونے کی امید باقی نہیں رہی تھی ۔ اس لئے اسی مشورہ پر عمل کرنا مناسب سمجھا گیا اور یزدجرد ، عجمی شہنشاہ جس کی سلطنت کی ہیبت چین اور ترکستان تک پھیلی ہوئی تھی ، اور وہ ان بادشاہوں کو اپنے سے کمتر سمجھ کر کبھی خاطر میں نہ لاتا تھا ۔ ان سے مدد کی درخواست کرنے پر تیار ہو گیا ۔

چنانچہ خاقان کو سب سے پہلے امداد نامہ لکھا گیا ۔ اس عریضہ میں یزد جرد نے خاقان کو لکھا کہ عرب کے بھوکے ننگے لوگ ایک نیا مذہب (نئے مذہب سے مراد دین اسلام تھی) لیکر اپنے ملک عرب سے نکلے ہیں ۔ وہ ان دیکھے خدا کی عبادت کرتے ہیں اپنے مذہب کو اچھا اور دوسرے مذاہب کو برا بتاتے ہیں جو ان کے مذہب کو اختیار کر لیتا ہے اس سے کوئی تعرض نہیں کرتے اور جو ان کا مذہب اختیار نہیں کرتا اسے یا تو مار ڈالتے ہیں یا اس پر جزیہ قائم کرتے ہیں جزیہ ایک ایسا ٹیکس ہے جو ہر غیر مسلم کو

ادا کرنا پڑتا ہے، جسے لوگ خوشی سے ادا کرنا نہیں چاہتے ۔ کیونکہ جزیہ ادا کرنیوالا مسلمانوں کا غلام بن جاتا ہے ۔

یہ عرب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ساری دنیا ان دیکھے خدا کی عبادت کرے ۔ انہوں نے اپنے ملک سے بت پرستی ختم کر دی ہے ۔ ایران سے آتش پرستی ختم کر رہے ہیں اور ملک شام سے عیسائی مذہب کو مٹا رہے ہیں اگر انہیں روکا نہ گیا ۔ تو عجب نہیں کہ ساری دنیا میں ان کا مذہب پھیل جائے اگر آپ میری مدد کریں تو میں انہیں شکست دے کر ان کے ملک میں بھگادوں ۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے مذہب اور دنیا کے دوسرے مذہبوں کو باقی رکھنے کے لئے بھاری لشکر سے مدد کریں گے ۔

یزدجرد نے ایک وفد خاقان کے پاس بھیجا اور ترکستان کے کئی بادشاہوں کے پاس اسی مضمون کے خطوط لکھ کر ان سے مدد طلب کی ۔ اسے پورا یقین تھا کہ خاقان اور دوسرے سلاطین ضرور اس کی مدد کریں گے ۔ چنانچہ وہ طرح استمداد نامے روانہ کر کے امدادی لشکروں کے آنے کا انتظار کرنے لگا ۔

اڑتیسواں باب

سراغ رسانی

جاماسپ نے صفوان کے لئے بھی دو ایرانی کپڑوں کے جوڑوں کا انتظام کر لیا تھا۔ وہ خود ایرانی کپڑے پہلے ہی سے پہنتے تھے۔ انہیں خیال تھا کہ ان دونوں کو عفیرہ کی تلاش میں خراسان کے اس علاقہ میں جانا پڑیگا جو خراسانیوں کے قبضہ میں ہے۔ چونکہ یزدجرد نے اپنے نقیبوں کے ذریعہ سے خراسان کے اس علاقہ میں مسلمانوں کے خلاف تعصب کا زہریلا پراپیگنڈہ کر کے خراسانیوں کو بھڑکا دیا تھا اس لئے احتمال تھا کہ کہیں صفوان کو عربی لباس میں دیکھ کر جاہل اور متعصب لوگ ان پر حملہ نہ کر دیں۔ اس لئے انہوں نے ان کے لئے خراسانی لباس مہیا کر لیا تھا اور ہرات ہی میں پہنا دیا گیا۔ عربوں کی صورت شکل وضع قطع اور رنگ ڈھنگ خراسانیوں سے الگ تھے۔ اس لئے جاماسپ نے انہیں ایسا ڈھاٹا بندھوا دیا۔ جس سے سوائے آنکھوں کے چہرہ کا اور کوئی حصہ نظر نہ آئے۔

یہ دونوں ہرات سے روانہ ہوئے۔ جب، مرد شاہجہان کے راستہ پر پہنچے تو جاماسپ نے کہا۔ "میرا خیال ہے وہ مرد شاہجہان نہیں جا سکتے۔"

صفوان = "کیوں نہیں جا سکتے"۔

جاماسپ = "اس لئے کہ انہیں معلوم ہے اس طرف اسلامی لشکر گیا ہے۔ اس کے خوف سے وہ اس طرف جانے کی جرات نہیں کر سکتے۔"

صفوان = "تمہارا خیال درست ہے۔ پھر ہمیں کس طرف چلنا چاہئے۔"

جاماسپ = "یہی غور طلب بات ہے میں تو یہی سمجھتا ہوں نہ وہ اس طرف سے آئے نہ اس طرف سے گئے۔"

صفوان = "میں تمہارے خیال کی تائید کرتا ہوں۔ مگر سوال پیدا ہوتا ہے پھر

ہم کس طرف چلیں۔"

جاماسپ = "فروزان نے مجھے بتایا تھا کہ وہ شرق شاہجہان کا جاگیردار ہے شرق شاہجہان مرد شاہجہان کے دوسری طرف ہے اگر مرد شاہجہان فتح ہو گیا ہے تو وہ شرق شاہجہان بھی نہیں جائے گا۔"

صفوان = "پھر کہاں جائیگا؟"

جاماسپ = "بلخ کا راستہ پہاڑوں میں سے گذرتا ہے نہایت خطرناک اور دشوار گذار ہے۔"

صفوان = "بس تو پھر مرد شاہجہان چلو۔ وہاں سے کچھ سپاہ لیکر بلخ چلیں گے۔"

جاماسپ = "اگر فوجی قوت سے آقا زادی کے ہاتھ آنے کی امید ہوتی تو ہم دونوں نہ آتے۔ چند سواروں کو ہرات سے ساتھ لیتے اور ایک دستہ مرد شاہ جہان سے لے لیتے۔ مگر فوج کے ساتھ کامیابی کی امید نہیں ہے۔ اول تو اس لئے کہ جس مقام پر پہنچ گئے وہاں ہمارا مقابلہ ہو گا۔ اس نواح کے ہر قلعہ اور شہر میں کافی فوجیں مجوسیوں کی موجود ہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہو گا۔ کیونکہ سارا لشکر لے کر ہم تیزی سے نہیں چل سکتے اور اگر تیزی سے چلے بھی تو جگہ جگہ مقابلہ ہونے کی وجہ سے ہم وقت پر نہ پہنچ سکیں گے۔ دوسرے اس لئے کہ جس مقام پر ہم حملہ کریں گے اگر فروزان وہاں ہو گا بھی تو نکل بھاگے گا اس لئے فوجی قوت ہمیں مدد نہیں دے سکتی ہم اس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں جس طرح بھی ہو ہمیں صرف معلوم یہ ہونا چاہئے کہ وہ گیا کس طرف ہے۔"

صفوان = "اور اس بات کا پتہ چلنا آسان نہیں ہے۔"

جاماسپ = "مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ ہمیں اس کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی ہو گی۔"

صفوان = "میرا دل کہتا ہے وہ ضرور بلخ کی صرف گیا ہو گا۔"

جاماسپ = "یہی میرا خیال ہے اسے بلخ کے دشوار گذار راستوں ہی میں پناہ مل سکتی ہے۔"

صفوان = "بس تو خدا کا نام لے کر اس راستہ پر چلو"۔

جاماسپ = "چلو"

دونوں آگے بڑھے اور بلخ کے راستہ پر چل پڑے چونکہ یہ راستہ خوفناک اور دشوار گذار تھا ۔ اس لئے اس پر آمدورفت بہت کم رہتی تھی اور جب سے مسلمانوں نے ہرات پر قبضہ کرلیا تھا اس وقت سے تو یہ راستہ بند ہی ہوگیا تھا ۔

یہ دونوں دوپہر تک گھوڑے دوڑائے چلتے رہے مگر انہیں کوئی رہرو نہیں ملا ۔ جاماسپ زمین پر گھوڑوں کے سم دیکھنے کی بھی کوشش کر رہے تھے مگر تیز ہوا نے گرد و غبار اڑا کر نقش قدم بھی مٹا دیئے تھے ۔

انہیں چند بستیاں راستہ میں ملیں گئی تو ان میں بالکل خالی تھیں ۔ جب مسلمانوں نے ہرات پر حملہ کیا تھا ۔ مسلمانوں کے خوف سے وہ خالی کر دی گئی تھیں کئی میں چند بوڑھے مرد ملے وہ کچھ سہمے ہوئے تھے ۔ انہوں نے ان دونوں کو اسلامی جاسوس سمجھا ۔ اس لئے ان کے سوالوں کے معقول جواب نہیں دیئے ۔ وہ بڑھتے رہے یہاں تک کہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور اب پہاڑی پگڈنڈی کو طے کرنے لگے ۔ رات انہوں نے ایک غار میں گذاری ۔ غار کے باہر لکڑیاں جمع کرکے آگ روشن کر دی اور غار کے ایک طرف گھوڑے کھڑے کر کے دوسری طرف خود پڑ رہے ۔ انہوں نے ہرات سے کھانے کی کوئی چیز ساتھ نہیں لی تھی جلدی میں بھول گئے تھے ایک بستی سے کچھ چنیا لے لیا تھا ۔ اس میں سے کچھ کھایا پہاڑی چشمہ سے پانی پیا ۔ صفوان نے عشاء کی نماز پڑھی اور سو رہے ۔

صبح سویرے اٹھ کر انہوں نے ضروریات سے فراغت کی۔ صفوان نے وضو کر کے نماز پڑھی اور گھوڑوں پر زین کس کر پھر روانہ ہو گئے ۔ چونکہ راستہ دشوار گذار تھا ۔ اس لئے وہ تیز نہیں چل سکتے تھے ۔ بعض جگہ سربفلک چٹانوں کے درمیان میں گذرنا پڑتا ہے نشیب و فراز کی وجہ سے سنبھل کر قدم اٹھانے پڑتے تھے بعض جگہ ایک طرف کھڈ ہوتے تھے اور دوسری طرف نہایت خوفناک غار یا کھڈ ' راستہ پگ ڈنڈی کی صورت میں ہوتا تھا اس پر دیکھ بھال کر چلنا پڑتا تھا ۔

دوپہر کے وقت وہ ایک پہاڑی بستی میں پہنچے۔ چند کچے پکے مکانات تھے انہیں تعجب ہوا کہ ساری بستی میں چند ضعیف عورتیں اور بوڑھے مرد تھے جاماسپ نے ان

سے پوچھا " تمہارے اور آدمی اور عورتیں کہاں ہیں ؟"

ان میں سے کئی نے جواب دیا " عورتیں بھیڑ بکریوں کے گلے چرانے گئی ہیں اور مرد گھاس کاٹنے گئے ہیں " ۔

انہوں نے وہاں سے کچھ کھانے کی چیزیں پھل وغیرہ خریدیں اور بڑھے۔ بستی سے تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ انہوں نے ایک پہاڑی لڑکی کو بکریاں چراتے دیکھا ۔ یہ دونوں اس کے پاس پہنچے۔ وہ کافی حسین تھی جاماسپ نے اس سے پوچھا " کیا تم روزانہ اسی جگہ بکریاں چرانے آتی ہو " ۔

لڑکی نے شوخی سے کہا " اس سے تمہیں کیا مطلب ہے تم اپنی بات کہو "

جاماسپ = "تم نے اس طرف سے چند سواروں کو گذرتے تو نہیں دیکھا ۔"

لڑکی = "دیکھا ہے کل اسی وقت یا اس سے کچھ دیر بعد ۔ (کچھ سوچ کر) نہیں نہیں ـــــ شام کے وقت جب میں بکریاں بستی کی طرف لے جا رہی تھی تو چند سوار بستی کے قریب گئے تھے ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی ۔ اس کا لباس کچھ عجیب قسم کا تھا ہمارے ملک سے علیحدہ ہی۔ انہوں نے رات بستی ہی میں گزاری تھی ہمارے ہاں ٹھہرے تھے ان سے معلوم ہوا وہ لڑکی عربی دوشیزہ ہے ۔ یہ تمہارے ساتھی نے ڈھاٹا کیوں باندھ رکھا ہے ۔"

" جاماسپ = "ان کی داڑھ نکل رہی ہے"

لڑکی = "میں ابھی ایک بوٹی دیتی ہوں اس سے تھوڑی ہی دیر میں آرام ہو جائے گا۔"

وہ دوڑ کر گئی اور ایک بوٹی اکھاڑ لائی ۔ اس نے بوٹی دینے کے لئے ہاتھ پھیلایا جاماسپ نے لے لی' پوچھا "کس طرح لگائی جائے گی یہ ؟"

لڑکی = "اسے چبا لو" ۔

جاماسپ نے لڑکی کا شکریہ ادا کیا اور وہاں سے آگے بڑھے ۔

انتالیسوں باب

یزد جرد کا ہراس

یزد جرد مرو روذ میں مقیم تھا۔ اس نے شہنشاہ ترکستان کو جس کا لقب خاقان تھا اور ترکستان کے دوسرے سلاطین کو مدد کے لئے لکھا تھا اسے پورا یقین تھا کہ اس کے پڑوسی بادشاہ اس کی مدد ضرور کریں گے جو قاصد اس نے بھیجے تھے ابھی ان میں سے کوئی واپس نہیں آیا تھا اس نے کئی جاسوس اسلامی لشکر کی خبر لانے پر مقرر کئے تھے ' اور انہیں ہدایت کر دی تھی کہ وہ ان کی نقل و حرکت کے متعلق اطلاع دیتے رہیں۔ اسے یہ معلوم ہو گیا کہ مرو شاہجہان فتح ہو گیا۔ جو شہر اور قلعہ فتح ہوتے جاتے تھے ان کے سقوط کی خبریں سن سن کر اسے رنج بھی ہوتا تھا۔ اور مسلمانوں پر غصہ بھی آتا تھا لیکن مسلمانوں کا سیلاب نہ اس کے غصہ سے رکتا تھا ------- ایک دن اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسلامی لشکر مرورود کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ ساتھ ہی اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاقان اس کی مدد کے لئے عنقریب لشکر بھیجنے والا ہے۔ اس نے طے کر لیا کہ چینی لشکر کے آتے ہی وہ مسلمانوں پر یلغار کرے۔

یزد جرد عیش و نشاط کا دلدادہ تھا۔ ناچ گانے کی محفلیں روزانہ منعقد ہوتی تھیں۔ کبھی کبھی شراب کا دور چلتا تھا۔ مشیروں ' مصاحبوں ' وزیروں اور شاہی خاندان کی عورتیں اور لڑکیاں اکثر ان محفلوں میں شریک ہوتیں ' پیشہ ور نازنین اور کنیزیں جنہیں گانا ناچنا سکھایا جا سکتا تھا۔ ناچ گا کر بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو محظوظ کیا کرتیں۔

یزد جرد جب تک مداین میں رہا۔ مسلمانوں سے اس نے بگاڑ نہیں کیا تھا ' اچھا فرمانبردار تھا۔ عدل و انصاف سے حکومت کرتا تھا شراب سے بھی کچھ زیادہ رغبت نہیں رکھتا تھا۔

لیکن وہ ایسا زمانہ تھا کہ ہر مصاحب یہ چاہتا تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس کا تقرب اور اس کی نظر التفات حاصل کرے ' چنانچہ انہوں نے حسین و پری پیکر لڑکیاں اس کے حضور میں پیش کرنی شروع کر دیں اس سے وہ عیش و عشرت کی دلدل میں پھنس گیا۔

اس پر یہ اور غضب ہوا کہ مسلمانوں سے بگاڑ پیدا کر لیا مسلمانوں نے اس کو سلطنت مدائن سے نکال دیا۔ اگر وہ فہم و فراست سے کام لیتا اور مسلمانوں سے صلح کر لیتا تو آوارہ گردی میں گرفتار نہ ہوتا۔ وہ خود غرض مصاحبوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی تمام سلطنت پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ کچھ تھوڑا سا حصہ خراسان کا باقی رہ گیا تھا مسلمانوں نے اس پر بھی قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسے سلطنت کے جانے کے بعد بڑا صدمہ تھا اور اس صدمہ کو ہلکا کرنے کے لئے وہ شراب پینے لگا تھا کبھی کبھی وہ مرزا غالب کے قول کے بموجب کہہ دیا کرتا تھا کہ۔

مئے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہئے

حالانکہ ہر ذی ہوش اس بات کو جانتا ہے کہ شراب عقل و خرد ' فہم و فراست اور تدبر او استقلال کی دشمن ہے۔ جس نے شراب نوشی کی اس کے عقل و فہم کا دیوالہ نکل گیا۔

ایک روز آسمان پر ابر چھایا ہوا تھا۔ ایک باغیچہ میں حوض کے کنارہ پر شاہانہ نرم فرش بچھ گئے۔ بادشاہ ' مصاحب ' مشیران کی حسین عورتیں اور پری جمال سب آ گئے۔ گل اندام ناچنے اور گانے والیاں بھی آ گئیں۔ محفل جم گئی ناچ گانا ہونے لگا۔ کچھ دیر کے بعد شراب سونے چاندی کے برتنوں میں آ گئی اور سیم تن لڑکیاں اپنے دست سیمیں سے ساغر بھر بھر کر پیش کرنے لگیں۔ یہ لڑکیاں مصاحبوں اور مشیروں کی تھیں۔

خورزاد بھی مصاحبوں میں موجود تھا وہ ماہ پیکر کو تک رہا تھا اور تکے جا رہا تھا۔ .. پیکر بڑی حسین تھی اس کے چہرے سے معصومیت ٹپک رہی تھی اسے اچھا نہیں

معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اسے گھورے ۔ خصوصاً ایسا شخص جو بڑھاپا کی حدوں میں داخل ہو رہا تھا مگر وہ باپ کے لحاظ سے چپ تھی کچھ کہہ نہیں سکتی تھی ۔

دفعتاً یزد جرد کو کچھ خیال آگیا اس نے کہا " خورزاد ' اس عرب دوشیزہ کا کیا ہوا جس کے اشتیاق نے مجھے بے چین کر رکھا ہے "۔

خورزاد = "فروزاں اسے اڑا لانے کے لئے گیا ہے یقین ہے وہ اس پری کمال کو ضرور لے کر آئے گا۔

یزد جرد = "کیا وہ بہت زیادہ حسین ہے ؟"

خورزاد = "ایسی حسین کہ حسینان جہاں اس کے سامنے بالکل ایسے ہیں جیسے چاند کے سامنے ستارے اس کے چاند سے چہرہ سے حسن و نور کی ایسی شعاعیں خارج ہوتی ہیں جن سے دیکھنے والوں کی نظر خیرہ ہو جاتی ہے ۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں ایسی ہوشربا ہیں کہ آدمی عقل و خرد سے خارج ہو کر دیکھتا رہ جائے وہ حسن و جمال کی تصویر ہے ۔"

یزد جرد = "یہاں جو سیم تن لڑکیاں موجود ہیں کیا ان میں سے کوئی بھی اس بہار چمن کے مقابلہ کی نہیں ؟"

خورزاد = "یزدان کی قسم ان میں سے ایک بھی اس جیسی حسین و نازنین نہیں ہے ۔

یزد جرد اگر فروزاں اسے لے آیا تو میں اسے اس صلہ میں جو مجھ سے طلب کرے گا دے دوں گا ------ ہاں اے ساقیان گلفام ۔

دور چلے دور چلے ساقیا
اور چلے اور چلے ساقیا

دلربا لڑکیاں پھر ساغر بھر بھر کر پیش کرنے لگیں۔ شراب پی گئیں اور اتنی پی کر یہ لوگ بہکنے لگے اور شرم و حجاب کا پردہ اٹھ گیا ۔ بے حیائی اور بے باکی کا سلسلہ شروع ہو گیا ۔ خور زاد اب اور بھی ماہ پیکر کو گھورنے لگا تھا ایک مرتبہ وزیر اعظم نے ماہ پیکر سے ساغر طلب کیا۔ وہ بصد ناز اٹھی اور اس نے اسے ساغر دیا ۔ بوڑھے وزیر

نے اس کے دست ناز سے پیالہ لے کر اس کے روئے تاباں کو دیکھا اور غٹ غٹ کر کے چڑھا گیا۔

خور زاد کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ اس نے بھی ماہ پیکر سے ساغر طلب کیا اس نے کوئی توجہ نہ کی۔ خور زاد نے مکرر مانگا ماہ پیکر بہ کراہت اٹھی پیالہ شراب سے بھرا اور لے کر خورزاد کے پاس آئی ۔ خور زاد نے اس کا نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا ۔ ماہ پیکر کو ناگوار گزرا شاہی خون نے جوش کیا ۔ اس نے طمانچہ مارنا چاہا مگر اس سے پہلے ایک اور مصاحب نے جو شاید ماہ پیکر کو چاہتا تھا جوش رقابت میں آکر تلوار کا دستہ خورزاد کے مارا ۔ اس کے ہاتھ سے ماہ پیکر کا ہاتھ چھوٹ گیا۔ مصاحب نے کہا "بدتمیز! شاہزادی کے رتبہ کا خیال کرو"۔

خورزاد کو غصہ آگیا اس نے خنجر نکال لیا اور مصاحب پر جھپٹا ماہ پیکر ڈر کر پیچھے ہٹ گئی کئی لوگ جھپٹ کر خور زاد اور مصاحب کے درمیان میں آگئے یزد جرد نے دیکھا اس نے غضبناک ہو کر کہا "یہ کیا حماقت ہے ۔ بزم نشاط میں اور لڑائی ' خنجر بازی کس کی موت اسے پکار رہی ہے "۔

سب خوفزدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ رہ گئے۔ نشہ ہرن ہو گیا مصاحب نے کہا " خور زاد نے ماہ پیکر کا ہاتھ پکڑا ------"

یزد جرد نے گرج کر کہا " خور زاد نے یہ جرات کیسے کی "۔

خورزاد = "میں شاہزادی کے ہاتھ سے ساغر لینا چاہتا تھا میرا ہاتھ بہک کر ان کے ہاتھ پر جا پڑا "۔

یزد جرد = "یہ بات تھی اس پر اتنا ہنگامہ ' میری طبیعت متعفن ہو گئی ہے"

وہ کچھ حکم دینے والا تھا کہ جاسوسوں کا افسر آگیا اسے معلوم نہیں تھا کہ کیا ہو گیا ہے اور کیا ہو رہا ہے ۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا " شہنشاہ ! ابھی مجھے ایک خبر معلوم ہوئی ہے "۔

یزد جرد = "بیان کرو کیا خبر ملی ہے ؟"

افسر = "مسلمانوں کا یلغار بڑھتا چلا آ رہا ہے ان کا ہراول یہاں سے چار منزل

کے فاصلہ پر آ گیا ہے۔"

یزد جرد گھبرا گیا۔ اس نے کہا "تم بہت بری خبر لائے ہو بہت ہی بری یہ کم بخت مسلمان کیا ہمیں اطمینان سے کسی جگہ بھی نہ بیٹھنے دیں گے؟"

وزیر اعظم کا نشہ بھی مسلمانوں کا نام سن کر جاتا رہا۔ اس نے کہا۔ "ان کی جسارت اس لئے بڑھ گئی کہ ہم پیچھے ہٹتے جا رہے ہیں۔"

سپہ سالار = "یہی بات ہے اس وقت ہمارے پاس کافی لشکر ہے ہمیں یہاں ان کا مقابلہ کرنا چاہئے"

یزد جرد = "نہیں نہیں یہ غلط خیال ہے ہمارے پاس اتنا لشکر نہیں ہے کہ ہم یہاں ٹھہر کر ان کا مقابلہ کر سکیں جب تک ترکستان کے امدادی لشکر نہیں آ جاتے۔ تب تک ہمیں مقابلہ کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔"

وزیر اعظم = "مگر مسلمان اس طرف بڑھتے چلے آ رہے ہیں"۔

یزد جرد = "آنے دو، ہم بلخ روانہ ہو جائیں گے آج ہی تمام لشکر میں اعلان کر دو تاکہ کل کوچ ہو گا۔"

سپہ سالار = "مردور میں کس قدر لشکر چھوڑا جائے"۔

یزد جرد = "قلعدار سے پوچھو کتنا لشکر کافی ہو گا"۔

قلعدار بھی وہیں موجود تھا وہ یزد جرد اور اسکے مصاحبوں سے ناراض تھا اس نے کہا "لشکر تو شہنشاہ کے ساتھ رہنا چاہئے میرے پاس جو سپاہ ہیں میں اسی سے مسلمانوں کا مقابلہ کر لوں گا"۔

یزد جرد = "شاباش بس جو لشکر اس کے پاس ہے وہی کافی ہو گا باقی لشکر بلخ روانہ ہو۔"

بزم نشاط درہم برہم ہو گئی جو ہنگامہ شروع ہوا تھا وہ بھی ختم ہو گیا اسی وقت کوچ کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور دوسرے روز یزد جرد مردود سے بلخ کی طرف بھاگ گیا۔

چالیسواں باب

پہاڑی حسینہ

صفوان اور جاماسپ دونوں کو عفیرہ کا سراغ لگ جانے سے بڑی مسرت ہوئی تی۔ حالانکہ ابھی صرف اتنا پتہ چلا تھا کہ رات وہ اس بستی میں تھی۔ اس سے زیادہ چھ نہیں معلوم ہوا تھا لیکن اس سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ دونوں صحیح راستہ پر راغ لگاتے جا رہے ہیں۔

اس وقت وہ ایک ایسے راستہ پر چل رہے تھے جو کسی قدر اچھا تھا۔ انہوں نے ھوڑوں کو ذرا تیز کر دیا۔ صفوان نے راستہ میں کہا "خدا کا شکر ہے، سراغ تو مل گیا۔"

جاماسپ = "اس ملک میں احتیاط کی ضرورت ہے یہاں خدا کا نام کوئی نہیں اتا اور خدا ہی کے نام کا سارا جھگڑا ہے۔ خدا کا نام لینے والوں کو یہاں قتل کر دیا اتا ہے۔ میں اس لئے یہ بات نہیں کہتا کہ میں عجمی ہوں۔ مجوسی ہوں، یا خدا کے ا کو اچھا نہیں سمجھتا۔ بلکہ اس لئے کہتا ہوں مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں ہے۔ اگر پ پر سے تصدق ہو جائے تو اس سے اچھی اور کیا بات ہو گی لیکن فکر آپ کا ہے آپ کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو مسلمان یہی کہیں گے کہ عجمی نے دغا دی۔"

صفوان = "میں احتیاط رکھوں گا یا ابن عم ------"

جاماسپ = "یہ آپ نے کیا کہہ دیا مجھے یاد رکھئے میں آپ کا غلام ہوں چچا ا بھائی نہیں"۔

صفوان = "نہیں ----- آج سے تم میرے بھائی ہو غلام نہیں۔ اب اس ں کو دل سے نکال دو۔"

جاماسپ بہت مشکور ہوئے انہوں نے کہا "اول تو پہلے ہی سے میرا رواں رواں آپ کا شکر گزار تھا اور اب تو میرے دل میں یہ جذبہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر ضرورت پیش آئی تو میں آپ پر سے اپنی جان نثار کر دوں گا"۔

صفوان = "دعا کرو کہ ایسا وقت پیش نہ آئے۔"

جاماسپ = "یزدان کرے ایسا وقت پیش نہ آئے۔"

دونوں باتیں کرتے بستی سے بہت دور نکل گئے۔ اب وہ راستہ جو کسی قدر ہموار تھا ختم ہو گیا پھر اونچی نیچی پگڈنڈی آگئی اور یہ دونوں احتیاط سے سفر کرنے لگے۔

یہ پگ ڈنڈی بہت زیادہ دشوار گزار تھی ایک طرف چٹانیں اور دوسری طرف جھاڑیاں تھیں۔ یہ دونوں بڑی احتیاط سے قدم قدم چل رہے تھے جب یہ دشوار گذار پگ ڈنڈی ختم ہوئی تو سامنے ایک پہاڑی چشمہ آگیا۔ آگے صفوان تھے ان کا گھوڑا غڑپ سے چشمہ میں گرا لیکن وہ سنبھل گئے خود چشمہ میں نہیں گرے بلکہ گھوڑے کو بھی سنبھال لیا اور باگ کا اشارہ کر کے اسے دوسرے کنارہ پر لے گئے۔

ان کے پیچھے جاماسپ تھے ان کا گھوڑا بھی پھسل کر چشمہ میں اگلے گھٹنوں کے بل گرا۔ جاماسپ شاید ڈھیلے بیٹھے تھے ہوشیار نہیں تھے وہ قلابازی کھا کر دریا کی گہرائی ناپنے لگے۔ صفوان نے مسکرا کر کہا "نکل آؤ میں نے پہلے ہی اندازہ کر لیا تھا کہ اس میں زیادہ پانی نہیں ہے تم فضول زقند لگا کر پانی ناپنے لگے۔"

جاماسپ اٹھے۔ ان کے کپڑے پانی میں شرابور ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا "اس کم بخت گھوڑے نے پھینک دیا کہ پہلے پانی ناپو ——— ناپنا پڑا"۔

وہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر مع گھوڑے کے دریا پار کر گئے۔ "کپڑے اتار کر نچوڑو اور سکھاؤ"۔

جاماسپ = "کپڑے نچوڑے لیتا ہوں، چلتے چلتے بدن پر ہی خشک ہو جائیں گے"

صفوان = "کہیں ایسا غضب نہ کرنا۔ بھیگے کپڑے پہنے یا پہننے سے بخار اور نمونیہ ہو جاتا ہے بڑی خطرناک بات ہے۔"

جاماسپ = "لیکن کپڑے سکھانے میں کافی وقت لگ جائے گا اور یہ بری بات ہو گی۔"

صفوان = "جو کچھ بھی ہو میں تمہیں بھیگے کپڑے نہیں پہننے دوں گا۔ اتارو نہیں، نچوڑو اور سکھاؤ اتنے میں ظہر کی نماز پڑھ لوں۔"

صفوان وضو کر کے چٹانوں کے پیچھے چلے گئے اور نماز پڑھنے لگے جاماسپ نے جلدی جلدی سب کپڑے اتارے، نچوڑے اور سوکھنے کے لئے پھیلا دیئے۔

جب صفوان نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ایک پہاڑی دوشیزہ کو بیٹھے حیرت سے اپنی طرف تکتے دیکھا پہاڑی دوشیزہ نے فارسی زبان میں پوچھا "کیا کر رہے تھے تم؟"

صفوان نے فرگیش سے کچھ تھوڑی سی فارسی سیکھ لی تھی۔ انہوں نے ٹوٹی پھوٹی زبان میں جواب دیا "میں عبادت کر رہا تھا"۔

لڑکی کافی حسین اور شوخ تھی اس نے کہا۔ "آگ کہاں تھی تمہارے سامنے؟"

صفوان = "آگ نہیں تھی"۔

دوشیزہ = "تعجب ہے کون ہو تم تمہارا لہجہ کہتا ہے اس ملک کے باشندے نہیں ہو"۔

صفوان تذبذب میں پڑ گئے کیا جواب دیں۔ انہوں نے کہا "میں عراق کا باشندہ ہوں ——— نہیں اس سے بھی پرے کا ———"

دوشیزہ = "میں نہیں سمجھتی تم کہاں کے باشندے ہو"۔

صفوان = "ان چٹانوں کے دوسری طرف میرے ایک ساتھی ہیں۔ وہ تمہارا اطمینان کر دیں گے۔"

دوشیزہ اٹھ کر گئی اور ہنستی ہوئی واپس آئی۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا "وہاں تو کوئی ننگ دھڑنگ وحشی بیٹھا ہے"۔

صفوان کو خیال نہیں رہا تھا کہ جاماسپ ننگے ہو کر کپڑے سکھا رہے ہوں گے۔ انہوں نے مسکرا کر کہا انہیں ان کے گھوڑے نے اچھال دیا تھا کہ وہ پانی ناپ کر بتائیں کتنا ہے"۔

دوشیزہ کھلکھلا کر ہنس پڑی اس نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا "خوب خوب، وہ کپڑوں کے پانی ناپنے لگے اور اب ننگے بالکل وحشی بنے کپڑے سکھا رہے ہیں ——— بڑے دلچسپ آدمی ہیں آپ"۔

صفوان = "تم یہاں کیسے آ گئیں"

دوشیزہ میں قریب ہی بکریاں چرا رہی تھی ایک بکری بھاگنے لگی میں اس کے پیچھے چلی آئی وہ بکری تو گلہ میں شامل ہونے کے لئے چلی گئی۔ اتفاق سے میں نے تمہیں دیکھ لیا اور یہاں چلی آئی۔ کہاں جا رہے ہو تم؟"

صفوان = "وہ جو ننگے بیٹھے کپڑے سکھا رہے ہیں ان کے ساتھ ہوں جس جگہ وہ جاویں گے میں وہیں جاؤں گا۔"

دوشیزہ اور بھی ہنسی۔ اس نے کہا "عجیب بات ہے یہ تو اگر وہ دریائے جیحون کے پار لے گئے تو ------"

صفوان = "میں نہیں جانتا دریائے جیحون کہاں ہے۔"

دوشیزہ = "تم اتنا بھی نہیں جانتے۔ میں بتاتی ہوں بلخ سے آگے بڑھ کر دریائے جیحون ہے۔ دریا پار کر کے ترکستان میں بھی جا سکتے ہیں اور چین میں بھی"۔

صفوان = "معلوم نہیں وہ مجھے کہاں لے جائیں گے"

دوشیزہ "تم کہیں نہ جاؤ یہیں ٹھہرو"۔

صفوان = "یہاں رہ کر تمہاری بکریاں چرایا کروں"

دوشیزہ پھر ہنسی اس نے کہا "نہیں بکریاں تو میں چرایا کروں گی ہمارے مرد کچھ کام نہیں کرتے تم بھی کچھ نہ کیا کرنا صرف لٹیروں اور رہزنوں سے ہماری اور ہمارے گاؤں کی نگہبانی کرو"۔

صفوان = "کیا وہ بکریاں ہانک کر لے جاتے ہیں؟"

دوشیزہ = "بکریاں بھی لے جاتے ہیں اور خوبصورت لڑکیوں کو بھی پکڑ کر لے جاتے ہیں"۔

صفوان = "لڑکیوں کا کیا کرتے ہیں وہ"۔

دوشیزہ = "بیچ دیتے ہوں گے یا پرستاریں بنا لیتے ہوں گے"۔

صفوان = "حکومت لٹیروں کا کوئی انتظام نہیں کرتی"۔

دوشیزہ = "اگر حکومت کچھ انتظام کرتی تو لٹیرے ہوتے ہی کیوں۔ وہ میری بکریاں کہاں چلیں۔

وہ ایک دم اٹھی، اور اس طرح دوڑ کر چلی جیسے اڑ رہی ہو۔ صفوان بھی اٹھے انہوں نے چند قدم چل کر دیکھا، بکریاں کچھ خوفزدہ معلوم ہوتی تھیں۔ وہ اور بڑھے سامنے سے دوشیزہ آ رہی تھی اس کا چہرہ فق تھا۔ آنکھوں سے خوف ٹپک رہا تھا۔ صفوان نے کہا "گھبراؤ مت بتاؤ کیا بات ہوئی"۔

دوشیزہ = "لٹیرے آ گئے ------"

اسی وقت دو آدمی دوڑتے ہوئے آئے۔ دوشیزہ نے کہا "ان بھیڑیوں سے مجھے بچاؤ"۔

صفوان نے اسے اپنی پشت کی طرف کر لیا۔

اکتالیسواں باب

لٹیرے

دونوں لٹیرے بڑے خونخوار معلوم ہوتے تھے۔ صفوان نے دوشیزہ کو تسلی دیتے [illegible] کہا "ڈرو نہیں یہ تمہیں مجھ سے نہ لے جا سکیں گے"۔

دونوں لٹیرے صفوان کے پاس آئے، دونوں نے تلواریں سونت لیں ایک نے کہا "[illegible] تو عراق کا باشندہ ہے یا عرب کا۔ یہاں کیسے آیا۔"

دوسرے نے کہا "یہ کہیں کا رہنے والا ہو اسے مار ڈالو اور اس پہاڑی ہرنی کو لے چلو"۔

صفوان = "اگر تم اس معصوم کی طرف دیکھو گے بھی تو تمہاری آنکھیں نکال لی جائیں گی۔

دوسرے لٹیرے نے کہا "تم ہو کون؟"

صفوان = "میں مسلمان ہوں۔"

"مسلمان ہو" دونوں لٹیروں نے حیرت سے کہا۔ ایک جوش میں آکر بولا۔

"ملک کا دشمن ہے، قوم کا دشمن ہے ------ اس کا خاتمہ کر ڈالو"

جو شخص تلوار تولے کھڑا تھا اس نے جلدی سے حملہ کیا قبل اس کے کہ لٹیرا دوسرا وار کرے صفوان نے جلدی سے دوسرا وار کیا تلوار لٹیرے کا کان اڑا گئی۔ مجبوری درد و اذیت سے چلا اٹھا۔ اس نے کہا "بدمعاش ------ ظالم"

اس نے انتقام کے جوش میں آکر بڑی سختی سے وار کیا۔ صفوان نے پینترا بدل کر اس کا وار روک لیا اور پلٹ کر حملہ کر کے اس کا سر اڑا دیا۔

یہ دیکھ کر دوسرے لٹیرے کی آنکھوں میں خون اتر آیا وہ جوش میں آکر بڑھا

اور وار کیا سین صفوان نے اس کا وار روک لیا۔

لٹیرا پیچھے ہٹا۔ صفوان اس کی طرف نگاہ رکھے ہوئے تھے اس نے ان کے پشت کی طرف دیکھ کر کہا "خوب آئے اس پہاڑی ہرنی کو لے جاؤ میں اس مسلمان کا خاتمہ کر کے ابھی آیا۔"

صفوان سمجھے وہ دھوکا دے رہا ہے انہوں نے اپنی پشت کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھا نہ اس طرف دیکھنے کا موقعہ تھا۔ سامنے دشمن شمشیر بہ کف کھڑا تھا نگاہ چوکتے ہی حملہ کا اندیشہ تھا اس لئے وہ اپنے مدمقابل پر نظر جمائے رہے۔

اچانک انہوں نے پہاڑی دوشیزہ کے چیخنے کی آواز سنی وہ کہہ رہی تھی "بچاؤ بچاؤ مجھے اس خونخوار بھیڑیے سے بچاؤ"۔

صفوان سمجھ گئے کہ سامنے والے لٹیرے نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ پشت کی طرف کوئی اس کا ساتھی آ گیا تھا۔ انہوں نے جلدی سے جھپٹ کر حملہ کیا۔ لٹیرے نے ڈھال سامنے کی لیکن اس کی آنکھیں جھپک گئیں ڈھال ٹھیک طور پر بلند نہ ہوئی۔ صفوان کو موقع مل گیا انہوں نے پھرتی سے دوسرا وار کیا تلوار لٹیرے کے سر کی پھانکیں کھول گئی وہ خوفناک چیخ مار کر گرا۔

صفوان جلدی سے پلٹے پہاڑی دوشیزہ ابھی تک چیخ رہی تھی ایک لٹیرا اس نازنین کو گود میں اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا ---------- وہ پنجوں کے بل دوڑ کر اس کے پاس پہنچے ------ دوشیزہ نے دیکھ لیا ------ اس نے کہا ---- "بچاؤ ----- یزدان کے لئے بچاؤ"۔

صفوان نے لٹیرے کو دیکھا اور للکار کر کہا "خبردار بزدل، کمینے اس لڑکی کو چھوڑ دے ورنہ تیری موت تیرے سر پر آ پہنچی ہے۔"

لٹیرے نے دیکھا ------ صفوان اس کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اس نے جلدی سے دوشیزہ کو چھوڑا اور تلوار سونت کر جھپٹا اور صفوان پر حملہ آور ہوا۔ صفوان نے اچھل کر اس کا وار خالی کر دیا اور لپک کر اس کے تلوار ماری۔ اتنے میں اس نے ڈھال اٹھائی اتنے میں صفوان نے تلوار سے اس کی گردن اڑا دی۔

اب صفوان دوشیزہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے چہرہ کا شہابی رنگ اڑ گیا

تھا۔ موہنی آنکھوں سے خوف ٹپک رہا تھا۔ جسم کانپ رہا تھا۔ چونکہ اس نے ایک لٹیرے سے زور آزمائی کی تھی اس لئے اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔

صفوان نے اسے تسلی دی اور کہا "خوف نہ کرو لٹیرے مار ڈالے گئے"

اس نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "اگر تم نہ ہوتے تو ------"

صفوان = "کوئی اور ہوتا اور وہ تمہیں بچاتا۔"

دوشیزہ = "اتنی جرات کسی میں نہیں تھی۔ یہاں تک کہ میرے باپ اور بھائی میں بھی نہیں۔ وہ اگر آجاتے اور کچھ کرتے تو اتنا کہ اپنے بھیڑ بکریوں کے گلے، ان سے خوشامد کر کے عاجزی کر کے واپس لے لیتے اور مجھے ان کے حوالے کر دیتے"

صفوان = "کیا وہ تم سے زیادہ بھیڑوں اور بکریوں سے محبت کرتے ہیں۔"

دوشیزہ = "بھیڑوں اور بکریوں پر ان کی زندگی کا دارومدار ہے اور میں ان پر بار ہوں۔"

وہ بہت زیادہ افسردہ ہو گئی صفوان نے کہا "بڑے بے مروت ہیں تمہارے باپ اور بھائی فکر نہ کرو اگر خدا نے ہمیں کامیاب کیا تو ہم تمہیں اپنے ساتھ لے چلیں گے"۔

دوشیزہ = "مگر تم مسلمان ہو"۔

صفوان = "تم میری بہن بن کر رہنا۔"

دوشیزہ کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس نے کہا "کیا تم مجھ پر مسلمان ہونے کے لئے زور نہ دو گے۔"

صفوان = "بالکل نہیں تم اپنے مذہب پر قائم رہنا میں اپنے مذہب پر۔"

دوشیزہ اس قدر خوش ہوئی کہ بے اختیار جھپٹ کر صفوان کے سینہ سے لگ گئی اور کہنے لگی "پیارے بھائی -----"

صفوان نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "عزیز بہن"۔

اس وقت آواز آئی "یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں"۔

صفوان اور دوشیزہ نے دیکھا جاماسپ سامنے کھڑے تھے صفوان نے کہا۔

"بھائی اور بہن مل رہے ہیں۔"

جاماسپ = "یہ لاشیں کیسی ہیں؟"

صفوان نے تمام واقعہ مختصر کر کے سنا دیا جاماسپ نے کہا چلو دیکھیں کہیں اور لٹیرے تو موجود نہیں ہیں۔"

صفوان = "چلئے"

دوشیزہ = "اور میں"

صفوان = "اگر تم چاہو تو یہیں رہو، ہمارے ساتھ چلنا ہو تو ساتھ چلو"۔

دوشیزہ = "ساتھ چلوں گی، کہیں کوئی اور لٹیرا چھپا ہوا نہ ہو"

وہ ان دونوں کے ساتھ چلی تینوں چٹانوں کے حصار سے باہر نکلے، بھیڑیں اور بکریاں اطمینان سے چر رہی تھیں۔ جاماسپ نے کہا "کوئی باقی نہیں رہا، یا تو سب مارے گئے یا ایک دو باقی رہ گئے ہوں گے تو وہ بھاگ گئے"۔

اس وقت ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص دونوں بھاگتے ہوئے آئے، انہوں نے آتے ہی ہاتھ جوڑ کر جاماسپ اور صفوان سے کہا "ہم پر رحم کرو، یہی بھیڑوں اور بکریوں کے گلے ہماری زندگی کا سہارا ہیں"۔

جاماسپ نے ڈپٹ کر کہا۔ "کیا کہہ رہے ہو تم کون ہو؟"

جوان آدمی نے کہا، "یہ لڑکی جو کھڑی ہے میری بہن ہے۔ اگر تم اسے لے جانا چاہو لے جاؤ ہم کچھ نہ کہیں گے لیکن بھیڑ بکریاں ------"

صفوان نے بگڑ کر کہا "اپنی اس بیٹی اور بہن سے زیادہ عزیز ہیں"

نوجوان = "اگر بہن نہ ہو تو زندہ رہ سکتے ہیں لیکن اگر بھیڑیں اور بکریاں نہ ہوں تو زندگی ناممکن ہے۔ مجھے اپنی بہن سے محبت ضرور ہے مگر یہ زندگی کا سوال ہے"۔

صفوان = "ہم ڈاکو نہیں ہیں ڈاکوؤں کی لاشیں چٹانوں کے حصار میں پڑی ہیں"۔

بوڑھا اور نوجوان بھاگتے ہوئے گئے لاشوں کو دیکھ کر خوش ہوئے واپس آ کر [illegible] کہ ہماری مدد کے لئے بھیجا ہے بہن بھی بچ گئی اور بھیڑیں اور

بکریاں بھی۔

صفوان = "ڈنگروں کو بھی لے جاؤ اور اپنی بہن کو بھی لے جاؤ"۔

دوشیزہ نے صفوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا بہن کے گھر نہ چلو گے بھائی ؟"

صفوان = "میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں"۔

دوشیزہ کے بھائی نے عاجزی سے کہا "صرف تھوڑی دیر کے لئے چلئے"

دوشیزہ نے جاماسپ کی طرف دیکھا ' انہوں نے کہا " وقت کی نزاکت تو اجازت نہیں دیتی"۔

دوشیزہ = "بھائی اگر تم گھر نہ چلے تو میرا دل ٹوٹ جائے گا"۔

صفوان = "اچھا چلو"۔

یہ سب چلے۔ دوشیزہ نے بکریاں اور بھیڑیں ہانکیں۔

بیالیسواں باب

کچھ اور سراغ رسی

جاماسپ اور صفوان کا دوشیزہ کا باپ اور بھائی بڑا احترام کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک رہبر کے طور پر آگے تھا اور دوسرا خادم کے طریقہ پر پیچھے تھا۔ پہاڑی دوشیزہ سے بھیڑیں اور بکریاں بڑی مانوس تھیں۔ جب وہ پھیلنے لگتی تھیں وہ آواز دیتی تھی تو جلدی سے سمٹ آتی تھیں۔ یہ ایک مسطح چٹان کو طے کر کے نیچے اترے اور کچھ دور گہرائی میں چل کر پھر اوپر چڑھتے۔ غرض اسی طرح سے کئی نشیب و فراز طے کر کے ایک بستی میں پہنچے۔ بستی کیا تھی ' چند جھونپڑیاں تھیں۔ ہر جھونپڑی کے سامنے احاطے تھے۔ جن کی حد بندی پہاڑی درختوں کی شاخوں اور لمبی لمبی گھاس سے کی گئی تھی۔ احاطوں کے دروازے بھی لکڑیاں باندھ کر بنائے گئے تھے۔ ان احاطوں میں بھیڑ اور بکریوں کو بند کیا جاتا تھا۔ چونکہ ہر آدمی کے پاس بکریوں کے گلے تھے۔ اس لئے ہر جھونپڑی کے سامنے احاطہ تھا۔ جھونپڑیاں کافی لمبی چوڑی تھیں آرام دہ بھی تھیں ان میں بارش اور برف سے خوب پناہ ملتی تھی۔ کھانا پکانے کے لئے جھونپڑی سے کچھ فاصلہ پر ایک ایک ٹٹا ادھر ادھر کھڑا کر کے اور اوپر ڈال کر انہیں گارے سے چھاپ دیا گیا تھا تاکہ ہوا سے چنگاری کو آگ نہ لگ جائے۔ صفوان نے دیکھا کئی طرف سے بھیڑوں اور بکریوں کے گلے چلے آ رہے ہیں۔ گلے لانے والیاں یا تو عورتیں ہیں یا جوان لڑکیاں۔ وہ سمجھ گئے وہ گھسانی نہیں کرتے عورتیں ہی کرتی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ عورتیں اور لڑکیاں خاصی حسین ہیں لیکن وہ دوشیزہ جس نے انہیں اپنا بھائی بنایا تھا۔ ان سب میں زیادہ صاحب جمال تھی۔ اس نے بھیڑیں اور بکریاں احاطہ میں بند کیں اور آب گنے لے کر پانی لینے چلی اور کئی لڑکیاں اور

عورتیں گگریاں لے کر اس کے ساتھ ہو لیں ۔ وہ پہاڑی چشمہ سے پانی لایا کرتی تھیں۔ اس کے بھائی نے چٹائی جھونپڑی سے باہر بچھا دی جاماسپ اور صفوان اس پر بیٹھ گئے۔ بوڑھے نے اپنے بیٹے سے کہا ۔ "ایک بکرا کاٹ لو ۔ نوجوان اٹھا' جاماسپ نے کہا ۔ " یہ میرے ساتھ بکرا کاٹیں گے جاماسپ جانتے تھے کہ اگر پہاڑی نوجوان نے بکرا کاٹا تو صفوان نہ کھاویں گے ۔ انہیں یہ معلوم تھا کہ جس ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے اسلام اس کے کھانے کی اجازت دیتا ہے ۔

نوجوان نے کہا۔ " ہم اپنے مہمان کو یہ تکلیف نہیں دیں گے ۔"

جاماسپ = "حالانکہ یہ تکلیف نہیں ہے یہ ذبح کر دیں گے پھر تم کھال اتار کر بنا لینا ۔" وہ ذبح کو نہیں سمجھے نوجوان صفوان کو ایک طرف لے گیا ایک بکرا لایا ۔ صفوان نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا اور کھال اتارنے اور گوشت بنانے کے لئے نوجوان کو چھوڑ کر خود چلے آئے بوڑھا اس عرصہ میں بکریوں کا دودھ لے آیا دونوں نے تھوڑا تھوڑا دودھ پیا ۔ اس کے بعد صفوان نے ایک طرف جا کر عصر کی نماز ادا کی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو کر آئے تو دوشیزہ پانی لے کر آ گئی تھی اور اس نے آگ جلا گوشت کے پارچوں پر نمک چھڑک کر انہیں بھوننا شروع کر دیا ۔ وہ اس میں خنجر نما چھری سے کچوکے لگاتی جاتی' نمک بھرتی جاتی تھی اور بھونتی جاتی تھی ۔ اس عرصہ میں نوجوان نے کچھ گوشت کا قیمہ کیا قیمہ میں نمک مرچ پیس کر لگایا اور لکڑی کی سیخوں پر چڑھا کر کباب بنائے اور آگ پر سینکنے لگا ' تھوڑی دیر میں دن چھپ گیا۔ صفوان نے مغرب کی نماز پڑھی جب وہ نماز پڑھ کر آئے تو بھنے ہوئے گوشت کے پارچے اور کباب ان کے اور جاماسپ کے سامنے دوشیزہ نے لا رکھے چند موٹی موٹی ڈلیاں بھی تھیں ۔ دونوں نے کھانا کھایا ۔ دوشیزہ انہیں جھونپڑی کے اندر لے گئی وہاں اندھیرا تھا لڑکی نے جھونپڑی کے دونوں دروازوں کے سامنے آگ روشن کر دی ۔ اس سے جھونپڑی میں کچھ اجالا ہو گیا ۔ لڑکی بھی ان کے پاس جا بیٹھی اس نے صفوان سے کہا "تم نے کہا تھا کہ تم بسلمان ہو۔ کیا واقعی تم مسلمان ہو؟"

صفوان = "میں نے سچ کہا تھا واقعی میں مسلمان ہوں ۔"

دوشیزہ = "کیا تمہیں معلوم نہیں ہے خراسان کا ہر باشندہ چاہے وہ میدان کا

رہنے والا ہو یا پہاڑ کا مسلمان کا دشمن ہے ۔"

صفوان = "میں جانتا ہوں ۔"

دوشیزہ = "پھر تم اس ملک میں کیوں آئے ۔"

صفوان = "میں اپنی بہن سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گا ۔ انہوں نے عفیرہ کی گمشدگی کا تمام واقعہ اسے سنا دیا وہ بڑی توجہ سے سنتی رہی۔ جب صفوان خاموش ہوئے تو دوشیزہ نے کہا ۔

" کیا وہ بہت خوبصورت ہے ۔"

صفوان = "اب زیادہ سمجھو یا کم وہ حسین ضرور ہے ۔"

دوشیزہ = "چھریرے بدن کی نازنین ہے ۔"

صفوان = "ہاں" دوشیزہ نے اس کے کپڑوں کی تفصیل بتائی' صفوان نے کہا ۔

وہ ایسے ہی کپڑے پہنے تھی ۔ کیا تم نے اسے دیکھا ہے ۔"

دوشیزہ = "ہاں کل شام کے وقت جب میں بکریوں کو چشمہ سے پانی پلانے لے گئی تو چند عجمی ایک لڑکی کو اپنے درمیان میں لئے چشمہ کو عبور کر رہے تھے ۔ وہ لڑکی بڑی نازنین اور مہ جبین تھی ۔ گھوڑے پر سوار تھی سخت مغموم اور پریشان معلوم ہوتی تھی ۔ میرا خیال ہے وہی لڑکی ہو گی وہ ۔"

صفوان = "یقیناً وہی تھی ہم دونوں اسی کی تلاش میں سرگرداں ہیں ۔"

دوشیزہ = "مگر وہ ہے کون ؟"

صفوان = "وہ میری ہم مذہب ہے ۔ میرے ساتھ عرب سے آئی ہے"

دوشیزہ نے شوخی سے مسکرا کر کہا ۔ "اوہ سمجھی ۔ شاید وہ تمہاری منگیتر ہے "دوشیزہ نے ہنس کر کہا ۔ پھر کہنے لگی ۔ " لیکن وہ لوگ اس کی فکر میں کیوں تھے اور کیوں اسے اٹھا لائے تھے"

جاماسپ = "یہ بات مجھ سے سنو" انہوں نے بتایا کہ ان ایرانیوں میں ایک شخص فروزان نامی ہے جو مشرق شاجہان کا جاگیردار ہے وہ اس عربی دوشیزہ پر فریفتہ ہو گیا ہے اسے اڑانے کی فکر میں تھا ہرات میں موقع مل گیا وہاں سے اڑا لایا ۔

دوشیزہ = "سچ یہ ہے کہ ہمارے مردوں کی اخلاقی حالت کمزور ہو چکی ہے ۔"

صفوان کو بڑا تعجب ہوا کہ ایک پہاڑی دوشیزہ اور اس قدر سمجھ دار ہے انہوں نے پوچھا۔ تم اتنی سمجھ کی باتیں کیسے کر رہی ہو؟"

دوشیزہ = "میں کچھ عرصہ شہر بلخ میں رہی ہوں۔ میرے باپ نے ایک رئیس سے کچھ قرض لے لیا تھا اور مجھے بطور گروی اس کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اس وقت میری عمر آٹھ نو سال کی تھی۔ میں اس رئیس کے بچوں میں رہی کچھ لکھ پڑھ بھی گئی لیکن بدقسمتی سے" وہ شرما کر چپ ہو گئی۔ جاماسپ نے کہا۔ "جب تم سنانے ہی لگی ہو تو سب کچھ سنا ڈالو۔"

دوشیزہ = "میری شکل صورت جیسی ہے۔ وہ تم دیکھ رہے ہو۔ رئیس میری طرف متوجہ ہو کر مجھ پر مہربانی کرنے لگا۔ حالانکہ اس کی بڑی بیٹی مجھ سے بڑی تھی اور سمجھ دار بھی تھی۔ اس نے اور اس کی بیوی نے مجھے خبردار کیا کہ اس کے جھانسہ میں نہ آجاؤں میں خود بڑی غیور تھی۔ میں نے اپنے باپ کو بلایا ان سے تمام باتیں کہیں۔ انہوں نے چند بکریاں بیچ کر ان کا قرضہ ادا کر دیا اور مجھے اپنے ساتھ لے آئے۔ یہ وجہ ہے کہ میں کچھ سمجھ لیتی ہوں میرا خیال ہے وہ لوگ بلخ میں اس لڑکی کو لے جائیں گے۔"

جاماسپ = "یہی میرا خیال ہے۔"

دوشیزہ = "میں اپنی ہونے والی بھابی کی تلاش میں اپنے بھائی کے ساتھ بلخ جاؤں گی۔"

"تم؟" صفوان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

دوشیزہ نے اطمینان کے لہجہ میں کہا۔ "جی ہاں! میرا خیال ہے کہ میں ہرات سے تمہاری بہت زیادہ مدد کر سکوں گی۔"

صفوان = "مگر تمہارے باپ اور بھائی تمہیں ہمارے ساتھ کیوں جانے دیں گے۔"

دوشیزہ = "وہ کوئی اعتراض نہ کریں گے بلکہ میرا خیال ہے کہ خوش ہونگے۔ میں ہی اس معاملہ کو طے کر لیتی ہوں۔"

وہ طرارہ بھر کر گئی اور اپنے ماں باپ سے باتیں کر کے واپس آ گئی اس نے کہا "انہوں نے اجازت دیدی ہے۔"

رات زیادہ آ گئی صفوان نے عشاء کی نماز پڑھی اور سب جھونپڑی میں سو گئے۔ صبح کو اٹھ کر ضروریات سے فراغت کی ناشتہ کیا اور تینوں روانہ ہوئے۔

تینتالیسواں باب

مردرود کی تسخیر

جاسوسوں نے یزدجرد کو ٹھیک ہی اطلاع دی تھی ۔ اسلامی لشکر مرو شاہجہاں سے روانہ ہو کر مردرود کے قریب پہنچ گیا تھا ۔ ہراول ایک منزل آگے تھا باقی لشکر پیچھے تھا ۔ احنفؓ نے بھی اپنے جاسوس یزدجرد کے لشکر کی خبر لانے کے لئے مقرر کر رکھے تھے ۔ یہ جاسوس ذمی مجوسی تھے وہ خبر لائے تھے کہ یزدجرد نے مردرود سے بلخ تک اپنے نقیب بھیج کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مجوسیوں کو بھڑکا دیا ہے اور مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی لئے پچاس ہزار سے زیادہ لشکر بھرتی کر لیا ہے احنفؓ کے پاس کل فوج دس ہزار تھی اس میں سے بھی کئی مقامات پر انہیں تھوڑی سپاہ چھوڑنی پڑی تھی ۔ اس سے دس ہزار کی تعداد میں بھی کمی ہو گئی تھی ۔ لیکن اپنی سپاہ کی قلت سے ان پر کوئی فکر غالب نہیں تھی ۔ انہیں صرف ایک ہی دھن تھی اور وہ یہ کہ جس طرح بھی ہو یزدجرد کو گرفتار کر لیں ۔ یا مارڈالیں تاکہ ایرانی مہم کا خاتمہ ہو جائے ۔ وہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کی ہدایت کے بموجب خراسان کی مہم کے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے حالات لکھ کر خلیفۂ دوئم کی خدمت میں بھیجتے رہتے تھے ۔ حضرت عمر کی توجہ اس مہم کی طرف خاص طور پر تھی ۔ وہ ضروری ہدائتیں بھیج رہے تھے اور احنفؓ کی امداد کے لئے سپاہ روانہ کر رہے تھے مگر اب تک معمولی تعداد میں فوجی دستے آئے تھے ۔ لیکن جب احنفؓ فتوحات کے پرچم اڑاتے اندرون خراسان میں بڑھنے لگے ۔ ہرات اور مرو شاہجہان فتح ہو گئے ۔ تو حضرت عمر کو فکر ہوا اور جب وہ اطلاع آئی کہ یزدجرد نے پچاس ہزار سے زیادہ لشکر اپنے پاس جمع کر لیا ہے تو انہوں نے کوفہ کو ہدایت کی کہ وہ زیادہ سے زیادہ لشکر احنفؓ کی مدد کے لئے بھیج دیں اور یہ

بھی حکم دیا کہ اس امدادی لشکر کے ساتھ علقمہؓ بن النضری ، ربعیؓ بن عامر التمیمی عبداللہ بن ابی عقیل الثقفی ، ابن العرابی ہمدانی کو بھی بھیجا جائے ۔ یہ لوگ فوجی افسر تھے نہایت جنگجو اور مدبر تھے ۔ حضرت عمر فاروقؓ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ عرب کے تمام قبائل اور ہر قبیلہ کے سربرآوردہ لوگوں سے بڑی واقفیت رکھتے تھے ۔ وہ جانتے تھے کہ ان میں سے کون جنگی امور کے ماہر ہیں ۔ کون مالی معاملات کو سمجھتے ہیں ۔ کون ملک کا نظم ونسق سمجھ سکتے ہیں ، کون حکومت کے قابل ہیں ، کون وصولی جزیہ کا کام انجام دے سکتے ہیں ، کون مال گزاری وصول کر سکتے ہیں ۔ کون مسلمانوں سے زکوۃ لے سکتے ہیں ، کون سپہ سالاری یا افسری کر سکتے ہیں ۔ کوفہ کے گورنر نے ان افسروں کی ماتحتی میں کئی دستے روانہ کر دیئے تھے لیکن ابھی تک کوئی دستہ احنفؓ کے پاس نہیں پہنچا تھا ۔ البتہ احنفؓ کو ان امدادی دستوں کے روانہ ہونے کی اطلاع ہو گئی تھی ۔ مگر احنفؓ اور اس کے ساتھ ایسے لوگ نہیں تھے جو امداد کے انتظار میں کسی مقام پر رک جاتے ۔ وہ دلیر ، جری اور بڑے جنگجو تھے ۔ لڑائی ان کا دن رات کا شغلہ تھا ۔ جہاد ان کی جزو زندگی تھی ۔ شہادت کی تمنا ہر مجاہد کو تھی ۔ اس لئے کوئی ڈر و خوف ان کے پاس نہیں پھٹکتا تھا ۔ اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت کا خیال نہیں آتا تھا ۔ ان کو خدا پر اعتماد تھا ، بھروسہ تھا اس لئے وہ کامیاب ہوتے تھے ۔ اس کے علاوہ ایک بات اور بھی تھی وہ یہ کہ ان کی باگ ڈور امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھ میں تھی مجاہدین ان سے بھی ڈرتے رہتے تھے ۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک مہم میں مسلمانوں کو ہزیمت ہو گئی تھی ۔ ان پر ایسی ندامت ہوئی کہ چپ چاپ گھروں میں آ کر چھپ گئے شرم کی وجہ سے ہم چشموں کو منہ نہ دکھا سکے ۔ حضرت عمرؓ انہیں تسلی دینے کے لئے ان کے گھروں پر گئے تو وہ شرم سے آنکھیں چار نہ کر سکے ان کی ہیبت سے ان کے جسم میں تھرتھری پڑ گئی ۔ حضرت عمرؓ نے انہیں دلاسہ دیا سمجھایا کہ " اتفاق تھا ، ہزیمت اٹھا کر تم گناہ کے ضرور مرتکب ہوئے ہو ۔ خدا سے توبہ کرو مغفرت چاہو ۔ خدا معاف کریگا ۔ ہزیمت کی ندامت کا دھبہ اپنے دامن سے مٹانا چاہتے ہو تو جہاد پر جاؤ فتح حاصل کرو ایک طرف خدا خوش ہو جائے دوسری طرف ندامت دور ہو

جائے گی۔ مسلمان اسی وقت دوسری مہم پر روانہ ہو گئے اور اس بے جگری سے لڑے کہ دیکھنے والے عش عش کر گئے انہوں نے فتح حاصل کی۔ ان کی ندامت دور ہو گئی۔

حضرت عمرؓ کا رعب و خوف ہر مجاہد پر چھایا ہوا تھا۔ ان کی سرزنش سے سب ڈرتے تھے۔ احنفؓ بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جب مرورود منزل کے فاصلہ پر رہ گیا تب انہیں جاسوسوں نے اطلاع دی کہ یزدجرد کچھ لشکر مرورود میں چھوڑ کر باقی فوج لے کو بلخ میں چلا گیا ہے۔ مسلمانوں کو اس خبر کے سننے سے کچھ خوشی حاصل نہیں ہوئی کیونکہ وہ یزدجرد سے فیصلہ کن جنگ کرنا چاہتے تھے اور وہ بھاگ گیا تھا۔ چونکہ مرورود صرف دو منزل پر ہی رہ گیا تھا اس لئے احنفؓ نے ہراول کے ساتھ میمنہ بھی روانہ کر دیا۔ میسرہ اس کے اگلے روز بھیجا ' اور باقی لشکر لے کر تیسرے روز روانہ ہوئے۔ ساقہ کا دستہ پیچھے تھا۔ مرورود میں قلعہ دار کے پاس دس ہزار فوج تھی۔ اس نے قلعہ کی حفاظت کا انتظام کر لیا تھا۔ شہر کی حفاظت اس کے بس کی نہیں تھی اس لئے وہ اس کا کوئی انتظام نہ کر سکا۔ اس لئے شہروالوں کو بڑا فکر ہوا وہ خوفزدہ ہو کر قلعہ میں آنے لگے۔ مگر وہ قلعہ اتنا بڑا نہیں تھا کہ اس میں شہر والے بھی سما جاتے۔ قلعہ دارنے قلعہ کے پھاٹک بند کر دیئے اس سے شہر والے گھبرا گئے۔ چونکہ یہ خبر عام تھی کہ اسلامی لشکر بڑھا چلا آ رہا ہے اس لئے ان کا شہر چھوڑ کر کہیں چلا جانا مشکل تھا۔ چنانچہ شہر کے معزز لوگوں نے جمع ہو کر یہ مشورہ کیا کہ ایک وفد مسلمانوں کے پاس بھیج کر امان حاصل کی جائے۔ چند لوگ منتخب کر کے بھیجے گئے یہ لوگ اول ہراول میں پہنچے وہاں سے احنفؓ کے پاس بھیجے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ مسلمان ادنیٰ ہو یا اعلیٰ سپاہی ہو یا افسر سب کا لباس یکساں ہے ان میں کسی قسم کا کوئی امتیاز ہی نہیں ' نہ امیرانہ ٹھاٹ ہیں نہ تکلفانہ سازو سامان ہیں۔ سفید لباس پہنے ہیں سب کے خیموں میں کمبلوں کا فرش ہے اسلامی سادگی کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ سپہ سالار بھی سادہ لباس پہنے عام لوگوں کی طرح کمبل پر بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں کی اس سادگی کا ان لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ وفد نے احنفؓ سے امن کی درخواست کی۔ احنفؓ نے کہا۔ " امان صلح سے مل سکتی ہے اور صلح کی صرف تین شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمان ہو جاؤ۔ ہمارے بھائی بن جاؤ۔ حکومت میں شریک ہو جاؤ گے۔ اگر مسلمان ہونا نہ چاہو

تو جزیہ دو اس سلسلہ میں ہم تمہاری تمہارے دشمنوں سے حفاظت کریں گے تمہیں مذہبی آزادی ہو گی یہ بھی منظور نہ ہو تو پھر تلوار ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی۔"

اہل وفد نے جزیہ کی ادائیگی منظور کر لی۔ صلح ہو گئی صلح نامہ لکھا گیا وفد واپس لوٹ آیا۔ شہروالوں کو اس صلح سے بہت خوشی ہوئی۔ جس روز یہ وفد واپس آیا اس سے دوسرے دن اسلامی لشکر کی آمد شروع ہو گئی۔ شہر کے مجوسیوں نے اس لشکر کا استقبال کیا قلعہ والوں نے دیکھا انہیں بڑا افسوس ہوا وہ سمجھ گئے کہ شہریوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی یہ دیکھ کر ان کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ اس کے علاوہ قلعہ دار یزدجرد سے ناخوش ہو گیا تھا وہ مسلمانوں سے لڑنا نہیں چاہتا تھا اس نے افسروں اور قلعہ کے معزز لوگوں کو مشورہ کے لئے بلایا۔ سب نے یہ طے کیا کہ مسلمانوں سے صلح کر لی جائے۔

چنانچہ قلعہ والوں کا بھی ایک وف اسلامی سپہ سالار احنفؓ کی خدمت میں آیا اور صلح کی درخواست کی۔ احنفؓ نے جزیہ کی ادائیگی پر ان سے بھی صلح کر لی۔ مجوسیوں نے قلعہ کا پھاٹک کھول دیا مسلمانوں نے اس مشہور قلعہ پر قبضہ کر لیا چند ہی روز میں شہر اور قلعہ والوں نے زر جزیہ ادا کر دیا اور امن و امان سے رہنے لگے۔

خراسان کے صوبہ میں مرورود نہایت اہم مقام تھا۔ اس کے فتح ہو جانے سے خراسان کی کنجی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئی تھی۔ خدا نے اس مقام کو بغیر خونریزی کے ان کے سپرد کرا دیا تھا۔ اس سے انہیں بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

چوالیسواں باب

زرینہ اور پروین

صفوان کو بڑا تعجب تھا کہ پہاڑی دوشیزہ کو اس کے باپ اور بھائی نے کیسے ان کے ساتھ آنے کی اجازت دے دی ۔ پھر ایسی صورت میں جب کہ ان دو میں سے کوئی بھی اس سے واقف نہیں تھا ۔ لڑکی خاصی حسین تھی اور ایسی لڑکیوں کی تلاش میں ڈاکو پھرا کرتے تھے ۔ یہ تینوں سفر کر رہے تھے ۔ لڑکی ان دونوں سے کافی مانوس ہو چکی تھی ۔ رات اکثر انہیں کسی پہاڑی چٹان یا غار میں گزارنی پڑتی تھی ۔ یہ دونوں لڑکی کے آرام اور اس کی حفاظت کا خیال رکھتے تھے ۔ اگرچہ پہاڑی دوشیزہ بڑی جفا کش اور نڈر تھی ۔ مگر وہ اس کا خیال ضرور رکھتے تھے ۔ صفوان نے اس کے لئے بھی گھوڑا مہیا کر لیا تھا ۔ انہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ پہاڑی نازنین گھوڑے کی سواری سے خوب واقف ہے۔ ایک روز صفوان نے کہا۔ "عزیز بہن میں اور تم کئی روز سے ایک ساتھ ہیں مگر مجھے تمہارا نام اب تک بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ دوشیزہ نے مسکرا کر کہا کیا نام بتانا ضروری ہے ؟"

صفوان = "کم سے کم ہمیں ایک دوسرے کے نام سے واقفیت ہونا ضروری ہے۔"

دوشیزہ = "میرا نام زرینہ ہے اور بھائی کا کیا نام ہے ۔"

صفوان = "میرا نام صفوان ہے" دوشیزہ نے جاماسپ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اور ان بزرگ کا کیا نام ہے ؟" "میرا نام جاماسپ ہے" جاماسپ نے کہا ۔ زرینہ ۔ "تمہارا وطن کہاں ہے ؟"

جاماسپ = "ان کے چہرہ سے حزن و ملال کے آثار ظاہر ہوئے انہوں نے کہا "بیٹی ! میں خانہ بدوش ہوں" زرینہ ہنس پڑی اس نے کہا ۔ "خانہ بدوش ؟"

جاماسپ نے سنجیدگی سے جواب دیا "ہاں ! خانہ بدوش ۔ آوارہ گرد ۔"

زرینہ = "معاف کرنا ۔ تمہیں میرے دریافت کرنے سے ملال ہوا ۔"

صفوان = "انہیں ایک پرانا واقعہ یاد آگیا ۔ مجھے امید ہے کہ تم اور کچھ دریافت کر کے اس واقعہ کو تازہ کرو گی ۔"

زرینہ = "بالکل نہیں مجھے اپنی حماقت پر افسوس ہے ۔"

صفوان = "افسوس کی کوئی بات نہیں ہے کیا ایک بات بتاؤ گی زرینہ ؟"

زرینہ = "ضرور ۔"

صفوان = "تمہارا باپ اور بھائی ہم دونوں سے واقف نہیں اور پھر انہوں نے تمہیں ہمارے ساتھ بھیج دیا کیا سمجھا انہوں نے ؟" زرینہ کا چہرہ پژمردہ ہو گیا ۔ اس نے کہا "کیا بتاؤں ؟"

صفوان = "تمہیں افسوس ہوا ۔ میرے اس پوچھنے پر ۔ مجھے اس کا افسوس ہے ۔ میں اب پوچھنا نہیں چاہتا ۔"

زرینہ = میں بتاؤں گی پہلے بتا بھی چکی ہوں ! بات یہ ہے کہ اس علاقہ کے لوگ بیٹیوں کو اچھا نہیں سمجھتے حالانکہ لڑکیاں ۔ لڑکوں سے زیادہ کام کرتی ہیں ۔ ہمیں فروخت کر دیا جاتا ہے ۔ میری قیمت میں وہ پچاس بھیڑیں چاہتے تھے ۔ ایک بوڑھے سوداگر نے اتنی بھیڑیں دینی قبول کر لی تھیں مگر جب وہ بھیڑیں لایا ۔ تو ان میں آدھی بوڑھی اور ناکارہ تھیں ۔ اس لئے سودا نہ ہو سکا ۔

صفوان نے قطع کلام کر کے کہا ۔ " وہ سوداگر کسی چیز کی تجارت کرتا تھا ؟ "

زرینہ = غلاموں اور کنیزوں کی ۔ چند سال پہلے کثرت سے سوداگر آتے تھے خوش جمال لڑکیوں کو بھاری داموں میں خرید لیتے تھے ۔ پہاڑی لوگ لڑکیوں کے تبادلہ میں بھیڑیں اور بکریاں لیتے تھے ۔ وہ نقدی نہیں لیتے تھے ۔ مگر اب کئی سال سے سوداگر نہیں آ رہے ۔

صفوان = " شاید اب حسین لڑکیوں کی ضرورت نہیں رہی ہے ؟ "

زرینہ = مرد کے لئے حسین عورتیں کھلونا ہیں اور حسین کھلونوں کی ہر وقت ضرورت ہوتی ہے ۔

صفوان = پھر سوداگروں نے آنا کیوں بند کر دیا ؟

زرینہ = سنا ہے مسلمانوں نے ان تمام بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ جن میں لڑکیوں کی کھپت تھی۔ اس لئے یہ یہ بیوپار مندا ہو گیا ہے۔ زرینہ نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔ صفوان سمجھ گئے۔ کہ وہ اس تجارت کو بہت برا سمجھتی ہے۔

صفوان نے کہا اگر تم اپنے ماں باپ کے پاس رہتیں تو تمہارے بدلہ میں انہیں اتنی بکریاں ضرور مل جاتیں۔ جتنی تمہارے باپ اور بھائی چاہتے تھے۔

زرینہ = انہیں اس سے زیادہ مل گئی ہیں۔

"کیسے ؟" صفوان نے حیرت سے پوچھا۔

زرینہ نے جواب دیا = "تم نے ڈاکوؤں سے جو بھیڑیں اور بکریاں بچائی ہیں وہ دو سو سے زیادہ ہیں اگر تم ان سے نہ لڑتے تو وہ مجھے اور میرے گلوں کو ہانک لے جاتے۔"

صفوان = "اگر قسمت نے یاوری کی خدا نے مجھے اپنے مقصد میں کامیاب کر دیا اور مسلمانوں کا اس علاقہ پر قبضہ ہو گیا۔ تو تمہارے آرام و راحت عزت و احترام کا زمانہ شروع ہو گا۔"

زرینہ = "تمہارے ساتھ مجھے اب بھی کوئی تکلیف نہیں ہے!"

صفوان = "ممکن ہے کہ آئندہ اس سے زیادہ تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔"

زرینہ = "میں خوشی سے برداشت کرونگی۔ یہاں تک کہ اگر میری جان پر بن جائے اور جان بھی جاتی رہے تو مجھے بالکل پرواہ نہ ہو گی۔"

صفوان = "تم بڑی نڈر ہو' جفاکش اور مستقل مزاج لڑکی ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ میری بہن بھی میرے ہی جیسی ہے۔" زرینہ نے مسکرا کر کہا "گویا تم بھی جفاکش ہو اور کیا کیا ہو ؟"

صفوان = "جب میری بہن ہے تو میں بھی ہوں!"

زرینہ واقعی نڈر بھی تھی اور جفاکش بھی اور اس میں یہ جذبہ بھی پیدا ہو گیا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے وہ اس عربی دوشیزہ کو ڈھونڈ نکالے جس کی جستجو میں صفوان تھے۔ اس نے عفیرہ' فروزان اور دوسرے لوگوں کو دیکھا تھا۔ وہ اور

جاماسپ' رہروؤں اور جو بستیاں راستہ میں آتی تھیں ان کے لوگوں سے ان کو پوچھتے رہتے تھے اور انہیں اس کا سراغ لگتا جاتا تھا۔ وہ ان سے آگے آگے جا رہے تھے یہ لوگ بلخ کی طرف سفر کر رہے تھے۔ بلخ ایک مشہور مقام تھا اور ایک ایسی جگہ پر واقعہ تھا جس جگہ سے ترکستان اور چین کی سرحدیں قریب تھیں۔ آخر یہ لوگ بلخ میں پہنچ گئے۔ زرینہ نے صفوان سے کہہ دیا کہ وہ کسی سے گفتگو نہ کریں۔ اگر مجوسیوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ مسلمان ہیں تو تینوں کو گرفتار کر لیں گے یا مار ڈالیں گے۔ صفوان نے ڈھاٹا باندھ لیا۔ صفوان اور جاماسپ دونوں نہ بلخ آئے تھے نہ انہوں نے اسے دیکھا تھا نہ اس کے گلی کوچوں سے واقف تھے۔ نہ وہاں کسی شخص کو جانتے تھے۔ البتہ زرینہ کئی برس تک اس شہر میں رہ چکی تھی۔ وہ وہاں کے کئی مردوں اور عورتوں سے واقف تھی۔ اتفاق سے اس کی ایک سہیلی پروین اسے راستے میں ملی۔ اسے زرینہ سے بڑی محبت تھی وہ اس سیم تن سے لپٹ گئی اور گھر چلنے کی دعوت دی۔ زرینہ نے کہا۔ میرے ساتھ یہ دو آدمی اور ہیں۔"

پروین۔ "میرا گھر بہت بڑا ہے۔ میں اپنی عزیز سہیلی کے ساتھیوں کو بھی خوش آمدید کہتی ہوں۔"

زرینہ = "تم اپنے گھر چل کر یہ سن لو کہ ہم یہاں کیوں آئیں ہیں۔ اگر پھر بھی تم ہمیں اپنے گھر رکھنا پسند کرو گی۔ ہم تمہارے بہت زیادہ مشکور ہوں گے"

پروین نے صفوان کی طرف دیکھ کر کہا = تم شاید انہیں چھپانا چاہتی ہو۔ یہ ہماری قوم اور ہمارے دیس کے نہیں ہیں ممکن ہے مسلمانوں کے جاسوس ہوں۔ انہیں میرے، گھر سے بہتر کہیں پناہ نہیں مل سکتی"۔

زرینہ = "یہ جاسوس نہیں ہیں آؤ چلو!"

پروین انہیں لے کر چلی اور اپنے گھر پہنچی۔ اس کا گھر پناہ کی دیوار کے پاس عام آبادی سے الگ تھا۔ پروین کا صرف ایک بوڑھا باپ تھا۔ بڑا شریف انسان تھا پشمینہ کی تجارت کرتا تھا معزز آدمیوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ اس نے بھی مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ اصطبل میں گھوڑے بندھوائے اور ان کی مزاج پرسی کی۔ پروین اور اس کا باپ مہمانوں کو اندر کمرہ میں لے گئے۔ زرینہ نے عفیرہ کی گمشدگی صفوان اور

جاماسپ کا اسکی تلاش میں آنے اور خود اسے ڈاکوؤں سے بچانے کے واقعات سنائے ۔ پروین نے کہا "یہ بہت اچھا ہوا کہ تم مجھے مل گئیں ۔ مجھے معلوم ہے وہ لڑکی کہاں ہے اس کی تلاش میں تمہاری مدد کروں گی ۔ صفوان کو گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے ۔ ان کے لئے بڑا خطرہ ہے شہنشاہ یزدجرد مرورود سے یہاں آئے ہیں اس نواح کے لوگ مسلمانوں سے بڑا تعصب رکھنے لگے ہیں ۔"

صفوان کو یہ معلوم ہو گیا کہ یزدجرد بھاگتا یہاں پہنچ گیا ہے۔ انہیں اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ پروین کو عفیرہ کی بابت معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے۔ وہ اور جاماسپ زرینہ کے بڑے شکر گذار تھے کہ اس کی وجہ سے بلخ میں ایک اچھی جائے پناہ مل گئی اور ایسی لڑکی سے ملاقات ہو گئی جس نے ان کی مدد کا اقرار کر لیا ہے ۔

پنیتالیسواں :

پیش قدمی

مرورود بلا خونریزی کے مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اس کے نواح کے تمام شہروں اور بستیوں کے لوگوں نے مسلمانوں کی اطاعت کر لی ہر شہر اور ہر بستی والوں نے جزیہ ادا کرنا قبول کر لیا ۔

مسلمان جن علاقوں پر قبضہ کرتے تھے ۔ وہاں مال اور فوجداری کی عدالتیں قائم کر کے اسی علاقہ کے قابل لوگوں کو مجسٹریٹ اور منصف قرار دیتے تھے ۔ البتہ عدالت اپیل میں مسلمانوں کو مقرر کرتے تھے تاکہ ماتحت عدالتوں میں اگر کوئی ناانصافی ہو جائے تو عدالت اپیل میں ان کا انصاف ہو سکے ۔

ان عدالتوں میں جو قانون رائج کرتے تھے وہ ایسے نرم ہوتے تھے کہ ہر شخص ان سے فائدہ اٹھا سکتا تھا ۔ پچھلے تمام جابرانہ قانون منسوخ کر دیئے جاتے تھے اس سے عوام مسلمانوں اور اسلامی حکومت کے بڑے خیر خواہ ہوتے تھے ۔

اور پچھلے وہ تمام ٹیکس (محصول) منسوخ کر دیئے جاتے تھے ۔ جنہیں غریب اور اوسط درجہ کے لوگ بھی ادا کرتے کرتے عاجز آ جاتے تھے ۔ صرف ایک جزیہ ان سے وصول کیا جاتا تھا۔ یہ ایسا معمولی ٹیکس تھا جسے ہر طبقہ کے لوگ آسانی سے ادا کر دیتے تھے ۔

ان وجوہات سے وہ اسلامی حکومت کو رحمت خداوندی سمجھتے تھے ۔ دعائیں مانگا کرتے تھے کہ یہی حکومت قائم رہے ۔

اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ لوگ اپنی خوشی سے رضاکارانہ طریقہ پر اسلامی لشکر کی مدد کے لئے اپنے ہم قوم کے خلاف تلواریں اٹھاتے تھے ۔

مسلمانوں کے ساتھ ہو کر اپنی ہی قوم سے لڑتے تھے ۔

جب مردرود کا نظم و نسق اچھی طرح پر ہو گیا تو احنفؓ نے بلخ کی طرف کوچ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اب خراسان کے علاقہ میں بلخ ہی ایک ایسا علاقہ رہ گیا تھا جو دشمنوں کا گڑھ بنا ہوا تھا اور جہاں یزدجرد اپنی پوری طاقت کے ساتھ موجود تھا۔ یہی آخری مقام بھی تھا اور یہ بالکل یقین تھا کہ یزدجرد بلخ میں ضرور مقابلہ کرے گا۔ وہی مقام اس کی آخری امید سہارا اور آماجگاہ ہے۔

جاسوسوں کے ذریعے سے احنفؓ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ بلخ میں مجوسیوں کا ستر ہزار کے قریب لشکر ہے۔ احنفؓ کے پاس دس ہزار سپاہ تھی۔ اتنی کم تعداد مجوسیوں کے ٹڈی دل لشکر کے مقابلہ میں کوئی وزن نہ رکھتی تھی۔

اگرچہ کوفہ سے امدادی لشکر روانہ ہو چکے تھے۔ مگر ابھی تک ان میں سے ایک دستہ بھی ان کے پاس نہیں پہنچا تھا۔ یہ بات ان کی دلیرانہ طبیعت کے خلاف تھی کہ وہ امدادی لشکروں کے انتظار میں مردرود میں ہی فروکش رہتے۔ یہ بات وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ مجوسیوں کو جو متواتر ہزیمتیں نازل ہوئی ہیں ان سے ان کے دلوں پر مسلمانوں کی ہیبت بیٹھ گئی ہے۔ انہیں اندیشہ یہ تھا کہ کہیں مردرود میں توقف کرنے سے مجوسیوں کے دلوں کی ہیبت کم نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ تاخیر کرنا نہیں چاہتے تھے۔ مگر انہوں نے مناسب سمجھا کہ بلخ پر پیش قدمی کے متعلق اپنی سپاہ کے افسروں سے بھی مشورہ کر لیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک روز چھوٹے بڑے سب افسروں کو اپنے خیمے پر بلا کر مشورہ شروع کیا۔ انہوں نے کہا۔

یہ بات آپ سب اصحاب کو معلوم ہے کہ یزدجرد یہاں سے بھاگ کر بلخ آ گیا ہے۔ اس کے پاس ستر ہزار سپاہ ہے اور اس کا لشکر و قوم اس مقام پر دل کھول کر مقابلہ کریں گے۔ اسلامی لشکر مقابلہ میں بہت کم ہے۔ مجھے مشورہ دو کہ بلخ پر پیش قدمی کی جائے یا ابھی امدادی لشکروں کے آنے کا انتظار کیا جائے۔"

احنفؓ نے تمام افسروں کی طرف دیکھا۔ سب افسر خاموش تھے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے جب کچھ وقفہ گزر گیا اور کسی نے کچھ نہ کہا تو احنفؓ نے پھر کہا "کیا یہ سمجھوں کہ تم کوئی مفید مشورہ دینے سے قاصر ہو۔

ایک افسر نے کہا "میرے خیال میں ہم سب اس لئے خاموش تھے کہ امیرؓ نے

اگر کچھ طے کر لیا ہے تو مشورہ کرنا مناسب نہیں ہے اور کچھ طے نہیں کیا ہے تو ضرور مشورہ دینا چاہئے۔"

احنفؓ = "میں نے کوئی بات طے نہیں کی۔"

وہی افسر = "میری رائے یہ ہے کہ ہمیں یہاں نہیں ٹھہرے رہنا چاہئے۔ اس سے دشمن یہ سمجھے گا کہ ہم پر اس کی فوج اور قوم کی ہیبت طاری ہو گئی ہے ہمیں پیش قدمی ضرور شروع کر دینی چاہئے۔ لیکن سفر کی رفتار اتنی سست ہو کہ کچھ نہ کچھ امدادی دستے ہماری مدد کو پہنچ جائیں۔"

احنفؓ = "خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے اپنی رائے کے مطابق مشورہ دیا۔"

دوسرے افسر نے کہا = "یہی رائے میری بھی تھی۔ لیکن اس میں اتنی ترمیم اور ہے کہ جو امدادی دستے آ رہے تھے انہیں ہدایت بھیجی جائے کہ وہ تیز رفتار کے ساتھ آئیں۔"

تیسرا افسر = "یہی میں کہنے والا تھا۔"

چوتھا افسر = "میں سمجھتا ہوں کہ مشورہ میں دوراندیشی سے کام نہیں لیا گیا ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ امدادی لشکر کس قدر آ رہا ہے۔ اگر ہم پیش قدمی شروع کر دیں اور چار ہزار سپاہ اور آ جائے تو کیا ہم پھر بھی مجوسی لشکر کا مقابلہ کرنے کے قابل ہونگے؟ میرے خیال میں نہیں ہونگے۔ کیونکہ مجوسی بلخ پر سر اور دھڑ کی بازی لگا دیں گے جنگ میں شکست ہوئی تو فتوحات کا پانسہ پلٹ جائے گا نقصان الگ ہو گا اور امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کی سرزنش الگ ہو گی ندامت الگ ہو گی اس لئے میری رائے یہ ہے کہ لشکر کے آنے کا انتظار کیا جائے۔ اگر امدادی لشکر کم آئے تو دربار خلافت کو مزید مدد کے لئے لکھا جائے۔"

پانچواں = "آپ نے دوراندیشی کی رائے دی اور یہ رائے بھی معقول ہے لیکن اسلامی رائے و روایات کے منافی ہے۔ آج تک مسلمانوں کے جن غیر مسلموں سے مقابلے ہوئے ان میں مسلمان قوم کی کوئی مناسبت ہی نہیں تھی، نہ مسلمان تناسب کا خیال کرتے ہیں کہ لشکریوں کی کثرت اور قلت پر فتح و شکست کا دارومدار

بے فتح خدا کی طرف سے ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے

ہمارا خدا ہی پر بھروسہ ہے اسی کی مدد کے بھروسہ پر ہم جنگ کرتے ہیں ۔ میری رائے یہی ہے کہ بلخ کی طرف ست قدمی سے کوچ کیا جائے اور امدادی افواج کے پاس قاصد بھیج کر ان سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنی رفتار تیز کریں اور جلد آکر ہم سے مل جائیں ۔"

چوتھا افسر= "لیکن امیرالمومنین کی سرزنش کا کیا جواب ہے ؟"

پانچواں افسر= "ایک قاصد امیرالمومنین کی خدمت میں بھی تمام حالات لکھ کر بھیجا جائے اس میں لکھ دیا جائے کہ تاخیر کرنے سے مجوسیوں کے حوصلے بڑھنے اور ان کی سپاہ کی تعداد میں اضافہ ہونے کا اندیشہ تھا ۔ اس لئے امدادی لشکروں کے آنے کا انتظار نہیں کیا گیا ۔"

سب اس رائے سے متفق ہو گئے ۔ احنفؓ نے کہا خدا کی قسم تم نے ٹھیک مشورہ دیا خود میری یہی رائے تھی مگر مشورہ کرنا اچھا ہوتا ہے ۔ اس لئے میں نے مشورہ کیا اگر میں اس رائے پر عمل کرتا تو تنہا ہی امیرالمومنین کے حضور میں جوابدہ ہوتا میں نے مشورہ کر لیا موافق اور مخالف رائے معلوم کر لیں ۔ سب اسی رائے پر متفق بھی ہو گئے ۔ اب خلیفہ کے سامنے سب جوابدہ ہونگے ۔

چنانچہ مجلس شوری برخواست ہو گئی اور دوسرے روز امیر احنفؓ نے کوچ کا اعلان کر دیا ۔ پانچسو مجاہدین کو مرورود میں رہنے کے لئے علیحدہ کر دیا ۔ باقی لشکر نے کوچ کی تیاری شروع کی ۔

مرو رود کے مجوسیوں کو یہ خیال نہیں تھا کہ مسلمان اتنے تھوڑے لشکر سے لشکر کشی شروع کر دیں گے ۔ جب انہوں نے سنا کہ مسلمان کوچ کرنے والے ہیں تو انہیں بڑی حیرت ہوئی ۔

آخر ایک روز اسلامی لشکر نے بلخ کی طرف کوچ کر دیا ۔ پہلے ہراول روانہ ہوا اور اس کے بعد قلب چلا پیچھے ساقہ روانہ ہوا قلب اور ساقہ کے درمیان خواتین عرب کے ایک دستہ کے ساتھ رکھی گئیں ۔

لشکر بہت تھوڑا سفر کرتے تھے ۔ مگر ان کے کوچ کی شہرت ہو گئی ۔ یزدجرد

کے جاسوسوں نے بھی اس خبر کو سنا ۔ انہیں یقین نہیں آیا ۔ مگر جب انہوں نے چھپ کر دیکھا تو وہ یزدجرد کو ان کے یورش کی اطلاع دینے دوڑ گئے ۔

ابھی مسلمانوں نے دو ہی منزلیں طے کی تھیں کہ پانچ ہزار کا امدادی دستہ ان سے آکر مل گیا ۔ اس دستہ کے ساتھ دو مشہور افسر ایک علقمہ بن النضری اور دوسرے ربعی عامر التمیمی تھے اس لشکر کے آنے سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی ۔

چھیالیسواں باب

فراوندا کا مکان

پروین اگرچہ مہ جمال نہیں تھی ۔ لیکن پھر بھی وہ حسین تھی۔ اس کے نقش ونگار بڑے اچھے تھے ۔ ایسی لڑکیاں کافی شوخ ہوا کرتی ہیں وہ بھی شوخ تھی ایک روز اس نے کہا۔

زرینہ = "وہ تیرا بوڑھا اب تک تیرے فراق میں گھل رہا ہے؟" زرینہ نے ہنس کر کہا "وہ اب تک زندہ "

پروین = "نہ صرف زندہ ہے بلکہ اب تو اور ٹانٹا ہو گیا ہے کسی روز میرے ساتھ چلنا دیکھ تیری کیسی آؤ بھگت کرتا ہے۔"

زرینہ = "میں کیوں جانے لگی اس کے پاس۔"

پروین = "جانا تو پڑے گا ہی ۔ اب تو تو نکھر کر پریوں سے بھی زیادہ حسین ہو گئی ہے اب تجھے دیکھ کر وہ تیرے قدموں میں اپنی دولت و ثروت سب کچھ ڈال دیگا۔"

زرینہ = "مجھے اس کی دولت کی ضرورت نہیں ہے۔"

پروین = "تجھے تو اس کی دولت کی ضرورت نہیں ہے مگر اسے تو تیری ضرورت ہے۔"

زرینہ = "اسی لئے تو اس نے میرے باپ کو قرضہ کے جال میں پھانس لیا تھا ۔ اب کیا دباؤ ہے اس کا؟"

پروین = "اب وہ یزدجرد کا مصاحب بن چکا ہے"

زرینہ = "بن جانے دو تم نے عفیرہ کا پتہ تو چلایا ہی نہیں ۔"

پروین = "اور میں نے تیرے بوڑھے کا ذکر کیوں کیا ہے؟"

زرینہ = "کیوں کیا ہے؟"

پروین = "فیروزان اب کے یہیں ٹھہرا ہے" اس وقت یہ کمرہ میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں ۔ جب فیروزان کا ذکر آیا تو صفوان بھی وہاں آ گئے انہوں نے پوچھا "کس کے یہاں ٹھہرا ہوا ہے؟" پروین نے جواب دیا "فراوندا کے یہاں ۔"

صفوان = "فراوندا کون؟"

"زرینہ سے پوچھو" پروین نے زرینہ کی طرف دیکھ کر شوخی سے کہا ۔ "وہی بوڑھا رئیس ہے جس کے یہاں میں پامال ہو چکی ہوں ۔"

صفوان = "کیا! کیا عفیرہ بھی وہیں ہے ۔"

پروین = "میں نے اسے وہاں نہیں دیکھا ہے ۔"

صفوان = "مگر جب فیروزان وہاں ٹھہرا ہوا ہے تو عفیرہ بھی وہیں ہو گی ۔"

پروین = "فراوندا حسن پرست ہے ۔ اس لئے ممکن ہے فیروزان نے اسے وہاں نہ ٹھہرایا ہو" ابھی اسی قدر گفتگو ہوئی تھی کہ جاماسپ آ گئے ۔ ان کے چہرہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کوئی خبر لائے ہیں اور اسے سنانے کے لئے بیتاب ہیں۔

صفوان نے کہا = "تم ضرور کوئی خبر لائے ہو ۔"

جاماسپ = "ہاں میں ایک خبر لایا ہوا! میں نے فیروزان کو دیکھا ہے۔ میں اس کا تعاقب کرتا رہا لیکن ایک جگہ ایسا غائب ہوا جیسے زمین اسے نگل گئی ہو!"

صفوان = "تم نے تو اسے دیکھا ہی ہے اور پروین یہ بھی جانتی ہے کہ وہ کہاں ٹھہرا ہوا ہے؟"

جاماسپ کو حیرت ہوئی انہوں نے کہا "تم فیروزان کو کیسے جان گئیں؟"

پروین = "اتفاقیہ! میں نہ فیروزان کو جانتی تھی نہ عفیرہ کو ایک روز میں آ رہی تھی میں نے چند ایرانیوں کو گھوڑوں پر سوار آتے دیکھا ان کے ساتھ ایک لڑکی تھی بڑی خوبصورت اور پری چہرہ تھی۔ کچھ مغموم اور پریشان تھی ۔ ہمارے دیس کی نہیں معلوم ہوتی تھی ۔ اس کے کپڑے بھی عجیب تھے میں یہ سمجھ گئی کہ وہ اسے کہیں سے پکڑ کر لائے ہیں ۔ بلاوجہ مجھے اس سے ہمدردی ہو گئی ۔ وہ چلے گئے میں اپنے گھر چلی آئی۔ چند روز کے بعد میں فراوندا کے مکان کی طرف جا نکلی میں نے وہاں سے دو آدمیوں کو نکلتے دیکھا ۔ میں نے انہیں پہچان لیا وہ وہی تھے جو لڑکی کے ساتھ دیکھے

تھے۔ میں سمجھ گئی کہ یہ لوگ فراوندا کے یہاں ٹھہرے ہیں۔ اسی لئے جب زرینہ نے عفیرہ کا ذکر کیا تو میں نے کہہ دیا کہ جانتی ہوں! وہ کہاں ہے۔ میں عفیرہ کی تلاش میں فراوندا کے یہاں چند مرتبہ گئی مگر عفیرہ کو وہاں نہیں دیکھا البتہ ایک روز میں آ رہی تھی کہ فراوندا نے ایک شخص کو پکارا فیروزان میں نے پلٹ کر دیکھا۔ پہچان لیا وہ عرب لڑکی کے ساتھ آیا تھا۔ اس طرح میں فیروزان سے واقف ہوئی۔"

جاماسپ = "یہ فراوندا کہاں رہتا ہے؟"

پروین = "تم یہاں کے محلوں اور گلی کوچوں سے واقف نہیں ہو۔ اس لئے اگر میں بتا بھی دوں۔ تب بھی تم نہ سمجھ سکو گے کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ اگر میرے ساتھ چلو تو میں اس کا مکان دکھا دوں۔"

زرینہ = "ان کا جانا ٹھیک نہیں ہے۔"

پروین = "سب سے اچھا یہ ہے کہ تم میرے ساتھ چلو۔"

زرینہ = "چلوں گی۔"

صفوان = "پروین تم سب کچھ جانتے ہوئے انہیں فراوندا کے یہاں لے جانا چاہتی ہوں۔"

پروین = "وہ اس پری کو گھول کو نہ پی جائے گا۔"

صفوان = "میں یہاں کب تک چھپا بیٹھا رہوں۔"

پروین = "یہ سمجھو کہ اس شہر کے انسان ہی نہیں بلکہ درودیوار بھی تمہارے دشمن ہیں۔"

صفوان = "میں سمجھتا ہوں لیکن اب میری طبیعت گھبرانے لگی ہے۔"

پروین = "جب تک عفیرہ کا سراغ نہ لگے اس وقت تک چھپے رہو۔"

صفوان = "اب تم کب جاؤ گی فراوندا کے یہاں۔"

پروین = "جب زرینہ چلے گی۔"

زرینہ = "چلو میں تو ابھی چلنے کو تیار ہوں۔"

پروین = "کپڑے بدل لو اور سنگھار کر لو۔ پھر چلو۔"

چنانچہ پروین زرینہ کو لے گئی۔ تھوڑی دیر میں جب دونوں لڑکیاں بن سنور کر

آئیں تو زرینہ پری رخسار بن گئی۔

صفوان اور جاماسپ ان کا انتظار کرنے لگے۔ دوپہر کے وقت دونوں واپس آئیں پروین نے کہا بڑا غضب ہو گیا۔

صفوان گھبرا گئے انہیں خیال ہوا کہ عفیرہ کو کوئی حادثہ تو نہیں پیش آ گیا۔ کیا ہوا؟"

پروین = "مسلمان یلغار کرتے بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔"

صفوان = "خدا کا شکر ہے۔"

پروین = "تمہیں اس خبر کے ملنے سے بڑی خوشی ہوئی۔"

صفوان = "خوشی کی بات ہے یزدجرد یہاں موجود ہے۔"

پروین = "کیا مطلب ہے اس سے تمہارا؟"

صفوان کچھ کہتے کہتے رک گئے وہ کہنا چاہتے تھے کہ یزدجرد یہاں موجود ہے مسلمان آ جائیں تو اسے مار ڈالیں گے یا گرفتار کر لیں گے مگر فوراً ہی خیال ہوا پروین مجوسی ہے اور یزدجرد مجوسی شہنشاہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے برا معلوم ہوا اور وہ خفا ہو جائے لیکن وہ جھوٹ بھی نہیں بول سکتے تھے انہوں نے کہا۔ "میرا مطلب یہ تھا کہ یزدجرد یہاں موجود ہے مسلمان یہاں آ جائیں گے تو خون ریز جنگ ہو گی جسے خدا چاہے گا فتح عطا کرے گا۔"

پروین = "تمہیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں یہ سمجھو کہ یزدجرد ہمارے شہنشاہ ہیں۔"

صفوان = "میں احتیاط رکھوں گا۔ عفیرہ کا کچھ سراغ ملا۔"

پروین = "اس وقت تمام شہر اور شہر والوں پر کچھ عجیب کیفیت طاری ہے۔ ایک ہراس پھیلا ہوا ہے۔ افراتفری سی پڑی ہوئی ہے فراوندا اور فیروزان بھی گھبرائے ہوئے تھے۔ عفیرہ کا پتہ نہیں چل سکا۔ البتہ میرا خیال ہے وہ ہے فراوندا کے مکان پر ہی ہے وہ باہر نہیں آتی جاتی۔ مسلمان بہت قریب آ گئے ہیں۔"

پروین = "یہ کسی نے نہیں بتایا کہ مسلمان کتنے فاصلہ پر آ گئے ہیں معلوم یہ ہوا ہے کہ وہ تیزی سے بڑھتے چلے آ رہے ہیں" "فراوندا کا مکان دکھا لاؤ گی۔ مجھے

صفوان نے کہا

"تھوڑی دور ہی ہے۔"

"میں اس مکان کو تو دیکھ لوں۔ جس میں عفیرہ نظر بند ہے۔"

پروین = "میں لے تو چلوں مگر ڈرتی ہوں۔ کسی نے تمہیں دیکھ لیا تو"

صفوان اٹھ کھڑا ہوا۔

جاماسپ = "میں ساتھ چلوں گا تم دونوں کے۔"

پروین = "اچھا! میں لے چلوں گی تمہیں لیکن صفوان وعدہ کرو کہ اس مکان کو دیکھ کر جوش اور غصہ میں نہ آ جاؤ گے۔"

صفوان = "میں وعدہ کرتا ہوں۔"

جاماسپ = "آج ہی دکھا لاؤ تو اچھا ہے۔"

پروین = "آج ہی لے چلوں گی۔"

جب رات ہو گئی تو جاماسپ اور صفوان پروین اور زرینہ کے ساتھ چلے گئے کئی گلیوں اور راستوں کو طے کر کے ایک کوچہ میں پہنچے۔ پروین نے ایک بڑے محل کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہے فراوندا کا مکان۔

صفوان اور جاماسپ نے اس کے گرد چکر لگایا۔ مکان عالی شان اور اونچا تھا۔ چاندنی میں اچھی طرح مکان دیکھ لیا اور واپس لوٹے خوش قسمتی سے انہیں کسی نے نہیں دیکھا۔

سینتالیسواں باب

شیران اسلام کی آمد

یزدجرد بلخ میں آگیا تھا چونکہ اس کے ساتھ بھاری تعداد میں لشکر تھا اس لئے اتنے بڑے لشکر کی گنجائش قلعہ میں کیسے ہو سکتی تھی۔ تمام لشکر ایک وسیع میدان میں قلعہ کے باہر فروکش ہو گیا۔ یزدجرد اور اس کے مصاحب و مشیر قلعہ کے اندر محلوں میں ٹھہرے۔ چونکہ بلخ مرورود سے کافی فاصلہ پر تھا اور محفوظ و مضبوط مقام تھا اس لئے بادشاہ' مصاحب' مشیر' افسر اور سپاہی سب بے فکر اور مطمئن ہو گئے۔ یہاں بھی عیش و نشاط کی محفلیں گرم ہونے لگیں۔ سب بڑے آدمیوں کا اثر چھوٹوں پر پڑتا ہی ہے۔ عام طور پر تمام بلخ میں رقص و سرور کی محفلیں جمنے لگیں ناچنے اور گانے کی آوازیں آنے لگیں لوگ غرق عشرت ہو گئے۔ مگر چنگ و رباب اور نغمہ و پائل کی جھنکاریں کچھ زیادہ عرصہ نہ گونجنے پائی تھیں کہ جاسوسوں نے نشاط کی محفلیں مکدر کر دیں۔ وہ خبر لائے کہ مسلمان بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ ان خبروں نے مسرت و شادمانی ختم کر دی اور غم و خوف طاری کر دیا۔ یزدجرد کا' اس کا مشیروں کا اور مجوسیوں کا یہ خیال تھا کہ مسلمان بلخ پر لشکر کشی کی جرات نہ کریں گے۔ مرورود تک کے علاقہ پر ہی اکتفا کر کے وہیں ٹھہرے رہیں گے اور جب خاقان اور ترکستان کے امدادی لشکر آجائیں گے تب مرورود پر یلغار کریں گے۔ لیکن چند ہی روز میں جب انہوں نے سنا کہ مسلمان بڑھے چلے آ رہے ہیں تو حیرت کے ساتھ غم و خوف نے بھی ان پر غلبہ کیا۔ مجوسیوں کی ہمت افزائی کی لئے یزدجرد نے اعلان کرا دیا کہ فرغانہ سے امداد کے لئے لشکر روانہ ہو چکا ہے۔ فرغانہ سے اطلاع آگئی ہے کہ مسلمانوں کے بلخ پر آتے ہی ان پر حملہ کر کے انہیں فنا کر دیا جائے گا۔ یزدجرد نے اس مقام پر خود بھی

جنگ میں شریک ہونے کا ارادہ کر لیا تھا۔ یہاں وہ آخری طور پر قسمت آزمائی کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے بزم چھوڑ دی اور رزم کی تیاری کرنے لگا روزانہ قلعہ سے نکل کر باہر جاتا فوجی قواعد کراتا' افسروں اور سپاہیوں پر یہ ثابت کرتا کہ جنگ کے لئے میں بھی تیار ہوں تم بھی تیار ہو جاؤ۔ اس کو اب تک امید تھی کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہو جائے گی اور وہ ماہ پیکر کی خواست گاری کر سکے گا۔ لیکن یزدجرد نے خود کسی مقام پر مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کیا اور جس مقام سے وہ چلا آیا مسلمانوں نے بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ خراسان کا بڑا حصہ مسلمانوں کے پاس چلا گیا اور بہت تھوڑا یزدجرد کے پاس رہ گیا۔ اس سے اس کی یہ آس ٹوٹ گئی کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہو سکے گی۔ ایک روز اس نے خورزاد سے کہا۔ "مسلمان بلخ پر بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ ہمارے افسروں اور سپاہیوں پر کچھ ہراس طاری ہو گیا ہے" خورزاد نے قطع کلام کر کے کہا " ایسی بات نہیں ہے ہم نے فوج کا معائنہ کیا ہے سپاہیوں اور افسروں میں جوش پایا جاتا ہے۔"

خورزاد = "شہنشاہ کی موجودگی سے ان میں جوش پیدا ہو جاتا ہے۔"

یزدجرد = "اور اب ہم ان کے ساتھ رہیں گے۔"

خورزاد = "تب یقین ہے کہ فتح ہماری ہو گی۔ اس وقت ماہ پیکر وہاں آ گئی وہ شاید ابھی غسل کر کے آئی تھی۔ اس کے ریشم جیسے سر کے بال اس کی پشت پر پڑے تھے چند گستاخ لٹیں اس کی چاند سی پیشانی اور گالوں پر جھک آئی تھیں۔ اس نے ریشمی لباس اور جواہرات کے زیورات پہن رکھے تھے۔ ان سے وہ اور بھی مہ جبین معلوم ہونے لگی تھی۔ خور زاد اس کو دیکھ کر بے تحاشہ تکنے لگا۔ اس سیم تن نے شرما کر اپنی نظریں جھکا لیں۔ یزدجرد کو اپنی اس بیٹی سے بڑی محبت تھی وہ اسے دیکھ کر باغ باغ ہو جاتا تھا۔ اس نے کہا "خوب آئیں ماہ پیکر خورزاد کہتے ہیں کہ ہمارے سپاہی اور افسر مسلمانوں کے حملہ کی خبر سن کر ہراساں ہو گئے ہیں۔"

ماہ پیکر = "میں نے بھی سنا ہے لیکن لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر شہنشاہ موجود رہیں گے تو سپاہی بڑی جوان مردی سے لڑیں گے۔"

خورزاد = "مجھے ایسا معلوم ہوا ہے کہ بعض مصاحب نہیں چاہتے کہ جنگ ہو۔

یزدجرد = "ہم نے بھی یہی سنا ہے ہم تحقیقات کر رہے ہیں کہ کون لوگ جنگ نہیں چاہتے ممکن ہے یہ خبر غلط ہو۔"

خورزاد = "کیا میں شہنشاہ سے کچھ عرض کرنے کی جرات کر سکتا ہوں؟"

یزدجرد = "ضرور کر سکتے ہیں۔"

خورزاد = "مجھے شہزادی کے متعلق عرض کرنا ہے۔"

یزدجرد= "تمہاری شرط اب بھی قائم ہے اگر تم اس مقام پر بھی مسلمانوں کو کسی محاذ پر شکست دے دو تو ہم تمہاری درخواست منظور کر لیں گے۔"

خورزاد = "میرا خیال ہے کہ اگر میری درخواست منظور کر لی جائے تو میں زیادہ جوش کے ساتھ جنگ کروں گا۔"

یزدجرد = "مگر ہمارا خیال ہے کہ تم اس شرط کی وجہ سے جنگ میں زیادہ جوش و خروش سے حصہ لے سکو گے۔"

خورزاد = "میں نے سنا ہے کہ فیروزان عربی دوشیزہ کو لے آیا ہے۔"

یزدجرد = "یہاں کیوں نہیں لایا وہ؟"

خورزاد = "حقیقت یہ ہے کہ فیروزان اس پری جمال پر فریفتہ ہے اس نے ے چھپا دیا ہے۔"

یزدجرد نے برہم ہو کر کہا= "کیا وہ اپنی موت کو دعوت دے رہا ہے؟"

خورزاد = "لیکن اس کی موت سے عربی دلربا شہنشاہ کے حضور میں نہ آ سکے گی۔"

یزدجرد = "مگر عربی حسینہ کا شاہی حرم میں آنا ضروری ہے۔"

خورزاد = "یہ خانہ زاد اس کے لئے کوشش کر سکتا ہے۔"

یزدجرد = "کوشش کرو۔ تمہیں انعام دیا جائے گا۔"

خورزاد = "میں انعام میں اپنی درخواست کی منظوری چاہتا ہوں۔"

یزدجرد = "ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جس روز عربی دلربا حرم میں آ جائے گی اسی روز ماہ پیکر سے تمہاری شادی کر دی جائے گی۔"

خورزاد = "یقین کیجئے! میں بہت جلد اس عربی نازنین کو ڈھونڈ کر حرم شاہی

میں لے آؤں گا۔"

اس وقت ایک افسر حاضر ہوا۔ اس کے چہرہ سے پریشانی ظاہر تھی۔

یزدجرد نے پوچھا= "کیا بات ہے تم ہراساں کیوں ہو؟؟"

افسر= "میں یہ بد خبر سنانے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ اسلامی لشکر قلعہ کے سامنے آگیا ہے یزدجرد کو جیسے اس بات کا یقین نہ آیا اس نے چیختی ہوئی آواز سے کہ "کیا مسلمان آگئے۔"

افسر= "جی آ نہیں گئے بلکہ آ رہے ہیں قلعہ کے دیدبانوں نے مجھے یہ اطلاع دی ہے۔"

یزدجرد= "چلو! ہم اپنی نظروں سے دیکھیں تم بھی چلو گی ماہ پیکر۔"

ماہ پیکر= "چلئے! میں بھی اسلامی لشکر دیکھوں گی۔"

یزدجرد اٹھا خور زاد اور ماہ پیکر بھی اٹھے یہ سب قصر سے نکلے۔ گھوڑوں پر سوار ہو کر فصیل کے قریب پہنچ کر گھوڑوں سے اترے اور زینہ پر چڑھنے لگے زینہ ا چوڑا تھا کہ بیس آدمیوں کی صف ایک بار چڑھ سکتی تھی۔ اور سیڑھیاں اتنی چوڑ تھیں کہ گھوڑے بھی آسانی سے چڑھ سکتے تھے۔

یزدجرد زینہ پر چڑھنے لگا تو کئی افسر اور مصاحب دوڑ کر آئے اور اس کے پیچ چلنے لگے یہ سب فصیل پر پہنچے فصیل پر سپاہی گشت لگا رہے تھے وہ شہنشاہ کو دیکھ ایک طرف دب گئے۔

ماہ پیکر کے چہرہ پر آفتاب کی شعاعیں پڑ رہی تھیں جنہوں نے اس کے حسن اور چمکا دیا تھا افسر اور مصاحب اس کے روئے تاباں کو دیکھ رہے تھے۔

یزدجرد برج میں داخل ہو کر مرو رود کے راستہ کی طرف دیکھنے لگا۔ اس طر سے اسلامی لشکر آ رہا تھا مسلمانوں کے ہتھیار دھوپ میں چمک رہے تھے وہ بڑی شا اور بڑے استقلال سے بڑھے چلے آ رہے تھے۔

یہ احنفؓ کا لشکر تھا۔ کوفہ سے جو امدادی فوجیں آئی تھیں وہ بڑھ کے احن کے لشکر سے مل گئیں علقمہ اور ربعی پہلے آ چکے تھے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عقیل الثقیفی اور ابن ام عزال الہمدانی آگئے تھے۔ اب مسلمانوں کے لشکر کی تعد

بیس ہزار ہو گئی تھی۔

یزدجرد' ماہ پیکر اور خور زاد اور دوسرے لوگ اسلامی لشکر کو دیکھنے لگے۔

یہ لشکر آتا رہا اور میدان میں پھیل کر فروکش ہوتا رہا۔

مسلمان گھوڑے سے اترتے ہی بڑی پھرتی سے خیمے نصب کرنے لگتے تھے۔

ام تک لشکر کی آمد جاری رہی۔

یزدجرد دن چھپنے کے بعد برج سے نکل کر قصر میں چلا آیا۔

اڑتالیسواں باب

عفیرہ کی رہائی

جس روز اسلامی لشکر بلخ کے سامنے آیا۔ اسی روز شام کے وقت جب کہ یزدجرد فصیل سے اتر کر قصر کے جانب جا رہا تھا اتفاق سے جاماسپ وہاں جا نکلے انہوں نے یزدجرد کو دیکھا اسے دیکھتے ہی انہیں ایسا اشتعال ہوا کہ اس طرف جھپٹے یزدجرد سپاہیوں کے جھرمٹ میں جا رہا تھا۔

جب جاماسپ سپاہیوں کے پاس پہنچے۔ تو سپاہیوں نے انہیں روکا۔

جاماسپ بڑھے ہوئے اشتعال کی وجہ سے اپنے حواس میں نہیں آئے۔ سنبھلے انہوں نے کہا "شہنشاہ کو سلام کرنا چاہتا ہوں۔"

سپاہیوں نے ہنس کر کہا = "شہنشاہ کو کیوں کہتے ہو؟ شہزادی کو نہیں کہتے جن کے حسن جہاں سوز نے تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے جاؤ! اپنا راستہ لو!"

جاماسپ = "تمہیں! تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے!"

سپاہی ہنس کر آگے بڑھ گئے۔ جاماسپ لوٹ آئے۔ وہ پروین کے مکان پر پہنچے صفوان مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ انہوں نے جاماسپ کو دیکھا ان کی آنکھیں شعلہ بار تھیں۔

صفوان نے پوچھا = "کیا کسی سے آج کوئی جھگڑا ہو گیا ہے؟"

جاماسپ نے جواب دیا = "نہیں"

صفوان = "پھر آنکھیں کیوں سرخ ہیں؟"

جاماسپ = "آج یزدجرد سے میرا سامنا ہو گیا تھا باوجود ضبط کرنے کے مجھے اشتعال آ گیا میں اس کی طرف جھپٹا لیکن خیر ہو گئی سپاہیوں نے یہ سمجھا کہ میں شاہزادی ماہ پیکر کو دیکھ کر بے حواس ہو گیا ہوں۔ انہوں نے میرا مذاق اڑا دیا اور مجھ

سے کوئی باز پرس نہیں لی۔

صفوان = "لیکن تم یزدجرد کی طرف کیوں جھپٹے۔"

جاماسپ = "مجھے مسلمانوں سے ہمدردی اور یزدجرد سے پرخاش ہے میں ایک دن تمہیں بتا دوں گا کہ پرخاش کی کیا وجہ ہے؟"

صفوان = "میں تمہارے نجی حالات پوچھنا بھی نہیں چاہتا۔"

جاماسپ = "مسلمان آ گئے ہیں مجھے خوف ہے کہیں آقا زادی کو کہیں کسی مکان میں منتقل نہ کر دیا جائے یا اشتعال میں آکر فیروزان انہیں کوئی اذیت نہ دیں۔ اس لئے مجھے اجازت دیجئے کہ میں آج رات کو آقا زادی کی رہائی کی کوشش کروں؟"

صفوان = "میں تمہیں اس خطرناک مہم پر جانے کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں میں نے خود ارادہ کر لیا ہے کہ آج رات کو قسمت آزمائی کروں گا۔"

زرینہ اور پروین بھی وہاں آگئیں زرینہ نے کہا "کیسی قسمت آزمائی؟"

صفوان = "عفیرہ کو رہا کرانے کی۔"

زرینہ = "میں نے پروین سے اجازت لے لی ہے اس وقت میں فراوندا کے پاس جا رہی ہوں۔ اس نے مجھے بلایا بھی تھا۔ رات کو وہیں رہوں گی اگر عفیرہ وہاں ہے تو اسے اپنے ساتھ لے آؤں گی۔"

صفوان = "فراوندا کچھ اچھا آدمی نہیں ہے۔ میں اپنی بہن کو تنہا اس کے محل میں رات کے وقت جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

زرینہ = "میں نے یہ تدبیر ایسی سوچی ہے جس سے ہمارا کام بھی بن جائے اور ہمیں کوئی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔"

صفوان = "یہ تدبیر بڑی خطرناک ہے میں نے دوسری تجویز سوچی ہے۔"

زرینہ = "وہ کیا تدبیر ہے؟"

صفوان = "میں تنہا آدھی رات کے وقت جاؤں۔ کسی طرف سے محل کے اندر پہنچوں اور عفیرہ کو لے آؤں؟"

زرینہ = "یہ تدبیر بھی ٹھیک ہے مگر تمہارا تنہا جانا ٹھیک نہیں ہے اس لئے کہ تم محل سے واقف نہیں ہو۔ مجھے ساتھ لے چلو!"

جاماسپ = "ٹھیک کہہ رہی ہیں یہ۔ ان سے بڑی مدد ملے گی۔ ساتھ ہی میں بھی درخواست کروں گا کہ مجھے بھی ساتھ لے لو' ایک سے دو اچھے ہوں گے۔"

پروین = "میں ہی کیوں پیچھے رہ جاؤں میں بھی چلوں گی۔"

زرینہ = "زیادہ آدمی مناسب نہیں ہوں گے۔ میں تو اس لئے چل رہی ہوں کہ محل کے اندر ان کی رہنمائی کروں گی اور جاماسپ کا ساتھ ہونا اس لئے ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے تم نہ جاؤ!"

صفوان = "زرینہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ پروین"

پروین = "اچھا نہ جاؤں گی میں تمہاری واپسی کا انتظار کروں گی۔ کھانا تیار ہے پہلے کھانے سے فارغ ہو لو۔"

یہ سب ایک بڑے کمرے میں پہنچے۔ کھانا کھایا صفوان نے عشاء کی نماز پڑھی اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ جب آدھی رات کا وقت قریب آیا تب صفوان ' جاماسپ اور زرینہ سیاہ چادریں اوڑھ کر روانہ ہوئے۔

گلیاں سنسان تھیں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ چاند آدھی رات کے بعد نکلنے والا تھا۔ یہ تینوں نہایت احتیاط اور خاموشی سے چل کر فراوندا کے محل کی پشت پر پہنچے۔ صفوان نے عبا کی جیب میں سے ریشمی کمند نکالی اور اس کا کچھ حصہ لپیٹ کر بڑی قوت سے چھت پر پھینکا۔ کمند کے آخری سرے پر پھندا تھا۔ انہوں نے کمند کھینچی۔ وہ نیچے آگری اس کا پھندا کسی چیز میں اٹکا نہیں۔

انہوں نے دوبارہ کوشش کی اور پھر تیسری بار بھی۔ لیکن کمند ہر مرتبہ کھینچنے پر نیچے آتی رہی۔ اب جاماسپ نے کوشش شروع کی وہ بھی کامیاب نہیں ہوئے۔ صفوان نے پھر کمند لی اور بسم اللہ کہہ کر بڑے زور سے پھینکی اب جو انہوں نے کھینچا تو وہ نہیں کھینچی گئی انہیں بڑی خوشی ہوئی۔ انہوں نے کہا "خدا کا شکر ہے کمند کسی چیز میں اٹک گئی ہے۔"

اول تو صفوان نے ہی بڑا زور لگایا جب وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تو پھر جاماسپ اور صفوان دونوں پکڑ کر اس سے لٹک گئے۔ کمند نے پھر بھی جنبش نہیں کی۔

جاماسپ نے کہا = "اب میں اوپر چڑھتا ہوں۔"

صفوان = "میرے عزیز نہیں۔ پہلے میں ہی جاؤں گا جب میں کمند کو حرکت

دوں تم چلے آنا۔"

جاماسپ = "اور زرینہ"

زرینہ = "بھائی جان کے بعد میں چڑھوں گی۔"

صفوان = "ٹھیک ہے۔"

صفوان نے ڈھال پشت پر لٹکائی۔ تلوار دانتوں میں دبائی اور بڑی پھرتی سے چڑھ کر چھت پر پہنچ گئے۔

اس وقت افق مشرق سے چاند جھانکنے لگا تھا چھت پر اجالا پھیل گیا تھا۔ صفوان نے کمند کو دیکھا وہ ایک نوکیلے پتھر میں پھنس گئی تھی۔ انہوں نے یہ اطمینان کر لیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہلے گی نہیں۔

اب انہوں نے کمند کو ہلایا۔ فوراً زرینہ نے چڑھنا شروع کر دیا کئی مرتبہ وہ اوپر نیچے کو پھسلی لیکن آخر کار اوپر پہنچ گئی۔ صفوان نے اس کے ہاتھ کو نہیں پکڑا کیونکہ یہ بات خلاف شرع تھی۔ بلکہ اپنا عمامہ لٹکا دیا کمند اور عمامہ کے سہارے سے وہ چھت پر آ گئی۔

صفوان نے پھر کمند کو حرکت دی۔ اب جاماسپ اوپر پہنچ گئے۔ زرینہ انہیں ساتھ لے کر زینہ کے ذریعے سے نیچے اتری اور ایک لمبی غلام گردش کو طے کر کے کئی کمروں سے گذری۔

تمام محل شہر خموشاں کی سی کیفیت چھائی ہوتی تھی اور ہر کمرے میں اندھیرا تھا ایک کمرے کے قریب سے جب وہ گذرے تو عربی میں اشعار پڑھنے کی آواز آئی۔ صفوان پہچان گیا آواز عفیرہ کی تھی جو اشعار وہ پڑھ رہی تھی۔ ان کا مطلب یہ تھا۔

" وائے ہے مجھ پر میں تازہ ہوا اور روشنی کو ترستی ہوں۔ قید ہوں اذیت میں رہی ہوں خدا میرا امتحان لے گا اور میں ثابت قدم رہوں گی۔"

مجھے افسوس ہے کہ ہوا بھی میرے حال زار کی صفوان کو اطلاع نہیں دیتی ورنہ وہ شیر دل مجاہد اب تک یہاں ضرور پہنچ جاتے ----"

صفوان سے ضبط نہ ہو سکا۔ انہوں نے کہا۔ " میں آگیا ہوں -----"

جاماسپ نے جلدی سے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یہ کیا غلط کر رہے ہو

خاموش رہو۔"

صفوان اپنی غلطی پر متنبہ ہوئے وہ دروازہ پر پہنچے انہوں نے دیکھا دروازے پر تالا پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے خنجر کا دستہ مارا تالا کھل گیا وہ جھپٹ کر اندر پہنچے اور انہوں نے آہستہ سے کہا۔ " عفیرہ ۔۔۔۔"

عفیرہ نے کہا "یہ کس کی آواز ہے؟"

صفوان نے بڑھ کو عفیرہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے کھینچتے ہوئے باہر لائے کافی اجالا پھیل گیا تھا عفیرہ نے صفوان کو دیکھ کر کہا۔ " اوہ صفوان تم ۔۔۔۔۔"

صفوان نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور کہا۔ " چپ رہو عفیرہ میرے ساتھ آؤ۔"

زرینہ آگے چلی یہ سب پیچھے چلے چھت پر پہنچے اول جاماسپ اترے ان کے بعد عفیرہ اور زرینہ اور سب کے بعد صفوان۔

اب چاند بہت کچھ اونچا ہو گیا تھا۔ یہ سب بڑی احتیاط سے وہاں سے روانہ ہوئے۔

انچاسواں باب

عفیرہ کی داستان

راستہ میں انہیں کوئی نہیں ملا۔ اور وہ پروین کے مکان میں آ گئے۔ پروین ابھی تک جاگ رہی تھی اور ان کا انتظار کر رہی تھی۔ جب یہ لوگ آئے ہیں چاندنی پھیلنے لگی تھی چاند کی تاریخوں کا آخری عشرہ ہونے کی وجہ سے چاندنی کچھ پھیکی تھی، پھر بھی کافی روشنی تھی۔

چاندنی میں پروین کی، زرینہ کی اور عفیرہ کی صورتیں چمک رہی تھی۔ عفیرہ کے چہرہ پر سرخی کی بجائے کچھ زردی غالب آ گئی تھی۔ اس کا رنگ بسنتی ہو گیا تھا۔ جو اور بھی بھلا معلوم ہو رہا تھا زرینہ نے کہا "میں نے انہیں دیکھا تھا اور پہلی ہی نظر میں مجھے ان سے ہمدردی ہو گئی تھی۔" پروین نے مسکرا کر کہا "میں نے اب دیکھا ہے اور ان کی صورت نے مجھے گرویدہ کر لیا ہے"۔ عفیرہ بہت کم ایرانی زبان جانتی تھی۔ صفوان نے اسے ان دونوں کی باتیں عربی زبان میں بتائیں وہ مسکرائی اس نے کہا "میں ان دونوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں"۔

جاماسپ نے کہا "آقا زادی کو آرام کی ضرورت ہے انہیں آرام کرنے دیجئے"۔

صفوان = "ٹھیک کہتے ہو جی تو یہ چاہتا ہے کہ ان سے تمام باتیں ابھی پوچھوں مگر نہیں انہیں تکلیف ہو گی پہلے آرام کرنے دو"۔

جاماسپ = "نہیں معلوم کب سے انہوں نے پورے طور پر آرام نہیں کیا"۔

عفیرہ = "میں نے بڑی اذیتیں اٹھائی ہیں۔ ساری ساری رات جاگتے اور خدا سے دعائیں مانگتے گذر جاتی تھی اور دن اس غم و فکر میں بسر ہوتا تھا کہ وہ نامناسب حرکت نہ کر بیٹھیں۔"

صفوان = "اچھا اب تم آرام کرو' انشاءاللہ صبح باتیں ہوں گی۔"

عفیرہ کے لئے الگ کمرہ میں بستر کر دیا گیا اور یہ سب آرام کرنے لگے۔ صبح انہوں نے ضروریات سے فراغت کی۔ صفوان اور عفیرہ نے نماز پڑھ کر قرآن شریف کی تلاوت کی۔ اس عرصہ میں پروین نے ناشتہ تیار کرایا اور پھر سب نے ناشتہ کیا۔ عفیرہ کے چہرہ کا شہابی رنگ اڑ گیا تھا اور کچھ زردی چھا گئی تھی اس کی صورت ایسی دلکش تھی کہ اس عالم میں اور بھی پیاری معلوم ہونے لگی تھی۔ پروین اور زرینہ دونوں اسے گھور گھور کر دیکھ رہی تھیں۔ صفوان نے مسکرا کر کہا۔ "کیا تم نظر لگا دو گی۔"

زرینہ نے کہا۔ "ہماری نظر ایسی نہیں ہے البتہ جی یہ چاہتا ہے کہ انہیں دل میں بٹھا لیں یا آنکھوں میں چھپا لیں۔"

عفیرہ نے مے پاش آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا اور مسکرائی زرینہ نے کہا۔ "اگر کوئی ان پر فریفتہ ہو کر لے اڑا تو اس کا قصور کیا ہے یہ تو پریوں سے بھی زیادہ حسین ہیں۔"

صفوان نے کہا۔ "بڑی بہادر بنتی تھیں کہاں گئی تمہاری بہادری؟"

عفیرہ = "تمہیں اپنی ہی بہادری پر ناز ہے اگر تم اس وقت ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے کیا کیا۔"

صفوان = "یہ کیا کہ چپ چاپ فروزان اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ ہو لیں۔"

عفیرہ = "حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔"

صفوان = "اچھا ہوا کیا۔ مفصل سناؤ۔"

عفیرہ = "ابھی نہیں پہلے میں غسل کر لوں لباس بدل لوں پھر سناؤں گی۔"

صفوان = "مگر تمہارے کپڑے تو یہاں ہیں ہی نہیں۔"

عفیرہ = "تیار تو ہو سکتے ہیں۔"

پروین = "کپڑا میں لاتی ہوں ہم سب بیٹھ کر ابھی سی ڈالیں گے۔"

وہ جھپٹ کر گئی اور عمدہ قسم کا پھولدار کپڑا لے آئی۔ عفیرہ نے تراشا اور

دونوں بیٹھ کر سینے لگیں۔ پہلے شلوار سی' پھر قمیض۔ جب کپڑے سل کر تیار ہو گئے تو عفیرہ نے غسل کیا۔ نیا لباس پہنا' بال سکھا کر کنگھی کی' دو چوٹیاں گوندھ کر گداز سینہ پر چھوڑ دیں۔ اس لباس میں وہ اور بھی حسین معلوم ہونے لگی اس وقت پروین کے باپ آ گئے۔ ان کا نام جاپان تھا عفیرہ کو عربی لباس میں دیکھ کر حیران رہ گئے۔ پروین سے پوچھنے لگے "بیٹی یہ کون لڑکی ہے"۔

پروین نے کہا "ابا جان' یہ ایک عربی دوشیزہ ہے فروزان اسے اڑا لایا تھا۔ جاماسپ اور زرینہ اس کی تلاش میں یہاں آئے تھے یہ مل گئی"۔

جاپان! مگر یہ لڑکی مسلمان ہے اور مسلمانوں نے بلخ کے باہر ڈیرے ڈال دیئے ہیں اس وقت ہر بلخی مسلمانوں کا دشمن ہے اگر کسی کو اس لڑکی کا علم ہو گیا تو ہم مصیبت میں پھنس جائیں گے۔"

پروین = "میں انہیں چھپا لوں گی کسی کے سامنے نہ آنے دوں گی۔"

جاماسپ = "یقین رکھیئے ہم بہت جلد یہاں سے چلے جائیں گے"۔

جاپان! "میں یہ نہیں کہتا کہ تم چلے جاؤ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ احتیاط سے رہو اس لڑکی کو باغیچہ میں رکھو' وہاں کوئی نہ جا سکے گا"۔

پروین = "ہم سب باغیچہ میں جا رہے ہیں"۔

جاپان چلے گئے پروین' عفیرہ' زرینہ' صفوان اور جاماسپ کو لے کر باغیچہ میں پہنچی۔ باغیچہ نہایت اچھا تھا بڑے قرینہ سے لگا ہوا تھا اس میں کئی کمرے بھی ایک طرف بنے ہوئے تھے یہ لوگ گھاس پر بیٹھ گئے صفوان نے کہا "اب سناؤ تم حال"

عفیرہ نے بیان کیا۔

"میں فریگش کے ساتھ باغیچہ میں گئی مجھے پھولوں سے بڑی رغبت ہے اور اس شوق یا رغبت ہی نے مجھے مبتلائے مصیبت کیا باغیچہ خوب تھا پھولوں کے تختے لہلہا رہے تھے۔ طرح طرح کے خوش رنگ اور خوشبودار پھول دیکھ کر میں مدہوش ہو گئی ایک تختہ سے دوسرے میں اور دوسرے سے تیسرے میں پھرنے لگی۔ جی چاہتا تھا کہ سارے پھول توڑ لوں۔ فریگش ایک طرف بیٹھ گئی تھی میں ایک تختہ میں کھڑی ہو کر پھول توڑ توڑ کر سونگھنے لگی۔ دفعتاً کچھ کھٹکا ہوا میں سمجھی فریگش ہے۔ میں نے کوئی

توجہ نہیں کی اچانک کسی نے مجھے قابو میں کر لیا ۔ میں نے دیکھا کئی لوگ سیاہ نقاب ڈالے کھڑے ہیں ۔ دو آدمیوں نے مجھے پکڑ لیا ہے میں نے زور لگایا اور ان کے ہاتھوں سے نکل گئی لیکن میں ہانپنے لگی تھی میں نے جلدی سے خنجر پر ہاتھ ڈالا ۔ فوراً ہی تین چار آدمی مجھ پر آ پڑے ۔ میں بہت کچھ تڑپی تلملائی ان کے ہاتھوں سے نکلنے کی پوری کوشش کی لیکن ممکن نہ ہوا آخر بے دم ہو گئی انہوں نے مجھے ریشم کی ڈور سے باندھ لیا اور اٹھ کر لے چلے ۔ میں نے دیکھا فریکش زمین پر پڑی ہوئی تھی ۔

اگرچہ اب میری رہائی کی کوشش کرنا فضول تھی مگر میرے دل میں جوش پیدا ہوا اور میں نے پھر زور لگایا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا ۔

مجھے باغیچہ سے باہر لائے اور ایک گھوڑے پر سوار کرا دیا ایک آدمی نے مجھ سے کہا "چپ چاپ اگر چلو گی تو تمہیں کوئی تکلیف نہ دی جائے گی اور اگر شور کرو گی ہاؤ کوئی اور حرکت کرو گی تو تمہیں سخت سزا دی جائے گی "۔

میں بے بس ہو گئی۔ چپ ہو گئی اور سمجھ گئی کہ میرے متعلق جو پیش گوئیاں کی جاتی رہی ہیں وہ پوری ہوں گی۔ میں نے خدا سے دعا مانگی کہ میری عصمت کی حفاظت کرو مجھے اپنی زندگی سے زیادہ عزیز عصمت ہے ۔

انہوں نے گھوڑے تیز چھوڑ دیئے رات کو ایک قریہ میں قیام کیا اور میرے بند کھول دیئے۔ میں نے کوشش کی کہ وہ میری طرف سے غافل ہوں تو بھاگ چلوں ۔ مگر وہ ہوشیار رہے صبح سویرے ہی چل پڑے ۔ پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے ہم آہستگی سے سفر کر رہے تھے۔ مجھے خیال تھا کہ "صفوان کی طرف اشارہ کر کے" تم میری تلاش کرو گے ۔ میں پیچھے پھر پھر کر دیکھتی چلی آ رہی تھی مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے تم میرے پیچھے چلے آ رہے ہو۔ غرض وہ مجھے اس شہر میں لے آئے اور اس مکان میں رکھا جس میں سے تم لائے ہو۔ انہوں نے مجھے مجبور کرنا شروع کیا کہ میں مجوسی مذہب اختیار کر لوں اور جو شخص مجھے لایا ہے اس کے ساتھ شادی کر لوں میں نہیں تیار ہوئی ۔ انہوں نے مجھے تکلیفیں دینی شروع کیں ایک ، کوٹھڑی میں بند کر دیا کھانے پینے کو نہیں دیا میں فاقے کرتی اور خدا سے بہتری کی دعائیں مانگتی نماز پڑھتی

نماز سے کچھ مجھے تسلی ہو جاتی ۔

جب کئی دن گذر گئے تب شاید مجھ پر ترس آ گیا یا انہوں نے یہ سمجھا کہ میں بھوکی اور پیاسی مر جاؤں گی مجھے تھوڑا بہت کھانے پینے کو دینے لگے آخر تم رات کو پہنچ گئے اور مجھے اس قید سے رہا کرا لائے۔ خدا کا شکر ہے اسی نے مجھے امتحان میں ثابت قدم رکھا مگر خوف ہے کہیں وہ میری تلاش میں یہاں بھی نہ آ جائیں ۔"

پروین = "مت ڈرو وہ یہاں نہیں آ سکتے "۔

چونکہ اب دوپہر ہو گئی تھی اس لئے پروین وہیں کھانا لے آئی اور وہ سب کھانے لگے ۔

پچاسواں باب

شور و غوغا

اسلامی لشکر ایک طرف فروکش ہو گیا تھا دوسری طرف مجوسی لشکر خیمہ زن تھا۔ ان دونوں لشکروں کے درمیان قلعہ حائل تھا تیسری طرف شہر تھا اور چوتھی طرف میدان تھا۔

یزد جرد کو یہ امید تھی کہ خاقان یا ترکستان سے مدد ضرور آئے گی لیکن ابھی تک کہیں سے ایک سپاہی بھی نہیں آیا تھا لیکن دنیا امید پر قائم ہے اور وہ بھی امید کا آسرا لئے ہوئے تھا۔

خود اس کے پاس مسلمانوں سے تین گنا لشکر تھا۔ اس کے علاوہ بلخ کے تمام نوجوان مسلمانوں کے دشمن تھے اور وہ رضاکارانہ جنگ میں حصہ لینے کو تیار تھے۔ ان نوجوانوں میں مسلمانوں کی دشمنی کا جذبہ اس لئے پیدا ہو گیا تھا کہ انہوں نے ایران پر قبضہ کر کے ان کے شہنشاہ کو دارالسلطنت سے بھگا دیا تھا اور اب اس کے تعاقب میں بلخ پر حملہ آور ہوئے تھے۔

لیکن سنجیدہ طبقہ کے لوگ جنگ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے کارنامے سنے تھے وہ جنگ پر صلح کو ترجیح دیتے تھے کہ یزد جرد مسلمانوں سے صلح کر لے۔ اگر وہ صلح نہ کرنا چاہے تو چین میں چلا جائے اور بلخ والے صلح کر کے امن اور اطمینان سے رہنے لگیں۔

ان صلح پسند لوگوں میں پروین کا باپ جاپان اور ان کے چند معزز دوست بھی تھے۔ ایک روز جاپان نے صفوان سے کہا "اگر صلح نہ ہوئی اور جنگ ہی کی ٹھہری تو کیا ہو گا۔"

صفوان نے کہا "مسلمان ایران اور اصفہان سے آگے بڑھنا نہ چاہتے تھے۔

خراسان پر حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار نہ تھے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ خراسان پر یزد جرد حکمران رہے لیکن یزد جرد نے اس صوبہ اور اس کی حکومت کو غنیمت نہ سمجھا۔ وہ ریشہ دوانیاں کر کے اسلامی مقبوضات میں بغاوتیں کراتا رہا خود جنگی تیاریاں کرتا رہا۔ ان حالات سے مجبور ہو کر امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے خراسان پر لشکر کشی کا حکم دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ یزد جرد کو زندہ گرفتار کر لاؤ یا اس کا سر کاٹ لاؤ۔ اگر یزد جرد نے صلح نہ کی اور خیال یہی ہے کہ وہ ہرگز صلح نہ کرے گا تو جنگ ہو گی اور مسلمان اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک یزد جرد کا خاتمہ نہ ہو جائے گا"۔

جاپان اگر مسلمانوں نے بلخ فتح کر لیا تو ہمارا کیا حشر ہو گا"۔

صفوان = "آپ نے اور آپ کی بیٹی پروین نے ہماری بڑی مدد کی ہے انشاء اللہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا آپ کو امان ہو گی بلکہ آپ جس کی سفارش کریں گے اسے بھی امان دی جائے گی۔"

جاپان = "لیکن آپ کے افسر آپ کی امان کو کیوں مانیں گے"

صفوان = "مسلمانوں میں اخوت ہے مساوات ہے ایک سپاہی اور سپاہی ہی کیا ایک غلام کو بھی وہی اختیارات ہیں جو ایک افسر یا سپہ سالار یا امیر المومنین کو ہیں۔ اگر کوئی غلام کسی شخص کو یا کسی گروہ کو کسی قوم کو یا کسی بستی کو پناہ دے دے تو سب کی طرف سے ہو گی۔"

جاپان = "عجیب بات ہے یہ تو"

صفوان = "کچھ عجیب بات نہیں ہے جب مسلمانوں میں سب برابر ہیں تو ان کی ذمہ داریاں بھی برابر ہیں اور جب ذمہ داریاں برابر ہیں تو ان کے قول قابل قبول ہیں"۔

جاماسپ نے کہا= "آج میں ایک بات کا انکشاف کرتا ہوں صفوان کوئی معمولی شخص نہیں ہے جب ہرات کو مسلمانوں نے فتح کیا تو یہ ہرات کے حاکم مقرر کئے گئے تھے اور جس لشکر نے بلخ کا محاصرہ کیا ہے اس کے سپہ سالار نے انہیں ہرات کا حکمران مقرر کیا تھا"۔

جاپان = "میں نے انہیں دیکھ کر یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ معمولی عرب نہیں ہیں

معزز آدمی ہیں ۔ میرا خیال ہے یزد جرد کو ہزیمت ہو گی ۔ بلخ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے گا ۔ اس انقلاب کے زمانہ میں ــــــــــ"

صفوان نے قطع کلام کر کے کہا " انشاء اللہ آپ کو ' آپ کے خاندان والوں کو اور آپ کے عزیزوں کو کوئی اذیت نہ پہنچے گی ۔ "

جاپان = "گویا آپ نے ہمیں امان دے دی "

صفوان " جی ہاں "

جاپان= " شکریہ اب سنئے فراوندا اور فروزان کو پروین اور زرینہ پر شبہ ہے کہ انہوں نے عربی دوشیزہ کو کسی کی شہ پر اغوا کیا ہے۔ انہوں نے کئی عورتوں کو یہاں دیکھنے کے لئے بھیجا تھا لیکن چونکہ تم باغیچہ میں رہتے ہو اور باغیچہ مکان کے ایک طرف ہے اس لئے کوئی تمہیں نہیں دیکھ سکا۔ تم باغیچہ سے باہر نہ نکلو اور اگر تمہاری موجودگی کا علم ان دستیوں کو ہو بھی گیا تو میں اپنی جان سے تمہاری حفاظت کروں گا " ۔

صفوان = "میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں "

اس وقت عظیم شور ہوا پروین اور زرینہ وہاں موجود نہ تھیں جاپان گھبرا گئے انہوں نے کہا " یزدان رحم کرے کہیں فراوندا اور فروزان کو تمہارا سراغ تو نہیں مل گیا اور وہ غنڈوں کو لے کر تو نہیں چڑھے آ رہے "۔

صفوان = "آپ مطلق نہ گھبرائیں ۔ انشاء اللہ غنڈے ہمیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے "۔

وہ چلے گئے صفوان اور عفیرہ وہاں رہ گئے جاماسپ بھی جاپان کے پیچھے ہی چلے گئے صفوان نے کہا " نہ معلوم تمہاری وجہ سے کیا کیا فتنے اٹھائیں گے "

عفیرہ نے ہوشربا نگاہوں سے انہیں دیکھ کر کہا " میری وجہ سے کوئی فتنہ نہ اٹھے گا "۔

صفوان = "کاہنوں کی پیشن گوئی پوری ہو گئی۔ تم اغوا کی گئیں پہاڑی سلسلے میں آئیں اور ایک نوجوان عجیب طریقہ سے تمہیں رہا بھی کرا لایا ۔ معلوم نہیں تمہارے دل میں اس کا کچھ خیال ہے یا نہیں "۔

عفیرہ = "پھر وہی عذریوں والی باتیں کیں تم نے "۔

صفوان = "وہ فروزان بھی کمبخت شائد مداری ہو گا جو تمہیں لے اڑا "۔

عفیرہ = "یہ بات اسی سے پوچھنا ۔"

صفوان = "تم اشارہ میں میرا نام لے رہی تھیں میرے اطمینان کے لئے یہی بہت ہے۔"

عفیرہ = "اس بھروسہ پر نہ رہنا " ۔

صفوان = "اب میں تمہارے ابو سے کہوں گا مجھے ایک کنیز کی ضرورت ہے ۔ یقین ہے وہ تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں پکڑا دیں گے "۔

عفیرہ = "وہ تمہاری بات کو مجذوب کی بڑ سمجھیں گے "

صفوان " جانتی ہو میں ہرات کا حاکم ہوں "

عفیرہ = "جانتے ہو میں قبیلہ نخم کی ــــــــــ"

صفوان نے قطع کلام کر کے کہا " نازنین ہو "

عفیرہ = "بہادر لڑکی ہوں "

صفوان ہنس پڑے انہوں نے کہا " بہادر بھی ایسی کہ نقاب پوشوں سے ڈر گئی"

عفیرہ = "اگر تم اس وقت وہاں ہوتے ــــــ"

صفوان = "تو میں تمہیں ہرگز انہیں لے جانے نہ دیتا وہ کتنے بھی ہوتے خاک پر لوٹتے نظر آتے "۔

عفیرہ = "ڈینگیں نہ مارو "

صفوان کو جیسے کوئی بات یاد آ گئی ہو انہوں نے عفیرہ سے کہا " ایک بات تو بتاؤ"

عفیرہ = "بس معاف کرو شرارت تمہاری چتون سے ظاہر ہے "

صفوان = "میں فرنگیش کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں "

عفیرہ = " پوچھو "

صفوان = " کیا تمہارے اغواء میں اس کی بھی شرارت تھی؟"

عفیرہ = "میرا خیال ہے وہ ضرور نقاب پوشوں سے ملی ہوئی تھی کیونکہ جس

طرف سے نقاب پوش آئے اس طرف اس کا منہ تھا اس نے ضرور آتے ہوئے دیکھا ہو گا مگر مجھے متنبہ نہ کیا۔"

صفوان = "جاماسپ کا بھی یہی خیال ہے۔"

اس وقت جاماسپ اور جاپان آئے۔ جاپان کچھ پریشان تھے اور جاماسپ مطمئن تھے' جاماسپ نے کہا "مسلمان جنگ کے لئے میدان میں نکل آئے ہیں یزد جرد بھی قلعہ سے باہر پہنچ گیا ہے مجوسی لشکر بھی مقابلہ کے لئے صف بستہ ہونے لگا ہے۔ قلعہ والے اپنے لشکر کی حوصلہ افزائی کے لئے فصیل کے اوپر کھڑے شور و غل کر رہے ہیں۔"

صفوان = "مسلمانوں نے جنگ کی ابتدا کر دی افسوس میں قفس میں مقید ہوں۔"

جاپان = "تم کیا کرتے؟"

صفوان = "اگر میدان میں پہنچ جاتا تو لڑتا۔ کیا آپ میری کچھ مدد کر سکتے ہیں ؟"

جاپان = "کیا مدد چاہتے ہو تم؟"

صفوان = "کسی طرح آپ مجھے قلعہ سے باہر نکال دیجئے آپ کا بڑا احسان ہو گا۔ میں سپہ سالار سے آپ کی مہربانیوں کا ذکر کروں گا"۔

جاپان = "میں کوشش کروں گا"

اکیاونواں باب

حیرت ناک کارنامہ

احنفؓ مع اپنے لشکر کے بلخ کے سامنے آکر فروکش ہو گئے تھے۔ ان کے مجوسی جاسوس قلعہ کے اندر بھی ہو گئے تھے اور باہر جو لشکر فروکش تھا اس میں بھی گشت لگا گئے تھے۔ انہوں نے انہیں یہ بتا دیا تھا کہ مجوسی سپاہ کی تعداد پچھتر ہزار سے زیادہ ہے لیکن ان میں دلیرانہ جوش و جذبہ نہیں ہے البتہ نوجوان مجوسیوں میں زیادہ جوش و خروش پایا جاتا ہے۔

احنفؓ نے یہ انتظار کیا کہ مجوسی مقابلہ پر آئیں لیکن انہوں نے یہ جرات نہیں کی۔ احنفؓ جنگ کو طول دینا نہیں چاہتے تھے اس لئے ایک روز انہوں نے خود ہی اپنا لشکر میدان جنگ میں اتار دیا۔ میمنہ' میسرہ' اور قلب قائم کئے۔ مجوسیوں نے دیکھا انہوں نے یزد جرد کو اطلاع دی یزد جرد نے قلعہ کے لشکر کو صف بستہ کر دیا۔

یزد جرد کو معلوم تھا کہ اسلامی لشکر اس کی سپاہ کے مقابلہ میں بہت تھوڑا ہے اس لئے اس نے طبل جنگ بجوا کر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ایرانی سپاہی اس شان سے بڑھے جیسے سمندر میں موجیں اٹھنے لگیں۔ مجوسی نوجوان رضا کار بھی اپنے لشکر کے ساتھ ہو گئے۔

مسلمان یہ سمجھ گئے کہ مجوسی حسب قاعدہ ایک ایک دو دو آدمیوں سے جنگ کی ابتدا کرنا نہیں چاہتے بلکہ عام حملہ کرنے کے لئے بڑھے ہیں اس لئے وہ بھی مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ مجوسی تیروں سے جنگ کا آغاز کریں گے لیکن جب وہ بڑھتے ہی رہے تو انہوں نے یہ اندازہ کر لیا کہ وہ دست بدست جنگ کرنا چاہتے ہیں انہوں نے بھی تیروں کو ہاتھ نہیں لگایا۔

ہراول پر عاقمہؓ بن النصری ، میسرہ پر ربعیؓ بن ابی عقیل الثقفی ، قلب میں احنفؓ بن قیس ، اور ساقہ میں ابن امؓ غزال الہمدانی افسر مقرر ہوئے تھے ۔

اس طرح یزدجرد نے بھی ہراول میں میسرہ میں اور میمنہ میں اپنے مشہور افسر مقرر کئے خود قلب میں رہا ۔

مسلمان اپنی جگہ کھڑے تھے ۔ مجوسی بڑھے چلے آ رہے تھے ۔ انہوں نے ننگی تلواریں ہاتھوں میں لے رکھی تھیں ۔ دھوپ میں تلواریں جگمگا رہی تھیں ۔

جب مجوسی بہت ہی قریب آ گئے ۔ تب احنفؓ نے اللہ اکبر کا پہلا نعرہ لگایا ۔ مسلمان ہوشیار ہو گئے ۔ اور جب فاصلہ اور کم ہو گیا تو احنفؓ نے دوسرا نعرہ لگایا ۔ ------ مسلمانوں نے اس نعرہ کی آواز کے سنتے ہی میانوں سے تلواریں کھینچ لیں ۔

اس عرصہ میں مجوسیوں نے بڑھ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا ۔ مسلمانوں نے ڈھالوں پر ان کے وار روکے لیکن انہوں نے خود وار نہیں کئے ۔ وہ اپنے افسروں کے بڑے اطاعت گذار تھے ۔ طریقہ یہ تھا افسر تین مرتبہ نعرہ تکبیر بلند کرتے تھے ۔ پہلے نعرہ پر مسلمان ہوشیار ہو جاتے تھے دوسرے نعرے پر ہتھیار سنبھال لیتے تھے اور تیسرے نعرہ پر حملہ کرتے تھے ۔ ابھی تک ان کے سپہ سالار نے تیسرا نعرہ نہیں لگایا تھا ۔ اس لئے وہ دشمنوں کے وار روک رہے تھے ۔

اب احنفؓ نے تیسرا نعرہ لگایا ۔ تمام مسلمانوں نے ایک ساتھ مل کر بڑے شور کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا ۔ اس پر زور نعرہ کو سن کر مجوسی خائف ہو گئے ۔ ان کے گھوڑے بھڑک اٹھے اور طبل جنگ کی آواز نعرہ کے شور میں گم ہو کر رہ گئی ۔

نعرہ لگاتے ہی ہر محاذ کے مسلمان بڑھنے لگے ۔ خصوصاً ہراول کے دستوں نے بڑے زور سے مجوسیوں پر حملہ کیا ۔ ان کی خارا شگاف تلواریں چمکتی ہوئی بلند ہوئیں اور مجوسیوں کی ڈھالوں سے پھسل کر سپاہیوں اور گھوڑوں پر پڑیں ۔ بہت سے جانبازوں کو زخمی کر گئیں ۔ مجروح تلملا اٹھے ۔

مجوسیوں نے جوش میں آ کر مسلمانوں پر حملہ کیا ۔ کئی مسلمان بھی ان کے حملوں سے زخمی ہو گئے ۔ اسی طرح جنگ کی ابتدا ہوئی اور رفتہ رفتہ بڑھنے لگی ۔ مجوسی مسلمانوں میں اور مسلمان مجوسیوں میں گھس گئے ۔ تلواریں زور و شور سے چلنے

لگیں ۔ سرفروش قتل او زخمی ہونے لگے ۔

اسلامی ہراول دستے مجوسیوں کی صفیں چیرتے ، مارتے کاٹتے بڑھتے چلے جا رہے تھے مجوسی قدم قدم پر انہیں روک رہے تھے ۔ مگر وہ رکنے کے لئے نہیں بڑھے تھے ۔ جوش میں آکر حملے کرتے تھے ۔ قتل و خونریزی کرتے بڑھ رہے تھے ۔ وہ ایک صف کو تہ و بالا کرکے دوسری پر حملہ کرتے اور دوسری سے تیسری پر ۔

جن صفوں کو وہ کھولتے جاتے تھے ۔ ان میں لڑائی کا زور بڑھتا جاتا تھا ۔ پچھلی صفوں سے بڑھ کر آنے والے مسلمان مجاہد ان صفوں میں پھیل کر نہایت جرات اور استقلال سے لڑنے لگتے ۔ مجوسی مسلمانوں پر اور مسلمان مجوسیوں پر تلواروں سے پر زور حملے کرتے ۔

جنگ دور تک پھیل گئی تھی ۔ نہایت گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ۔ مسلمان مجوسیوں کو اور مجوسی ، مسلمانوں کو قتل کر رہے تھے ۔ سروں پر سر اچھل رہے تھے اور دھڑوں پر دھڑ گر رہے تھے ۔ خون کی بارش ہو رہی تھی لڑنے والے خون میں رنگتے چلے جا رہے تھے ۔

فریقین جوش و غضب میں بھرے ہوئے تھے ۔ نہایت جوش پھرتی اور قوت سے حملے کر رہے تھے ۔ مجوسی یہ سمجھ کر حملہ آور ہوئے تھے کہ مسلمان تھوڑے ہیں جاتے ہی انہیں تلواروں کی دھاروں پر رکھ لیں گے ۔ لیکن جب مسلمانوں نے خود ان کی صفیں توڑنا اور بے دریغ انہیں قتل کرنا شروع کر دیا ۔ تو ان کا زعم ختم ہو گیا ۔ اور اب وہ بچ کر لڑنے لگے ۔

مسلمان بڑے زور سے حملے کر رہے تھے اور بڑی پھرتی اور قوت سے تلواریں چلا رہے تھے ۔ ان کی خون آشام تلواریں موت کا فرشتہ بن گئی تھیں ۔ جن لوگوں کے سروں پر پڑتی تھیں سر کی پھانکیں کر دیتی تھیں ۔ جن کے شانوں پر پڑتی تھیں پسلیاں تک کھولتی چلی جاتی تھیں ۔ اور جن کی گردنوں پر پڑتی تھیں ان کے سر اڑا دیتی تھیں ۔

بڑی خونریز جنگ ہو رہی تھی ، لاشوں پر لاشیں گر رہی تھیں ۔ خون کے چشمے بہہ رہے تھے ۔ مسلمانوں کے دلیرانہ حملوں سے مجوسی گھبرانے لگے تھے ۔ لڑائی کا محاذ

دم بہ دم بڑھتا جاتا تھا۔ مسلمان کئی صفوں کو توڑ کر گھستے چلے جاتے تھے۔

جس وقت اس میدان میں جنگ ہو رہی تھی۔ اسی وقت جاماسپ، صفوان اور جاپان فصیل کی دیوار توڑ رہے تھے۔ جاپان کا مکان فصیل کے نیچے ہی تھا۔ صفوان کی درخواست پر جاپان نے اجازت دے دی تھی کہ وہ فصیل توڑ کر نکل جائیں۔

تھوڑی ہی دیر میں فصیل میں اتنا بڑا سوراخ ہو گیا۔ جس سے دو آدمی ایک ساتھ نکل سکیں۔ صفوان نے جاپان سے کہا۔ "میں بتا چکا ہوں کہ یزدجرد کو ہزیمت ہو گی۔ قلعہ پر ضرور مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ اگر تم مسلمانوں کو اپنا زیادہ ممنون احسان بنانا چاہتے ہو تو انہیں اس راستہ سے قلعہ میں آنے کی اجازت دے دو!"

جاپان نیم رضامند ہو گئے۔ صفوان جھپٹ کر لشکر میں پہنچے۔ اور میسرہ کے افسر ربعی سے مل کر ان کے تمام حالات بیان کر کے ایک ہزار سپاہی طلب کئے۔

انہوں نے فوراً ایک ہزار مجاہد ان کے سپرد کر دیئے۔ یہ لوگ دس دس بیس بیس آدمیوں کے گروہ میں فصیل کے پاس پہنچتے اور شگاف میں داخل ہو کر جاپان کے مکان میں جمع ہونے لگے۔

جب پورے ایک ہزار آدمی آ گئے۔ تب صفوان انہیں ساتھ لے کر مکان سے باہر نکلے اور کوچہ کو طے کر کے سڑک پر آ گئے۔ مسلمانوں کو دیکھتے ہی مجوسی خوف و دہشت سے کانپنے لگے اور بھاگ بھاگ کر گھروں میں گھسنے لگے۔

صفوان سیدھے فصیل پر پہنچے۔ فصیل پر بہت کم سپاہی رہ گئے تھے۔ انہوں نے انہیں جاتے ہی کاٹ ڈالا۔ اور بلخ کے قلعہ سے ایرانی جھنڈا اتار کر اسلامی پرچم لہرا دیا۔

اس وقت فصیل پر جتنے مسلمان تھے۔ انہوں نے پر شور اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

یزد جرد اور اس کے ہمراہیوں نے دیکھا فصیل پر مسلمانوں کو دیکھ کر ان کے دل ڈوب گئے۔ یزدجرد کو اپنی ہزیمت کا یقین ہو گیا۔ وہ بڑی بدحواسی سے بھاگا۔ اس کے بھاگتے ہی لشکر کے پیر اکھڑ گئے۔ مجوسیوں کو ہزیمت ہوئی۔ وہ ہر طرف سے بھاگنے لگے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل و گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

یزدجرد اگر ہمت اور لشکر سے کام لیتا تو اس کے پاس اتنا لشکر تھا کہ شاید اسے ہزیمت نہ ہوتی لیکن مسلمانوں کو قلعہ کی فصیل پر دیکھتے ہی اس پر خوف غالب ہو گیا۔ اور اسے ہزیمت ہو گئی۔

باون واں باب

امیر احنفؒ کی حیرت

صفوان نے یہ ہوشیاری اور کی تھی کہ جب وہ فصیل کی طرف بڑھے انہوں نے پچاس آدمیوں کا دستہ دروازہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اور اسے یہ ہدایت کر دی تھی کہ کسی مجوسی کو قلعہ سے باہر نہ نکلنے دینا نہ کسی مجوسی کو قلعہ کے اندر آنے دینا۔ البتہ اسلامی دستوں کو قلعہ کے اندر آنے دینا۔

چنانچہ اس دستہ نے دروازہ پر جاکر پہرہ داروں کو قتل کر ڈالا۔ اور دروازہ پر قبضہ کر کے پھاٹک کھول دیا۔ ان مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ مجوسی جب ہزیمت اٹھا کر بھاگیں گے تو قلعہ میں گھسنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن انہوں نے قلعہ کا رخ ہی نہیں کیا بلکہ دریائے جیحون کی طرف بھاگے۔

وہ قلعہ میں آ بھی کیسے سکتے تھے جب کہ انہوں نے قلعہ کی فصیل پر اسلامی فوج کو قلعہ میں دیکھ لیا تھا۔

یزدجرد کو اس کی موجودگی میں یہ زبردست ہزیمت ہوئی تھی۔ اور یہ شکست ایسے حالات میں ہوئی جبکہ اس کے پاس مسلمانوں سے کئی گنا زائد لشکر تھا۔ اگرچہ وہ جانتا تھا کہ ہزیمت میں اس کی آخری امید بھی ختم ہو جائے گی۔ اسے سردھڑ کی بازی لگا دینی چاہئے تھی لیکن اس پر کچھ ایسا خوف و دہشت طاری تھا کہ اس نے جم کر مقابلہ نہیں کیا بھاگ نکلا۔

احنفؒ نے بھی قلعہ پر اسلامی علم اور مسلم مجاہدین کو دیکھ لیا تھا۔ انہیں بڑی حیرت تھی کہ مسلمان قلعہ کے اندر پہنچ گئے۔ بہت غور کیا لیکن ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ مسلمانوں نے دور تک مجوسیوں کا تعاقب کیا جب وہ ان کی گرفت سے باہر نکل گئے تب واپس ہوئے۔

احنفؓ نے سب سے پہلے مجوسیوں کے کیمپ پر قبضہ کیا۔

بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔

اس کے بعد انہوں نے شہیدوں کو جمع کر کے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ اور بڑے بڑے گڑھے کھدوا کر ایک ایک گڑھے میں کئی کئی شہیدوں کو اسی لباس میں جسے پہن کر وہ شہید ہوئے تھے دفن کر دیا۔

مسلمان ساڑھے تین سو شہید ہوئے تھے۔ مجوسی ڈھائی ہزار کے قریب مارے گئے تھے اور پانچ ہزار سے زیادہ گرفتار ہوئے تھے۔

احنف نے اپنا لشکر کیمپ ہی میں فروکش کر دیا۔

مسلمان اپنی فرودگاہ سے ڈیرے خیمے اور سامان لے آئے۔

اب احنفؓ چند افسروں کے ساتھ قلعہ کی طرف بڑھے۔ اس عرصہ میں صفوان نے بھی قلعہ پر تسلط کر لیا تھا۔ وہ بھی چند سواروں کے ساتھ احنفؓ سے ملنے کے لئے چلے۔ جب وہ دروازہ پر پہنچے تو انہوں نے کئی معزز مجوسیوں کو دروازہ کے محافظوں سے باہر جانے کی التجا کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ انہیں باہر کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مجوسی اصرار کر رہے تھے صفوان کو دیکھتے ہی محافظوں نے کہا۔ "وہ آ گئے ہمارے امیر تم ان سے اجازت لے لو۔" ان مجوسیوں میں فروزان تھا فرادندا اور دو آدمی تھے۔ فروزان نے صفوان کو پہچان لیا۔ لیکن صفوان اسے نہ پہچان سکتے تھے۔ فیروزان نے ان سے بھی باہر جانے کی درخواست کی۔ ابھی وہ کوئی جواب نہ دینے پائے تھے کہ جاماسپ آ گئے انہوں نے فروزان کو دیکھتے ہی کہا۔ "اہرمن تجھے غارت کرے۔ کہاں جا رہے ہو"؟۔

فروزان نے اسے دیکھا اس کی نظریں کہہ رہی تھیں کہ اس نے انہیں پہچانا نہیں صفوان نے جاماسپ سے کہا۔ "کیا تم اسے جانتے ہو۔ کون ہے یہ؟"

جاماسپ۔ "یہی وہ بدذات ہے جو آقازادی کو بلا لایا تھا"۔

صفوان کو جوش آ گیا۔ غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ وہ کچھ کہنا چاہتے تھے کہ فروزان نے جلدی سے تلوار میان سے نکالی اور صفوان پر حملہ کرنا چاہا۔ جاماسپ نے جھپٹ کر اس کی کلائی پر خنجر کا دستہ مارا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے

چھوٹ کر گر گئی۔ مسلمان محافظوں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔

اسی وقت احنفؓ دروازہ میں داخل ہوئے انہوں نے حیرت سے صفوان کو دیکھ کر کہا۔ "تم ..... تم یہاں کیسے؟"

صفوان نے امیر کو سلام کیا۔ امیر احنفؓ صفوان کو بلخ کے قلعہ پر دیکھ کر اس قدر حیران ہوئے تھے کہ سلام کرنا بھول گئے تھے۔ جب صفوان نے سلام کیا تو انہیں بڑی ندامت ہوئی۔ وہ باہر سے آئے تھے اور قاعدہ میں انہیں ہی سلام کرنا چاہئے تھے۔ انہوں نے کہا۔ "خدا مجھے معاف کرے میں تمہیں یہاں دیکھ کر اس قدر حیران ہوا کہ اسلام علیکم کہنا بھی بھول گیا۔"

انہوں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا۔ تم ہرات سے یہاں کیسے آئے ہو۔

صفوان نے جواب دیا۔ "خدا لے آیا۔ اس نے ایک ایسا سبب پیدا کر دیا کہ جس کی وجہ سے میں یہاں آ گیا۔ اور قلعہ کی فتح میں میں نے حصہ لیا۔"

احنفؓ = "کیا قلعہ میں تم نے مسلمانوں کو داخل کیا؟"

صفوان = "جی ہاں میں قلعہ کے اندر آپ کے آنے سے پہلے آ گیا تھا۔ ایک معزز مجوسی جاپان نامی کے یہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ آج آپ نے لڑائی شروع کر دی۔ جوش و غضب سے میرا برا حال ہو گیا۔ میں نے جاپان سے التجاء کی کہ وہ مجھے قلعہ کے باہر پہنچا دیں انہوں نے اپنے گھر کی دیوار توڑ ڈالی جو فصیل کی دیوار تھی۔ اس میں شگاف ہوا اس کے ذریعہ سے باہر نکلا اور ایک ہزار مسلمان لا کر فصیل پر چڑھا دیئے برج سے مجوسی جھنڈا اتار کر اسلامی علم بلند کر دیا۔"

احنفؓ = "تمہاری اس کارروائی نے ہی یزدجرد کو خوف زدہ کر کے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس فتح کا سہرا تمہارے سر ہے۔"

صفوان۔ قلعہ کی فتح میں جاپان نے حصہ لیا ہے۔ میں نے اسے، اس کے خاندان والوں کو اور اس کے عزیز و اقارب کو پناہ دے دی ہے۔"

احنفؓ = "تم نے خوب کیا۔ میں ہر اس شخص کو پناہ دوں گا۔ جسے جاپان کہیں گے۔"

اتفاق سے اس وقت جاپان بھی وہاں آ گئے۔ وہ عربی نہیں جانتے تھے۔

جاماسپ نے انہیں امیر کی گفتگو کا ترجمہ کرکے سنایا ۔ وہ بہت خوش ہوئے صفوان نے ان کا تعارف امیر سے کرادیا ۔ امیر احنفؓ نے ان کا شکریہ ادا کیا ۔

جاپان نے امیر سے اپنے مکان پر چلنے کی درخواست کی ۔ صفوان نے کہا ۔ "چلئے وہیں بتاؤں گا کہ کیسے خدا مجھے یہاں لے آیا ۔"

امیر چلے ۔ صفوان نے جاماسپ سے کہا ۔ "فروزان کو بھی وہیں لے آؤ۔"

امیر احنفؓ نے بلخ کا قلعہ اندر سے دیکھا ۔ بڑا کشادہ تھا فصیل وہ دیکھ ہی چکے تھے نہایت مضبوط تھی ۔ اس کا فتح کرنا آسان نہیں تھا ۔ انہوں نے کہا ۔ خدا بڑا سبب الاسباب ہے اس نے ایسا سبب پیدا کر دیا جس سے مسلمانوں کو زیادہ مشقت نہیں کرنی پڑی ۔ یزدجرد معمولی مقابلہ کرکے بھاگ نکلا ۔ اور قلعہ پر قبضہ ہوگیا ۔"

احنفؓ جاپان کے مکان پر پہنچے جاپان نے ان کے لئے قالینوں کا فرش کرایا ۔ مگر وہ قالین پر نہیں بیٹھے کہنے لگے۔ "خدا کی زمین سے بہتر کوئی فرش نہیں ہے ۔" وہ زمین پر بیٹھ گئے ۔ ان کے پاس صفوان بیٹھے ۔ سامنے جاماسپ بھی زمین پر ہی بیٹھ گئے ۔ جاماسپ فروزان وغیرہ کو لے کر آئے ۔ احنفؓ نے کہا ۔ "اب سناؤ ! تم کیسے یہاں پہنچے ؟"

صفوان نے کہا " ہرات میں امیر عامر زخمی ہو گئے تھے ان کی ایک لڑکی عفیرہ بھی تھی (فیروزان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ بدبخت اسے اڑا لایا ۔"

انہوں نے تمام واقعہ عفیرہ کے اڑا لانے' اپنے اور جاماسپ کے اس کی تلاش میں آنے کا سنا ڈالا ۔ جاماسپ اور زرینہ کا بھی تمام حال سنایا ۔ امیر احنفؓ نے کہا ۔ "جاماسپ نے بڑا کام کیا ۔ میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ بیٹی زرینہ کہاں ہے ۔ ؟"

زرینہ پروین اور عفیرہ دیوار کی آڑ میں کھڑی تھیں ۔ زرینہ نے بڑھ کر امیر کو سلام کیا انہوں نے اسے دعا دی اور اس کا شکریہ ادا کیا ۔ زرینہ نے کہا۔ "پروین نے ہماری بڑی مدد کی ہے ۔"

اس نے پروین کو بھی بلایا ۔ پروین نے امیر کو سلام کیا امیر نے اسے بھی دعا دی اور اس کا بھی شکریہ ادا کیا جاماسپ نے امیر کو بتایا کہ فروزان نے دروازہ کے

اوپر صفوان پر قاتلانہ حملہ کیا تھا ۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے ۔

" احنفؓ نے فیروزان کو دیکھا انہوں نے کہا۔ "اس نے ایک عربی دوشیزہ کو مبتلائے مصیبت کیا ۔ ایک مسلمان پر قاتلانہ حملہ کیا ۔ اس کی سزا قتل ہے۔"

جب فیروزان کو امیر کے حکم سے آگاہ کیا گیا تو اس نے فوراً کہا ۔ میں مسلمان ہوتا ہوں ۔ اسلام کا یہ قانون ہے کہ جب کوئی شخص مسلمان ہونے کا اقرار کرے چاہے اس نے مسلمان کو اذیتیں دی ہوں یا انہیں قتل کیا ہو تو اسے فوراً مسلمان کرلیا جاتا ہے اس کے پچھلے جرموں سے کوئی باز پرس نہیں کی جاتی ۔ چنانچہ فروزان کو مسلمان کرلیا گیا ۔ اسے اسی وقت رہا کر دیا گیا ۔ جاپان پر مسلمانوں کی اس بات کا یہ اثر ہوا کہ وہ بھی معہ اپنی لڑکی پروین کے مسلمان ہو گئے ۔

احنفؓ نے جاپان کی بڑی عزت افزائی کی ۔ بلخ کے حاکم کی تمام جاگیر انہیں دے دی ۔ انہیں یہ اختیار دے دیا کہ وہ جسے چاہیں امان دے دیں ۔

مسلمانوں کا بلخ کے قلعہ پر قبضہ ہوگیا ۔ اہل بلخ نے جاپان کے ذریعہ سے جزیہ کی ادائیگی پر امان حاصل کر لی ۔ جاپان بڑے نیک آدمی تھے ۔ انہوں نے امیر سے سفارش کرکے بہت سے غریبوں پر جزیہ معاف کرایا ۔ اس سے ان کی شہرت ہوگئی اور وہ ہر دل عزیز ہو گئے ۔

صفوان نے امیر سے اجازت لے کر ایک قاصد عامر کے پاس ہرات میں عفیرہ کے مل جانے اور بلخ فتح ہونے کی خوشخبری کے ساتھ روانہ کیا۔ بلخ کے قلعہ میں سے بھی بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا ۔ جب یہ مال غنیمت تقسیم ہوا تو مسلمان دولتمند ہو گئے ۔

ترپن واں باب

شرقیوں کا سرتاج

یزدجرد اوراس کی سپاہ ایسی بدحواس ہو کر بھاگی کہ دریائے جیحون پر جا کر دم لیا ۔ خراسان کی سرحد دریائے جیحون پر ختم ہوتی تھی ۔ دریا پار ترکستان کی سرحد تھی ۔ ترکستان کا دارالسلطنت فرغانہ تھا ۔ اس زمانہ میں ترکستان کے فرمانروا کا لقب ہی خاقان تھا ۔

یزدجرد نے ایک سفارت نہیں کئی سفارتیں خاقان کے پاس مدد کے لئے بھیجیں ۔ لیکن خاقان نے مطلق بھی التفات نہ کی ۔ مسلمان اس سے دور تھے ۔ اس نے یہ سن رکھا تھا کہ جس ملک نے مسلمانوں کی مخالفت کی اس پر مسلمانوں نے حملہ کر کے زیر و زبر کر ڈالا وہ بلا وجہ مسلمانوں سے دشمنی مول لینا نہیں چاہتا تھا ۔ اسی لئے اس نے یزدجرد کی سفارتوں کا جواب نہیں دیا تھا ۔

یزدجرد جب دریائے جیحون پر پہنچا ۔ تو بہت سے ایرانی سوار بدحواسی کی وجہ سے دریا میں گر پڑے اور معہ گھوڑوں کے غرق ہو گئے ۔

دریائے جیحون وہی دریا تھا جو ترکستان اور ایران کا حد فاصل تھا ۔ کہ کسی زمانہ میں ترکستان کا فرمانروا افراسیاب تھا ۔ اور ایران کا بادشاہ کاؤس تھا ۔ ان دونوں بادشاہوں کے تعلقات ایک عرصہ سے کشیدہ تھے ۔ اکثر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں ۔ لیکن زمانہ کے انقلاب نے نہ افراسیاب کو باقی رکھا اور نہ کاؤس کو البتہ دریائے جیحون اس وقت سے اب تک برابر ایک ہی رفتار سے بہہ رہا تھا ۔

یہ دریا بہت چوڑا اور گہرا تھا ۔ بغیر کشتیوں کے اسے پار نہیں کیا جا سکتا تھا چنانچہ یزدجرد اور اس کی سپاہ کے لئے کشتیاں فراہم کی گئیں ۔ اور کئی روز میں یہ لشکر پار اترا ۔ اگر مسلمان اس لشکر کے تعاقب میں بڑھے چلے آتے تو اس کا دریا پار ہونا

مشکل تھا ۔ عجب نہیں کہ بہت سے مجوسی دریا میں غرص ہو جاتے اور یزدجرد بھی یا تو مارا جاتا یا گرفتار ہو جاتا ۔

یزدجرد دریا پار کر کے فرغانہ کی طرف بڑھا ۔ اس نے خاقان کو اپنے آنے کی اطلاع کی ۔ وہ شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ سفر کر رہا تھا ۔ اس کے پاس اب بھی بڑی دولت تھی بڑا ساز و سامان تھا فوج تھی غلام اور کنیزیں تھیں ۔ وہ دریا پار کر کے غشب میں پہنچا اور سمرقند کو بائیں ہاتھ چھوڑ کر اور ماوراالنہر کی طرف بڑھا ۔ اس کو عبور کر کے فرغانہ کی طرف کوچ کیا
فرغانہ وہاں سے بہت قریب تھا ۔

تمام ترکستان میں یزدجرد کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی ۔ چونکہ ایران کے بادشاہ کی شہرت تھی ۔ اس لئے ترک اور ترکنیں اسے دیکھنے کے لئے آبادی کے قریب والے راستوں پر جمع ہو جاتے تھے ۔ وہ شہزادیوں اور شاہی خاندان کی عورتوں کو دیکھ کر بہت متاثر ہوتے تھے ۔ انہیں ان سے ہمدردی ہو جاتی تھی ۔ یہ قدرتی بات ہے کہ ان سے ہمدردی مسلمانوں سے تعصب پیدا کر دیتی تھی اور وہ مسلمانوں کو برا کہنے لگتے تھے ۔

جب یزدجرد فرغانہ کے قریب پہنچا تو خاقان نے استقبال کے لئے چند افسر اور چند معزز آدمی کچھ لشکر کے ساتھ بھیجے ۔ انہوں نے اس کا استقبال کیا اور فرغانہ میں لے آئے ۔

جب یزد جرد شہر میں داخل ہوا تو خاقان نے اس کی بڑی عزت افزائی کی اپنے محل کے ایک حصہ میں ٹھہرایا ۔ فوج فرغانہ کے باہر مقیم ہوئی ۔
چند روز کے بعد یزد جرد نے خاقان سے کہا " میں مدد مانگنے آیا ہوں مجھے پوری امید ہے کہ اگر آپ نے میری مدد کی تو میں مسلمانوں کو ایران سے نکال کر اپنے ملک پر قابض ہو جاؤں گا ۔ اس صلہ میں میں آپ کو نذرانہ پیش کروں گا اور ترکی لشکر کا تمام خرچہ آمدورفت کا ادا کروں گا ۔"
خاقان = "پہلے یہ بتاؤ کہ تمہاری سلطنت ایسی عظیم الشان اور باہیبت تھی کہ قرب و جوار کی حکومتیں ڈرتی تھیں ۔ عربوں کی اس سلطنت کے سامنے کوئی حیثیت نہ

تھی پھر تمہیں ہزیمت کیوں ہوئی ؟"

یزدجرد = "مجھے خود تعجب ہے کہ میں نے ٹڈی دل فوجیں بھوکے ننگے بیمار اور درماندہ عربوں کے مقابلہ میں بھیجیں۔ بڑے خونریز معرکے ہوئے کسی لڑائی میں بھی ایرانیوں نے بزدلی اور پست ہمتی نہیں کی ۔ لیکن ہر جنگ میں ہزیمت ایرانیوں ہی کو ہوئی اور اس حالات میں کہ تعداد میں مسلمان کم ہوتے تھے ۔ اور ایرانی زیادہ ۔"

خاقان = "میں نے بھی ایسا ہی سنا ہے کیا تمہاری رعایا نے تمہارا ساتھ نہیں دیا۔"

یزدجرد = "رعایا اب بھی میرے ساتھ ہے۔ مسلمانوں سے کوئی خوش نہیں اس لئے مجھے پورا یقین ہے کہ جب آپ امدادی لشکر لے کر چلیں گے تو رعایا آپ کے ساتھ ہو گی اور مسلمانوں کو ملک سے نکال دے گی ۔"

خاقان = "میرا جی چاہتا ہے کہ میں تمہاری مدد کروں لیکن سوچتا ہوں کہ کہیں مجھے بھی ہزیمت نہ ہو جائے ۔"

یزدجرد = "ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔"

میرا خیال تو یہ ہے کہ مسلمان آپ کے آنے کی خبر سن کر ہی پیچھے ہٹنے لگیں گے ۔"

خاقان = "تم نے بلخ پر پوری طرح مقابلہ نہیں کیا ۔"

یزدجرد = "مقابلہ کیا اور میرے پاس اتنا بھاری لشکر تھا کہ اس کی سمائی قلعہ کے اندر نہ ہو سکی ۔ زیادہ سپاہ قلعہ کے باہر مقیم ہوئی ۔ مسلمانوں نے آکر ایک دو روز قیام کیا اور ایک روز لڑائی کے لئے میدان میں نکل آئے۔ میں بھی تمام فوج قلعہ کی لے کر پہنچ گیا ۔ جنگ شروع ہوئی نہ معلوم کس طرح مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو گئے ۔ میری سپاہ کی ہمت ٹوٹ گئی ہزیمت اٹھا کر بھاگے۔ مقابلہ کی امنگ دل ہی میں رہ گئی ۔"

خاقان = "تعجب ہے! میں تمہاری مدد کروں گا اور تمہارے ساتھ خود بھی چلوں گا لیکن اس صلہ میں نذرانہ کے علاوہ میں کچھ اور بھی چاہوں گا "۔

یزدجرد = "جو آپ طلب کریں گے میں بڑی خوشی سے پیش کروں گا ۔"

خاقان = "سوچ لو ۔ اگر تم نے انکار کیا تو۔"

یزدجرد = "آپ میرے ملک و دولت پر قبضہ کر لیں ۔"

خاقان = "مجھے منظور ہے میں لشکر کو تیاری کا حکم دیتا ہوں ۔"

چنانچہ خاقان نے اسی روز اپنے سپہ سالار کو تیاری کا حکم دیدیا ترکی سپاہ تیاری کرنے لگی ۔

چند ہی روز میں تیاریاں مکمل ہو گئیں اور ایک دن خاقان عظیم الشان لشکر لے کر یزدجرد اور اس کی سپاہ کے ہمراہ ایران کی طرف روانہ ہوا ۔

جس عرصہ میں یزدجرد ترکستان گیا اس عرصہ میں امیر عسکر احنفؓ بن قیسی نے خراسان کا مال غنیمت اور قیدی فتح کی خوشخبری کے ساتھ امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں روانہ کئے ۔

انہوں نے جو فتح نامہ لکھا ۔ اس میں یہ بھی تحریر تھا ۔

خدا کے فضل و کرم سے خراسان کا تمام صوبہ تسخیر ہو گیا ہے ۔ آج اس صوبہ میں جس میں نہ معلوم کب سے ستارہ پرستی اور آگ کی پوجا ہوتی تھی خدائے واحد کا نام پکارا جاتا ہے توحید کی منادی کی جاتی ہے اور اللہ کی بزرگی اور عظمت کا اقرار کیا جاتا ہے ۔ اب دریائے دجلہ سے لے کر دریئے جیحون تک کا تمام علاقہ اسلامی مقبوضات میں داخل ہو گیا ہے ۔

یزدجرد بھاگ کر دریائے جیحون کو پار کر کے ترکستان میں خاقان کے پاس مدد کی امیدوں میں گیا ہے۔ میں آئندہ عمل کے لئے آپ کے حکم کا بڑی بے صبری سے انتظار کر رہا ہوں ۔

جب قاصد قیدیوں اور مال غنیمت کے ساتھ مدینہ منورہ میں پہنچے تو تمام شہر میں شہرت ہو گئی مال غنیمت مسجد کے صحن میں ڈھیر کر دیا گیا تھوڑی دیر میں امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ تشریف لائے ۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا یہ مال غنیمت کہاں سے آیا ہے ؟"

کسی نے عرض کیا " خراسان سے ۔ "

آپ نے فرمایا= "خدا کا شکر ہے قاصد کہاں ہے ؟"

ایک عرب نے عرض کیا = " قاصد مسجد میں ہے "

امیرالمومنینؓ مسجد میں تشریف لے گئے لوگوں سے مسجد بھری ہوئی تھی ۔ آپ ممبر کے قریب بیٹھ گئے قاصد نے اٹھ کر ادب سے احنفؓ کا خط پیش کیا آپ نے پڑھا پڑھ کر فرمایا ۔ "کاش خراسان اور عرب کے درمیان آگ کا دریا حائل ہوتا ۔"

دراصل حضرت عمرؓ ممالک کی فتح یابی کو پسند نہیں کرتے تھی ۔ آپ نے احنفؓ کی جرات و دلیری دو حوصلوں کی بڑی تعریف کی اور فرمایا "میں نے خواب میں جس شخص کو دیکھا تھا کہ اس نے خراسان فتح کیا وہ احنفؓ تھے احنفؓ شرقیوں کا سرتاج ہے

آپ نے احنفؓ کو جواب میں لکھا ۔ کہ جہاں تک پہنچ چکے ہو ۔ وہاں سے آگے نہ بڑھنا ۔ یہ دیکھو کہ خاقان اور یزدجرد کیا کرتے ہیں ۔

جب یہ جواب احنفؓ کے پاس پہنچا تو اسی وقت انہیں جاسوسوں نے اطلاع دی کہ خاقان اور یزد جرد ٹڈی دل فوجیں لئے بڑھے چلے آ رہے ہیں ۔ انہوں نے دریائے جیحون کو پار کرلیا ہے ۔

چونکہ بلخ کا مقام لڑائی کے لئے مناسب نہیں تھا ۔ اس سے بہتر مردرود کا مقام تھا ۔ اس لئے احنفؓ نے بلخ کو چھوڑ دیا اور جو جزیہ مجوسیوں سے وصول کیا تھا وہ واپس کر دیا اور مردرود کی طرف معہ لشکر روانہ ہوئے ۔

چون واں باب

شوخ حوریں

جب احنفؓ مرورود روانہ ہونے گئے اور اس سے پہلے انہوں نے جزیہ کی رقم بلخ والوں کو واپس کر دی تو مجوسیوں پر ان کی اس ایمانداری کا بڑا اثر پڑا ۔ اور چونکہ مسلمان بلخیوں کے ساتھ عام طور پر بڑے اخلاق سے پیش آتے تھے ۔ اس لئے وہ ان کے گرودیدہ ہو گئے ۔

اسی لئے جب مسلمان بلخ کو چھوڑ کر چلے تو بلخ والوں کو بڑا افسوس ہوا ۔ انہوں نے چلا کر کہا یزدان تمہیں پھر لائے ۔

جاپان ' پروین اور زرینہ بھی صفوان کے ساتھ چلے ۔ صفوان اور عفیرہ احنفؓ کے لشکر کے ہمراہ ہوئے ۔ انہیں احنفؓ نے اس لئے روک لیا کہ خاقان اور یزد جرد دونوں بے شمار لشکر لئے بڑھے چلے آ رہے تھے ۔ مقابلہ سخت ہونے والا تھا ۔

لیکن جاماسپ صفوان کے ساتھ چلنے کو تیار نہ ہوئے ۔ ان سے صفوان کو محبت ہو گئی تھی ۔ انہوں نے عفیرہ کی تلاش میں بڑی کوشش کی تھی اس لئے عفیرہ کو بھی ایک گونہ لگاؤ ہو گیا تھا ۔

وہ دونوں انہیں علیحدہ کرنا نہیں چاہتے تھے ۔

مگر وہ ان کے ساتھ جانے کو تیار نہ تھے ۔ صفوان کو یہ خیال ہوا کہ وہ کسی وجہ سے ناخوش ہو گئے ہیں ۔ چنانچہ انہوں نے کہا ۔ "یا اخی (اے بھائی) میں انسان ہوں انسان سے ضرور غلطی ہوتی ہے ۔ تم میری کسی غلطی سے ناخوش ہو گئے ہو اور ناخوش ہو کر جا رہے ہو ۔ میں نے تمہیں بھائی بنا لیا تھا ۔ چھوٹوں سے خطائیں ہوتی ہیں بڑے معاف کر دیا کرتے ہیں ۔ میں معافی چاہتا ہوں مجھے معاف کر دو ۔"

جاماسپ بڑے متاثر ہوئے انہوں نے کہا ۔ "یزدان کی قسم میں تم سے ناخوش

نہیں ہوں تم نے کوئی غلطی نہیں کی ہے ۔ بلکہ تم ہمیشہ میری عزت اور مجھ سے محبت کرتے رہے ہو ۔ مجھے تم سے اور آقا زادی عفیرہ سے بڑی محبت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں سے جدا ہو کر میرے دل کو بڑی اذیت پہنچے گی مگر کیا کروں ؟ مجبور ہوں میری زندگی کا بھی ایک مقصد ہے ورنہ اب تک میں زندہ نہ رہتا مرگیا ہوتا اور میری ہڈیاں بھی گل سڑ گئی ہوتیں ۔ میں اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنے جا رہا ہوں ۔"

صفوان = "مجھے بتاؤ ! تمہاری زندگی کا مقصد کیا ہے ؟ جس طرح تم عفیرہ کی تلاش میں میرے ساتھ آئے اسی طرح مجھے تم اپنے ساتھ لو ۔ تم نے میری مدد کی تھی میں تمہاری مدد کرونگا ۔

جاماسپ = "میری زندگی کا مقصد انتقام لینا ہے اور انتقام ایسے شخص سے لینا ہے جو بڑا با اثر ہے جس کی شخصیت سے لوگ مرعوب ہو جاتے ہیں ۔ جس نے میری زندگی تلخ کر دی ہے اور جس کے خیال میں میں مرچکا ہوں ۔"

صفوان نے حیرت سے جاماسپ کو دیکھا ۔ انہوں نے کہا ۔

"تم حیران ہو رہے ہو ۔ تمہیں میرے حالات معلوم نہیں اس لئے تمہاری حیرت حق بجانب ہے۔ افسوس میں اس وقت تمہیں اپنے حالات نہیں بتا سکتا ۔ البتہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر یزدان نے مجھے کامیاب کیا تو میں تمہیں تلاش کروں گا اور تمہارے پاس آؤنگا ۔ اس وقت میں بتاؤں گا کہ کس نے مجھے موت کے منہ میں جھونک دیا تھا ۔ کیوں مجھ سے دشمنی کی تھی اور کس لئے میری زندگی تلخ ہو گئی تھی۔ میں یہ وعدہ کرتاہوں کہ پھر تم سے جدا نہ ہونگا ۔ ساری عمر تمہاری خدمت کر کے گزا دوں گا ۔ میں یہ بھی کہہ دوں کہ تمہاری صحبت نے اور اسلامی مذہب سے واقفیت نے مجھے اسلام سے بہت قریب کر دیا ہے ۔ دل سے میں مسلمان ہو چکا ہوں ۔ ظاہر میں آکر مسلمان ہو جاؤں گا ۔"

صفوان = "تمہاری گفتگو نے پہلے بھی مجھے حیرت میں ڈال دیا تھا اور آج بھی حیران کر دیا ہے تمہیں کسی سے انتقام لینا ہے ۔ ضرور لو ۔ خواہ وہ کتنی بڑی ہستی بھی ہو ۔ لیکن مجھے بھی اپنے ساتھ لو ۔ ایک سے دو اچھے ۔"

جاماسپ = "میں تمہیں ضرور اپنے ساتھ لے لیتا اگر تمہارے لئے میں خطرہ

نہ سمجھتا ۔ تمہارا میرے ساتھ ہونا میری مشکلوں میں اضافہ کر دیگا ۔ میرا تنہا ہی رہنا ٹھیک ہے ۔"

صفوان = "لیکن اگر تمہیں کوئی حادثہ پیش آگیا ۔۔۔۔"

جاماسپ = "میں حادثہ سے بچنے کی کوشش کروں گا ۔ لیکن اگر حادثہ پیش آ گیا تو میری زندگی کا آخری دن ہو گا ۔"

صفوان = "میری ایک درخواست ہے ۔"

جاماسپ = "درخواست نہیں حکم کہو ۔"

صفوان = "نہیں درخواست ہی ہے جب تم اسلام کو اچھا سمجھتے ہو۔ دل سے مسلمان بھی ہو چکے ہو تو کلمہ شہادت پڑھ کر ظاہر میں بھی مسلمان ہو جاؤ ۔"

جاماسپ = "اس سے کیا فائدہ ہے ؟"

صفوان = "اسلام میں یہ ضروری ہے کہ خدا کی وحدانیت اور عبودیت کا زبان سے بھی اقرار کیا جائے اور دل سے بھی تصدیق کی جائے ۔ تم کہتے ہو دل سے تم مسلمان ہو کلمہ پڑھ کر زبان سے بھی اقرار کر لو ۔ اس سے اسلام کا مقصد پورا ہو جائے گا اور تم سچے مسلمان ہو جاؤ گے۔ اگر خدا نخواستہ تم انتقام لینے کی کوشش میں مارے بھی گئے اور غیر مسلموں کے ہاتھوں سے مرے تو شہید ہو گے ۔ خدا تمہیں جنت میں داخل کریگا ۔"

جاماسپ = "یہ بات ہے تو میں اقرار کرتا ہوں ۔"

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد الرسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔)

صفوان = "اب تم مسلمان ہو گئے اسلام نماز کی تائید کرتا ہے نماز ضرور پڑھتے رہنا ۔"

جاماسپ = "میں اب بھی نماز پڑھتا ہوں اور آئندہ بھی پڑھتا رہونگا ۔"

جاماسپ چلے گئے ان کے جانے کا صفوان اور عفیرہ دونوں ہی کو بڑا ملال ہوا ۔ رنج زرینہ کو بھی ہوا لیکن اتنا نہیں جتنا ان دونوں کو ہوا ۔

صفوان اور عفیرہ زرینہ ' پروین اور جاپان کے ساتھ اسلامی لشکر کے ہمراہ مرورود میں آ گئے ۔ مرورود کے سامنے بڑا وسیع میدان پھیلا ہوا تھا یہ میدان ایک نہر تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ نہر کے پار بھی ایک کشادہ میدان تھا ۔ اس میدان کے ایک طرف پہاڑ تھا یہ دنوں میدان نہایت سرسبز و شاداب تھے۔ بڑے میدان میں احنفؓ مقیم ہوئے ان کے ساتھ چوبیس ہزار لشکر تھا ۔ چونکہ انہیں بلخ سے خیمے کثیر تعداد میں ہاتھ آ گئے تھے ۔ اس لئے ہر شخص کے پاس ایک خیمہ ہو گیا تھا۔ اور اس میدان میں خیموں کا شہر آباد ہو گیا تھا۔

اس لشکر کے ساتھ عورتیں ' لڑکیاں اور بچے بھی تھے ۔ ان کے لئے نہر کے نیچے سرا پردہ قائم کر کے خیمے نصب کئے گئے تھے ۔

زرینہ ' پروین اور عفیرہ میں کافی بے تکلفی اور حقیقی بہنوں جیسی محبت ہو گئی ۔ زرینہ بھی عفیرہ کی طرح شوخ تھی ۔ عفیرہ کے اغوا کرنے کی شہرت تمام عورتوں لڑکیوں میں ہو گئی تھی ۔ چونکہ وہ کافی حسین اور خلیق تھی اس لئے سب کو اس سے ہمدردی اور محبت ہو گئی تھی۔ اکثر اس کی ہم سن لڑکیاں اس کے پاس آ کر اس کے اغوا کی داستان اور جو تکلیفیں اس نے اٹھائی تھیں سنا کرتی تھیں۔

ایک روز زرینہ اور عفیرہ دونوں پانی بھرنے نہر پر گئی تھیں ۔ نہر کچھ زیادہ چوڑی اور گہری نہیں تھی چشمہ کی طرح تھی اس کے دونوں کناروں پر درختوں کی قطاریں کھڑی تھیں ۔ دونوں پاس ہی پیر لٹکا کر بیٹھ گئیں زرینہ نے کہا ۔ "تمہیں معلوم ہے صفوان میرے بھائی ہیں ۔"

عفیرہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا ۔ "یہ بات تو عرصہ ہوا جب مجھے معلوم ہو چکی ہے ۔"

زرینہ = "اور یہ بھی تم جانتی ہو کہ صفوان نے تمہارے لئے کتنی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔

عفیرہ = "مجھ سے انہوں نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ۔"

زرینہ = "نہ کیا گیا ہو گا مجھ سے سنو ۔"

عفیرہ = "کیوں سنانا چاہتی ہو تم ۔"

زرینہ = "اس لئے کہ میں تم سے ان کی سفارش کروں ۔"

عفیرہ = "کیسی سفارش ؟"

زرینہ = "سفارش ہی نہیں میں ایک اجازت چاہتی ہوں ۔"

عفیرہ = "کیا اجازت چاہتی ہو ؟"

زرینہ = "میں تمہیں بھابی کہہ لیا کروں ۔"

عفیرہ = "شرما گئی اس نے کہا شریر ۔"

زرینہ = "خطاب چاہے جتنے دے لینا مگر اجازت دے دو ۔"

عفیرہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ لشکر میں کچھ شور ہوا ۔ دونوں نے نہر کی پٹڑی پر چڑھ کر دیکھا انھیں کوئی بات نظر نہیں آئی۔ وہ جلدی جلدی پانی بھر کر چلی آئیں جب وہ سرا پردہ میں پہنچیں تو انہوں نے سنا کہ خاقان ترکی لشکر لے کر آ گیا ہے اور میدان کے آخری کنارہ پر اترا ہے ۔

پچپن واں باب

کدورت کی گرہ

خاقان یزد جرد کے ساتھ دریائے جیحوں کو پار کر کے بلخ میں آیا چونکہ مسلمانوں نے بلخ خالی کر دیا تھا اس لئے وہاں کوئی مزاحمت نہیں ہوئی۔ اس سے خاقان اور یزد جرد دونوں کے حوصلے بڑھ گئے دونوں نے یہ سمجھ لیا کہ مسلمانوں پر ان کی ہیبت طاری ہو گئی ہے اسی لئے وہ بلخ چھوڑ کر چلے گئے۔

انہیں یہ بالکل یقین ہو گیا کہ جوں جوں وہ آگے بڑھتے جائیں گے مسلمان پیچھے ہٹتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ ایران چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔۔۔۔۔ خاقان کو اس بات کے خیال سے یہ زعم باطل ہو گیا کہ اس کے اور اس کی سپاہ کے خوف سے مسلمان پسپا ہونے لگے ہیں۔

یزد جرد اور خاقان دونوں کے ساتھ پری کمال خوش آواز اور خوش اندام کنیزیں تھیں جب وہ ناچ گانے شروع کر دیتی تھیں تو دیکھنے اور سننے والے مست و بے خود ہو جاتے تھے۔ بزم نشاط قریب قریب روزانہ ہی دن میں یا رات میں منعقد ہوتی تھی ان محفلوں میں یزد جرد اور خاقان معہ اپنے اپنے خاندان کی عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کے شریک ہوتے تھے شراب ناب کے دور چلتے تھے اور جب سرور بڑھ جاتا تھا تو حجاب اٹھ جاتا تھا۔

جو عورتیں اور لڑکیاں ترکی خاندان کی تھیں وہ اتنی حسین و مہ جبین نہیں تھیں جتنی ایرانی لڑکیاں اور عورتیں تھیں ان میں ماہ پیکر سب سے زیادہ مہ جمال اور پری چہرہ تھی اس کے چہرہ میں غضب کی دل کشی تھی غزالی آنکھیں ہر وقت جادو سا کرتی رہتی تھیں۔

خاقان ادھیڑ عمر کا آدمی تھا اس کے حرم میں آٹھ یا نو خاتونیں تھیں اس کی کئی لڑکیاں تھیں ان میں سے دو ماہ پیکر سے بڑی تھیں لیکن خاقان ماہ پیکر کو چاہنے لگا تھا

جس محفل میں وہ شریک نہ ہوتی خاقان کو خاک لطف نہ آتا۔

ایک روز بزم نشاط جمی ہوئی تھی ترکنیں ناچ رہی تھیں ساز بج رہا تھا شراب کا دور چل رہا تھا چند نازنین کنیزوں نے گانا شروع کیا ان کی شیریں آواز نے فضا میں نغمے بکھیر دیئے سننے والے وجد کرنے لگے۔

خاقان، ماہ پیکر کو دیکھ رہا تھا۔ ٹکٹکی لگائے، بے تحاشہ اتفاق سے ماہ پیکر کی نظر بھی اٹھ کر اس کی نگاہوں سے ٹکرا گئی اس سے خاقان کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ دل کو دل سے راہ ہے۔ ماہ پیکر بھی اس سے انسیت رکھتی ہے نشہ کی ترنگ میں اس کا دماغ آسمان پر پہنچ گیا وہ عاشق سے محبوب بن گیا شاید اسے یہ خیال ہوا کہ ماہ پیکر اس کی دولت و سلطنت پر ریجھ گئی ہے اس نے ماہ پیکر سے کہا "بت سیم تن" ایک نگاہ لطف اٹھی۔"

یزد جرد نے اس کی طرف دیکھا یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کسے مخاطب کر رہا ہے اس نے خاقان کو ماہ پیکر کی طرف محبت پاس نظروں سے دیکھتے دیکھا یزد جرد خاندان کئے سے تھا۔ یہ خاندان فرمانروا وا[illegible] ایران میں بڑا معزز اور غیرت مند سمجھا جاتا تھا اگرچہ یزد جرد کی سلطنت جاتی رہی تھی مگر خودداری اور غیرت نہیں گئی تھی اسے خاقان کی یہ حرکت ناگوار گذری اس نے اسے ٹوکنا چاہا مگر پھر کچھ سمجھ کر چپ ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ خانہ بدوشی اور حکومت و سلطنت جاتے رہنے سے اس کے خاندانی جوہر کو کچھ زنگ خوردہ کر دیا تھا کہتے ہیں مصیبت انسان کا مزاج بدل دیتی ہے ایک غیور کی غیرت مندی میں کچھ کمی آ جاتی ہے یزد جرد کی غیوری میں بھی فرق آ گیا تھا۔

خاقان، ماہ پیکر کو دیکھنے میں کچھ ایسا بے خود تھا کہ اس نے یزد جرد کو اپنی طرف دیکھتے نہیں دیکھا نہ اس کے جذبات کا اندازہ کیا دراصل وہ اس وقت رومانی دنیا میں پہنچا ہوا تھا اسے اپنے ماحول کی کچھ خبر ہی نہیں تھی۔

ماہ پیکر اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئی، گانا برابر ہو رہا تھا خاقان کی بیویاں اور عورتیں اس کی محبت پاش نظروں سے سب کچھ سمجھ رہی تھیں وہ اس کے طرز عمل سے جان گئی تھیں کہ اسے ماہ پیکر سے محبت ہو گئی ہے چونکہ وہ اسے خوش رکھنا چاہتی تھیں اس لئے انہیں ماہ پیکر کے خاقان کے حرم میں داخل ہونے میں کوئی

اعتراض نہ تھا بلکہ وہ اس کام میں اس کی مدد کرنے کو تیار تھیں۔

جب خاقان نے دیکھا کہ ماہ پیکر اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئی تو اس نے فارسی زبان میں کہا! اے پیکر حسن و نور ایک نظر ادھر بھی۔

ماہ پیکر نے اس کی طرف دیکھا اس نے کہا " صرف مے گول آنکھوں کے کیئے سے کام نہ چلے گا ایک جام اپنے دست ناز سے دو "

ماہ پیکر بہت کم کسی کو شراب پیش کرتی تھی وہ پہلو بدل کر بیٹھ گئی خاقان کو برا معلوم ہوا اس نے پھر کہا " اے مست ناز ' اپنے حسن وجوانی کے صدقہ میں ایک جام ------ صرف ایک نام "

ماہ پیکر اب بھی متوجہ نہ ہوئی خاقان پر نشہ طاری تھا اس نے کہا " دوشیزگی کی حیا تم پر غالب ہے تم میرے پا آتے شرماتی ہو اچھا میں خود تمہارے پاس آتا ہوں "

وہ اٹھا اور ماہ پیکر کے سامنے جا بیٹھا۔ یزد جرد کو اس کی یہ حرکت سخت ناگوار گذری اب تک اس نے ضبط کیا اب نہ ہو سکا اس نے کرخت آواز میں کہا " ذرا ٹھہرو "۔

خاقان! کون ہے جو ترکی شہنشاہ سے گستاخانہ پیش آ رہا ہے۔ "

اس نے گھوم کر دیکھا۔ یزد جرد نے کہا " اپنی جگہ واپس لوٹ آیئے "

خاقان ہنسا اس نے کہا اوہ میزبان حکم دے رہے ہیں بہت خوب "

وہ اٹھ کر اپنی جگہ پر آ بیٹھا اگرچہ بات اتنی ہی ہوئی تھی اس سے دونوں بادشاہوں کے دلوں میں کچھ گرہ پڑ گئی یزد جرد کو خاقان کی حرکت پر افسوس تھا اور خاقان کو یہ ملال تھا کہ یزد جرد نے اس کی توہین کی۔

ان دونوں بادشاہوں کو بلخ میں قیام کرتے کئی ہفتے ہو گئے دونوں رزم سے اچھا بزم کو سمجھتے تھے اس لئے داد عیش دیتے رہتے تھے ابھی تک بھی دونوں میں سے کسی کا آگے بڑھنے کا خیال نہیں تھا لیکن جس روز یہ ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ اس روز سے یزد جرد اس فکر میں مشغول ہوا کہ جس قدر جلد ممکن ہو مسلمانوں پر یورش کر کے انہیں ایران سے نکال دے مگر وہ خاقان سے اس بات کو کہتے ہوئے ہچکچاتا تھا۔

لیکن دو تین روز کے بعد ایک دن اس نے خاقان سے اس وقت جب وہ خوش تھا اور شراب کا شغل بھی نہیں کر رہا تھا " مسلمانوں پر آپ کی ہیبت طاری ہو گئی

ہے وہ مردودر میں بیٹھے بھی سہمے جا رہے ہیں ------"

صرف اتنا ہی کہہ کر اس نے خاقان کی طرف دیکھا خاقان توجہ سے اس کی بات سن رہا تھا وہ اپنی تعریف یزد جرد کی زبان سے سن کر پھول گیا اس نے کہا " مسلمانوں کی یہ جرات نہیں ہو سکتی کہ وہ میرا مقابلہ کر سکیں "

یزد جرد! یہی بات ہے میری خواہش یہ ہے کہ مسلمانوں پر یلغار کر کے ان کا خاتمہ کر ڈالئے۔

خاقان " ضرور ایسا ہی ہونا چاہئے تمہارا مطلب کیا ہے "؟

یزد جرد! اس وقت مسلمان ڈرے ہوئے ہیں انہیں سنبھلنے اور سانس لینے کا موقعہ نہ دیجئے فوراً ان پر حملہ کر دیجئے "

خاقان! معقول بات ہے یہ ہمیں عیش و نشاط کی محفلیں اس وقت منعقد کرنی چاہئیں جب دشمن کا خاتمہ کر دیا جائے۔

یزد جرد! میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا "۔

خاقان! آج ہی لشکر کو تیاری کا حکم دیئے دیتا ہوں "

یزد جرد! ہمارے سپاہی کافی آرام کر چکے ہیں اب کوچ کرنا ہی مناسب ہے۔

خاقان کل ہی کوچ کر دیا جائے گا "۔

یزد جرد! " ایک عرض اور ہے "

خاقان! " کہو "

یزد جرد! اگر ہم دو طرف سے حملہ کریں تو مسلمانوں پر دہشت طاری ہو جائے گی آپ مردود پر حملہ کریں اور میں مرد شاہجہان پر یورش کروں۔

یزد جرد نہیں چاہتا تھا کہ خاقان کے ساتھ رہے اسے اندیشہ تھا کہ کہیں کسی روز خاقان نشہ کی ترنگ میں ماہ پیکر سے دست درازی ہی نہ کر بیٹھے اس لئے اس نے الگ الگ حملہ کرنے کی تجویز پیش کی۔

خاقان نے اس تجویز کو منظور کر لیا چنانچہ دونوں بادشاہوں نے اپنے اپنے لشکر کو تیاری کا کم دیا اور دوسرے روز خاقان مردود کی طرف اور یزد جرد مرد شاہجہان کی طرف روانہ ہوئے۔

چھپن واں باب

خاقان کی ہزیمت

خاقان مرورود میں پہنچ کر اسلامی لشکر سے کچھ فصلہ پر فروکش ہو گیا اس کے ساتھ بے شمار لشکر تھا ترکوں کو اپنی بہادری اور جفاکشی پر بڑا زعم تھا وہ مجوسیوں سے زیادہ طاقت ور اور قوی تھے چونکہ مسلمان ان کے آنے کی خبر سن کر بلخ سے ہٹ آئے تھے اس لئے ان کے حوصلے بڑھ گئے تھے ۔

احنفؓ کو یہ فکر ہوا کہ کہیں ترک ان پر اچانک حملہ نہ کر دیں یا شب خون نہ ماریں ۔ اس لئے انہوں نے میدان میں ٹھہرے رہنا مناسب نہ سمجھا جس میں وہ مقیم تھے نہرپار جو میدان تھا اس کے ایک طرف نہر تھی اور پشت پر میدان تھا وہ جگہ محفوظ تھی چنانچہ انہوں نے اپنے لشکر کو نہرپار کر کے پہاڑ کے نیچے خیمہ زن ہونے کا حکم دیا ۔

سب سے پہلے عورتوں کے خیمے اکھاڑے گئے اور عین پہاڑ کے دامن میں لے جا کر نصب کر دیئے گئے ان کے بعد آدھا لشکر ترکوں کو روکنے کے لئے مسلح ہو کر صف بستہ ہو گیا اور آدھا لشکر خیمہ اور خرگاہ لے کر نہر کے دوسری طرف پہنچا اور اطمینان سے خیمے نصب کر کے تمام جنس و سامان وہاں لے گیا ۔

ترک مسلمانوں کی اس نقل و حرکت کو دیکھتے رہے انہوں نے اس وقت ان سے کوئی تعرض کرنا مناسب نہ سمجھا جب مسلمان جب سامان نہرپار لے گئے تب وہ نصف لشکر بھی جو ترکوں کو روکنے کے لئے صف بستہ ہوا تھا فروگاہ میں پہنچ گیا ۔

نہر کے پار بھی بہت بڑا میدان تھا اتنا بڑا کہ اس میں کئی لشکر بہ آسانی سما سکتے

تھے جس روز مسلمان اس میدان میں پہنچے اس سے دوسرے دن خاقان بھی اپنا لشکر لے کر نہرپار کر کے اسی میدان میں جا مقیم ہوا ۔

مسلمان چاہتے تھے کہ ترک میدان میں نکلیں لیکن خاقان کو بزم نشاط ہی سے فرصت نہیں تھی ۔ اس کے مشاغل میں اب بھی فرق نہیں آیا تھا اس کے پاس جنس اور سازوسامان لاتعداد تھا ۔ اس قدر رسد تھی کہ چھ مہینے تک اس کے ٹڈی دل لشکر کے لئے کافی ہو سکتی تھی لیکن مسلمانوں کے پاس اتنی رسد نہیں تھی کہ وہ دو مہینے بھی گذارہ کر سکتے ۔

چند روز تو احنفؓ نے ترکوں کے میدان جنگ میں نکلنے کا انتظار کیا مگر جب وہ نہ نکلے تو ایک روز انہوں نے مغرب کی نماز کے بعد مسلمانوں سے کہا " معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ترک جنگ کو ٹالنا چاہتے ہیں شاید ان کا یہ خیال ہے کہ جب مسلمانوں کے پاس رسد ختم ہو جائے تب یلغار کریں ایک طرح سے وہ ہمارا محاصرہ کئے ہوئے ہیں کیونکہ ایک طرف نہر ہے ' دوسری طرف پہاڑ ہے اور باقی دو طرف ترکی لشکر ہے میں جنگ کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا آج رات میں مسلمان تیاری کر لیں انشاء اللہ کل صبح کی نماز پڑھ کر ہم میدان میں نکلیں گے "

مسلمانوں نے وہاں سے جاتے ہی تیاریاں شروع کر دیں ان کی تیاری یہ ہوتی تھی کہ ہتھیار صقیل کر لیا کرتے تھے چنانچہ انہوں نے تلواریں صقیل کرنی شروع کر دیں ۔

دوسرے روز صبح کی نماز پڑھتے ہی مسلمان مسلح ہو کر میدان میں نکلے اور میسرہ ' میمنہ اور قلب قائم کر کے صف بستہ ہو گئے ۔

جب ترکوں نے مسلمانوں کو میدان میں نکلتے دیکھا تو افسروں نے خاقان کو اطلاع دی اس نے بھی لشکر کو صف بستہ ہونے کا حکم دیا ہر ترکی افسر طبل و علم اپنا دستہ لے کر آتا اور صف بستہ ہو جاتا ترکوں نے بھی میمنہ میسرہ اور قلب قائم کئے قلب میں خود خاقان رہا ۔

تمام ترکی افسروں کے سروں پر ترکی علم لہرا رہے تھے اور ہر علم کے قریب طبل جنگ بج رہا تھا ان تمام جنگی باجوں کی آوازوں سے میدان جنگ گونجنے لگا ۔

مسلمان خاموش کھڑے تھے انہوں نے ترکی لشکر کو دیکھا جہاں تک ان کی نگاہ گئی سپاہیوں سے میدان پٹا ہوا تھا بے شمار ترکی سیاہ معلوم ہوتی تھی ہر طرف حد نگاہ تک بیرقیں لہرا رہی تھیں اور علم اس کثرت سے تھے کہ انہیں شمار نہ کیا جا سکا۔

آفتاب کسی قدر بلند ہو گیا تھا دھوپ تمام میدان میں پھیل گئی تھی آفتاب کی شعاعوں میں فوجیوں کے سازوسامان جگمگ جگمگ کر رہے تھے ہر ترکی افسر اپنی حیثیت کے مطابق ریشمی لباس اور سونے کے زیورات پہنے ہوئے تھا بڑے افسروں کے سروں پر زرروزی سائبان تنے ہوئے تھے جن میں سچے موتیوں کی جھالریں تھیں اور سائبانوں کی چوبیں سونے چاندی کے منقش کام کی تھیں خاقان کے سر پر نہایت بیش قیمت سائبان تھا اس کی جھالر بھی جوہرات کی تھی اس نے نہایت قیمتی لباس پہن رکھا تھا اس کا تاج بڑا اور خالص سونے کا تھا جس میں جواہرات اور لعل و ہیرے جڑے ہوئے تھے وہ اس قدر جگمگا رہا تھا کہ اس پر نظر نہ ٹھہرتی تھی۔

خاقان کے اشارہ سے ایک بڑا افسر اپنے لشکر سے بڑھا اس کے آگے آگے طبل جنگ بجتا جا رہا تھا وہ بڑا قوی ہیکل تھا جب وہ اپنے لیکر کے کنارہ پر پہنچا تو سائبان اور طبل وہیں رہ گئے وہ گھوڑا بڑھا کر میدان میں پہنچا۔

دونوں لشکروں کے درمیان کافی میدان تھا جب ترکی افسر اس میدا میں پہنچ گیا تو اس کے مقابلہ کے لئے احنفؓ نے بڑھنا چاہا علقمہ اور صفوان دونوں گھوڑے بڑھا کر ان کے پاس آئے۔ علقمہ نے کہا " یا امیر آپ اس کافر کے مقابلہ میں نہ جائیں مجھے اجازت دیں "۔

احنفؓ نے کہا " نہیں میں اس کے مقابلہ میں نکلنے کا ارادہ کر چکا ہوں یہ علم لو اگر خدا نے مجھے شہادت عطا فرمائی تو یہ علم تمہارا ہے اور اگر میں واپس آ گیا تو تم سے لے لوں گا "۔

احنفؓ نے علقمہ کو علم دیا اور خود میدان میں نکلے وہ اکہرے بدن کے تھے ترکی افسر نے انہیں بڑی حقارت کی نظروں سے دیکھا۔ اور ان پر تلوار سے وار کیا احنفؓ نے ڈھال پر اس کا وار روکا اور خود بھی حملہ کیا ترک نے بھی ڈھال پر ان کا وار روک لیا اسی طرح واروں کی ردوبدل ہوتی رہی ترک احنفؓ کے طرز جنگ سے یہ

سمجھ گیا کہ وہ ماہر فن ہیں اس نے تابڑ توڑ حملے کرنے شروع کر دیئے احنفؓ نہایت ہوشیاری سے اس کے حملے روکتے رہے آخر انہیں طرارہ آ گیا انہوں نے زور سے اس پر وار کیا اس نے ڈھال سامنے کر دی احنفؓ نے پھرتی سے تلوار روک کر اس کے شانے پر حملہ کیا وہ چاندی کی زرہ پہنے ہوئے تھا تلوار نے اس کے بائیں شانہ کو کاٹ کر گردن اڑا گئی ترک چرخ کھا کر گھوڑے سے گرا اس کے گرتے ہی ترکی لشکر میں بڑا شور ہوا احنفؓ وہیں کھڑے رہے۔

تھوڑی ہی دیر میں ایک اور ترک افسر نکلا۔ وہ بڑبڑاتا ہوا میدان میں آیا اور اس نے آتے ہی بڑے جوش سے احنفؓ پر وار کیا احنفؓ نے نہایت ہوشیاری سے اس کا وار روکا اور جلدی سے تلوار کی نوک ترکی گھوڑے کے پہلو میں چبھو دی گھوڑا خوفزدہ ہو کر الف ہو گیا افسر اسے سنبھالنے اور خود سنبھلنے میں مشغول ہو گیا احنفؓ نے گھوڑا بڑھا کر اس پر وار کیا تلوار تھوڑی کی ہڈی کو کاٹ کر اس کی گردن اڑا گئی وہ گرا اور گھوڑا بھاگ گیا۔

اس افسر کے مارے جانے سے ترکی لشکر میں پہلے سے زیادہ شور بلند ہوتا معلوم ہوتا تھا کہ وہ غیظ و غضب کا اظہار کر رہے تھے کچھ دیر کے بعد تیسرا افسر گھوڑا دوڑا کر میدان میں آیا اور اس نے آتے ہی بڑی قوت سے حملہ کیا احفؓ اس کے حملہ کا شن دیکھ کر یہ سمجھ گئے کہ وہ تجربہ کار اور جنگجو ہے۔

نہوں نے نہایت ہوشیاری سے اس کا حملہ روکا اور خود بھی اس پر وار کیا افسر نے بڑی لاپرواہی سے ان کا حملہ روکا اور پھر سختی سے حملہ کیا دیر تک دونوں میں ردوبدل ہوتی رہی ترک افسر دیر تک ان پر حملے کرتا رہا اور احنفؓ اس کے وار روکتے رہے۔

اتفاق سے احنفؓ کو موقعہ مل گیا انہوں نے ایک بھرپور ہاتھ مارا ان کی تلوار اس کی خود پر پڑی اور خود کا کچھ حصہ کاٹ کر پیشانی کو چیرتی ہوئی کھوپڑی میں گھس گئی وہ چیخ مار کر گرا ترکی لشکر میں پھر شور ہوا۔

خاقان اپنا گھوڑا بڑھا کر میدان میں آیا اس نے اپنے تین افسروں کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں تینوں افسر بہادر دلیر اور جری تھے خاقان نے اسے بڑی غلطی قرار دیا

کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں گیا تھا اسے پتہ چلا کہ عجمی بزدل ' اور کم ہمت ہیں اس لئے ہمیں ان کا ساتھ نہیں دینا چاہئے ہم پرایا جھگڑا کیوں مول لیں اس نے با آواز بلند کہا " فوراً واپس چلو "

اسی وقت ترکی لشکر واپس ہو گیا ۔ احنفؓ میدان جنگ سے لوٹ آئے مسلمانوں نے چاہا کہ ترکوں پر حملہ کریں احنفؓ نے روک دیا اور کہا کہ خدا نے کافروں کے منہ پھیر دیئے ہیں انہیں واپس جانے دو انشاء اللہ اب وہ تمہارے مقابلہ میں کبھی نہ ائیں گے ۔"

اور ایسا ہی ہوا بھی خاقان بڑی تیزی سے واپس چلا گیا وہ مرودو سے بلخ پہنچا اور وہاں سے دریائے جیحون پار کر کے اپنے ملک میں چلا گیا ۔

مسلمانوں نے اس کے کیمپ پر قبضہ کر لیا ۔ کافی مال غنیمت ہاتھ آیا احنفؓ نے مرودور سے بڑھ کر پھر بلخ پر قبضہ کر لیا ۔

ستاونواں باب

عبرتناک انجام

یزد جرد نے مرد شہجان کا محاصرہ کر لیا تھا قلعہ میں مسلمان صرف دو سو تھے ۔ چونکہ یزد جرد کے پاس بیس ہزار سے زیادہ لشکر تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ بہت جلد مرد شہجان کو فتح کر لے گا لیکن مسلمانوں کے حسن سلوک سے قلعہ والے اتنے ان کے گرویدہ ہو گئے تھے کہ انہوں نے اپنے بادشاہ کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ساتھ دیا ۔

چونکہ مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی اس لئے قلعہ کے مجوسی مسلمانوں کے ساتھ فصیل پر چاروں طرف پھیل گئے اور جب کبھی یزد جرد نے قلعہ پر حملہ کیا مسلمانوں اور مجوسیوں نے تیروں اور سنگ ریزوں کی بارش کی اور اس شدت سے تیر برسائے اور پتھروں کے ٹکڑے پھینکے کہ شاہی لشکر فصیل کے قریب تک بھی نہیں پھٹک سکا ۔

مرد شاہجہان میں جو مسلمان تھے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ خاقان نے بھی لشکر کشی کر دی ہے اور وہ مرودر میں احنفؓ کے مقابلہ میں پہنچ گیا ہے انہیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ انہیں سردست مدد نہیں پہنچ سکتی مگر انہوں نے یہ بھی طے کر لیا تھا کہ آخری دم تک قلعہ کی حفاظت کریں گے ۔

یہ قرون اولیٰ ہی کے مسلمانوں کا دل گردہ تھا کہ ان میں سے ہر مجاہد سو سو دشمنوں سے ٹکرا جاتا تھا ---------- کہاں دو سو مسلمان اور کہاں بیس ہزار مجوسی مگر انہیں اتنے بھاری لشکر کی بھی مطلق پرواہ نہیں تھی ۔

محاصرہ کو کافی عرصہ ہو گیا یزد جرد نے کئی مرتبہ حملہ کیا لیکن مسلمانوں اور مجوسیوں نے مل کر اس کے ہر حملہ کو پسپا کر دیا ۔

لیکن یزد جرد کو یہ یقین تھا کہ یا تو ایک روز مسلمان خود ہی قلعہ کو [illegible] ر دیں

گے یا وہ فتح کر لے گا مگر اس کی یہ امید ایک روز ناامیدی سے بدل گئی جب اس نے سنا کہ خاقان ہزیمت اٹھا کر بھاگ گیا چونکہ یہ خبر اس کی توقع کے بالکل خلاف تھی اس لئے اسے یقین نہیں آیا اس نے فوراً ایک پیک (قاصد) دوڑائے اور بڑے اضطراب اور بے چینی سے ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔

ایک روز یہ پیک بھی واپس آ گئے انہوں نے بتایا کہ واقعی خاقان کو شکست کھا کر فرار ہو گیا ہے اور مسلمان مرو شاہجہان کے مسلمانوں کی مدد کے لئے آنے والے ہیں یزد جرد اس خبر کو سن کر گھبرا گیا اس نے اپنے مشیروں اور مصاحبوں سے مشورہ کیا عجیب بات یہ تھی کہ اس کے مشیروں میں جاماسپ بھی شامل ہو گئے تھے۔

جب مشورہ شروع ہوا تو جاماسپ نے کہا " خاقان سے یہ امید تھی کہ وہ مسلمانوں کو کچل ڈالے گا انہیں ہزیمت دے کر بھگا دے گا لیکن افسوس ہے وہ خود شکست کھا کر بھاگ نکلا "۔

یزد جرد ! مجھے بڑی حیرت ہے کہ وہ تھوڑے سے مسلمانوں کے مقابلہ سے ہزیمت اٹھا کر بھاگ نکلا۔

ایک مصاحب ! ترکوں کی بہادری کے بڑے افسانے سنے تھے مگر وہ افسانے ہی تھے حقیقت سے ان کا کوئی واسطہ نہیں تھا ورنہ وہ مسلمانوں کے سامنے سے ہزیمت اٹھا کر نہ بھاگ جاتے۔

یزد جرد ! یہ ٹھیک ہے اس کے فرار سے میری امیدوں کا قصر منہدم ہو گیا اب سوچنا یہ ہے کہ ہمیں کرنا کیا چاہئے۔

جاماسپ ! اب ہم میں سے کسی کو بھی خراسان میں پناہ نہیں مل سکتی دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں یا تو ہم مسلمانوں کے غلام بن جائیں یا مار ڈالے جائیں "۔

یزد جرد ! " میں مسلمانوں کی اطاعت نہیں کر سکتا "۔

تیسرا مصاحب ! " ترکستان ہی میں ہمیں پناہ مل سکتی ہے "

یزد جرد ! " یہاں سے ترکستان چلو وہاں سے چین چلے جائیں گے "

چنانچہ یہی طے ہو گیا۔ یزد جرد نے مرو شاہجہان سے کوچ کر دیا ایک روز جاماسپ نے یزد جرد کے چند مشیروں سے کہا " ترکستان یا چین میں جا کر ہماری کیا

عزت ہو گی۔ ادنیٰ و اعلیٰ سب ہمیں حقارت کی نظروں سے دیکھیں گے گھر سے بے گھر ہو جائیں گے ہم کیوں یزد جرد کے پیچھے مارے مارے پھریں "۔

ان کی یہ بات کئی آدمیوں کی سمجھ میں آ گئی انہوں نے کہا " ٹھیک کہہ رہے ہو تم جاماسپ وطن چھوڑنے کو ہمارا بھی دل نہیں چاہتا لیکن کیا کریں مجبور ہیں۔ مسلمان بھی ہمیں مار ڈالیں گے یا گرفتار کر کے غلام بنا لیں گے "

جاماسپ ! " ہم مسلمانوں سے امان حاصل کر لیں گے ایک ہلکا ٹیکس جزیہ دے کر ان کی رعایا بن جائیں گے ہمیں مذہبی آزادی ہو گی ہم پوری شان و شوکت کے ساتھ رہ سکیں گے "۔

ایک مشیر ! اگر یہ بات ہے تو ہمیں اپنے ملک ہی میں رہنا چاہئے ہم کیوں آوارہ گردی کریں کیوں یزد جرد کے ساتھ ترکستان یا چین جائیں۔

غرض کئی مشیروں کی سمجھ میں یہ بات آ گئی انہوں نے دوسروں کو سمجھائی۔ اپنا وطن چھوڑنے پر کوئی بھی خوشی سے تیار نہ تھا سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ جزیہ دے کر مسلمان سے صلح کر لیں۔

چنانچہ ایک روز جاماسپ نے یزد جرد سے کہا " شاہی مشیر اور مصاحب چین جانے کو تیار نہیں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان ملکوں میں ان کی کوئی عزت نہیں ہو گی۔

یزد جرد نے اپنے لوگوں سے اس بات کی تصدیق کی سب نے بالاتفاق کہا وہ وطن چھوڑنا نہیں چاہتے یزد جرد نے کہہ دیا کہ میں مسلمانوں کی رعایا بن کر یہاں نہیں رہ سکتا۔ اس میں توہین ہے میں ترکستان یا چین میں اپنی زندگی گذاروں گا جو لوگ میرے ساتھ جانا چاہتے ہیں وہ چلیں۔

یزد جرد کے ساتھ جانے کو کوئی بھی تیار نہ تھا نہ مصاحب نہ مشیر نہ فوجی افسر نتیجہ یہ ہوا کہ چند افسر اپنی فوجیں لے کر الگ ہو گئے اور انہوں نے سپاہیوں کو رخصت کر کے فوجوں کو منتشر کر دیا یزد جرد کے ساتھ صرف دو ہزار سپاہی رہ گئے کچھ مصاحب اور مشیر بھی اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے چند مصاحب اور مشیر اس کے ساتھ تھے ان میں جاماسپ بھی تھا۔

ایک روز مشیر اور مصاحب بیٹھے یہ ذکر کر رہے تھے کہ " یزد جرد منحوس ہے

اس کی نحوست کا ان پر بھی اثر پڑا ہے ۔ اگر وہ مسلمانوں سے صلح کر لیتے تو اس طرح خانہ بدوشوں کی طرح زندگی بسر نہ کرتے ۔

جاماسپ نے کہا ۔ آپ لوگ تو طے کر چکے ہیں کہ یزد جرد کا ساتھ چھوڑ دیں گے اپنے وطن -------- میں رہیں گے پھر کیوں جنگلوں اور پہاڑوں میں ٹکرا رہے ہو ----- واپس چلو ۔

سب نے کہا اب کوئی امید یزد جرد کی حکومت کی باقی نہیں رہی ہمیں اس کا ساتھ چھوڑ دینا چاہئے "

جاماسپ ! یزد جرد ہمارے ملک کی بے شمار دولت اپنے ساتھ غیر ملکوں میں لے جا رہا ہے ہم اسے کیوں یہ دولت لے جانے دیں ۔

چند درباریوں نے کہا " بے شک ہمیں دولت نہیں لے جانے دینی چاہئے دولت ہماری ہے ۔

ایک مصاحب نے جس نے جاماسپ کی سفارش یزد جرد سے کر کے اس کے مشیروں میں شامل کیا تھا کہا " تمہیں بادشاہ کی اس قدر مخالفت نہیں کرنی چاہئے ۔

جاماسپ ! اس نے مجھے تباہ کر دیا تھا میں اس کی تباہی میں کوئی کسر باقی نہ رکھوں گا ۔"

غرض تمام درباری اس بات پر متفق ہو گئے کہ یزد جرد سے ساری دولت چھین لیں چنانچہ ایک روز انہوں نے یزد جرد کے تمام خزانہ پر قبضہ کر لیا یزد جرد کی یہی پونجی تھی وہ کچھ نہ کر سکا اور بے سروسامان ہو گیا دو ہزار سپاہی جو اس کے ساتھ اس دولت کے لالچ میں رہ گئے تھے وہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ گئے درباری بھی چل دیئے ۔

سچ یہ ہے کہ بڑے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا یزد جرد کا ساتھ اس کی فوج اور اس کے درباری ہی چھوڑ گئے بلکہ ان کے خاندان والے بھی ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے یہاں تک کہ ایک روز اس کی چند بیویاں اور ماہ پیکر بھی غائب ہو گئیں ۔

وہ لٹ لٹا کر ترکستان کی طرف چلا جا رہا تھا جاماسپ اس کے ساتھ تھا ایک روز جاماسپ نے خنجر نکال کر اس پر حملہ کیا یزد جرد کو اس پر بڑا اطمینان ہو گیا تھا اس نے کہا " یہ کیا کیا تم نے "؟

جاماسپ نے کہا " ظالم سنگ دل بادشاہ آج میرا انتقام پورا ہوا ہے چنانچہ اس نے اس کے سینے میں خنجر بھونک دیا یزد جرد کا خاتمہ ہو گیا اس طرح اس کی قوم کے ایک شخص نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا ۔

یہ تھا انجام اس عجمی شہنشاہ کا جس کی سلطنت کی ہیبت دنیائے بادشاہوں میں چھائی ہوئی تھی ۔

اٹھاونواں باب

عبرت ناک انجام

خاقان فرغانہ بھاگ گیا تھا ۔ اسے مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کی جرات نہیں ہوئی ۔ ترک ہربات سے شگون لیتے تھے ۔ عام طور پر ان کا یہ قاعدہ تھا کہ لڑائی اس طرح شروع کرتے تھے کہ اول ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا سردار یعنی تین سردار ایک کے پیچھے ایک لڑنے کے لئے میدان جنگ میں جاتے تھے ۔ اگر وہ اپنے ایک مقابل کو مار ڈالتے تھے ۔ تو سمجھتے تھے کہ فتح ان کی ہو گی اور اگر تینوں مارے جاتے تھے تو سمجھ لیتے تھے کہ انہیں ہزیمت ہی ہو گی ۔

خاقان کے تین سردار میدان میں نکلے اور تینوں ہی مارے گئے ۔ اس سے خاقان نے سمجھ لیا کہ اسے ہزیمت ہو گی ۔ چنانچہ وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گیا ۔ اور ایسا بھاگا کہ مرد رود سے سیدھا بلخ پہنچا ۔ اور بلخ سے آگے بڑھ کر دریائے جیحون پار کر کے ماوراالنہر کو عبور کرتا فرغانہ میں داخل ہو گیا ۔ اس نے وہاں پہنچ کر اطمینان کا سانس لیا ۔

احنفؓ معہ لشکر کے مرد رود سے روانہ ہوئے اور بلخ میں آئے ۔ بلخ کے مجوسیوں نے ان کا شاندار استقبال کیا اور ایسے خوش ہوئے جیسے ان کے بڑے رفیق اور ہمدرد آئے ہوں ۔

حقیقت یہ ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمان اس قدر خوش اخلاق تھے کہ غیر مسلم ان کے گرویدہ ہو جاتے تھے ۔ ہمیشہ سچ بولتے تھے ۔ جو وعدہ کرتے تھے اسے پورا کرتے

تھے ۔ معاملہ کے بڑے صاف تھے ۔ رحمدل اور منصف مزاج تھے ۔ ان کے یہ وہ اوصاف تھے جو غیر مسلموں کے دلوں میں گھر کر لیتے تھے اور غیر مسلم دل سے ان کے خیر خواہ اور جان نثار بن جاتے تھے ۔

آج ہم مسلمانوں کا اخلاق اس قدر خراب ہو چکا ہے ۔ کہ غیر مسلم ہم سے بات کرتے گھبراتے ہیں ۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے قول و فعل سے خوش خلقی کی تعلیم دی ہے ۔ ہمارے لئے ضروری ہے ک ہم اس سنت نبویؐ پر بھی عمل کریں ۔ اور ہم ایسے ہی خوش اخلاق ہو جائیں جیسا ک حضورؐ تھے ۔ یا جیسا حضورؐ نے حکم دیا ہے ۔

لیکن ہمارا اخلاق بھی تو اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب ہم سچے اور پکّ مسلمان بن جائیں۔ اور جب ہم ایسے مسلمان بن جائیں گے تو خدا ہم سے خوش ہ جائے گا اور ہماری پستی دور ہو جائے گی ۔

غرض بلخ کے مجوسیوں نے مسلمانوں کے آنے کی خوشی منائی ۔ جزیہ کی جو ر مسلمان چلتے وقت انہیں واپس دے گئے تھے ۔ وہ انہوں نے تقسیم نہیں کی تھی ایک دولت مند کے پاس امانت رکھ دی تھی ۔ کیونکہ مجوسیوں کو یہ یقین تھا ک مسلمان پھر واپس آویں گے ۔ چنانچہ انہوں نے وہ رقم اس رئیس سے لے کر پ مسلمانوں کو دے دی ۔

صفوان کو ان کے حالات معلوم نہیں تھے ۔ انہوں نے پوچھا " تمہیں یزدج سے کیا دشمنی تھی ۔ ؟"

جاماسپ نے کہا " میرا اصلی نام مہرجان ہے ۔ میں سیرجان کا مرزبان تھا مجھے شرف کے مرزبان جوان شیر کی بیٹی گلنار سے محبت ہو گئی ۔ جوان شیر نے گلنار شادی میرے ساتھ کر دی ۔ لیکن گلنار پر یزدجرد کا مصاحب جوش شاہ فریفتہ تھا ۔ ا نے جوان شیر کو گرفتار کر دیا ۔ اور میری عدم موجودگی میں گلنار کو اڑا لیا ۔ "

غرض مہرجان نے اپنی وہ تمام داستان صفوان کو مفصل سنائی جو وہ فروزان پہاڑ کے اوپر اس وقت سنا چکے تھے جب وہ بن مانس بنے ہوئے تھے۔ دراصل انہ نے جاماسپ اپنا نام فرضی رکھ لیا تھا ۔ اصل میں ان کا نام مہرجان تھا ۔ یہ قد بات ہے کہ انہیں عفیرہ سے محبت اور ہمدردی ہو گئی تھی ۔ اور فروزان سے خدا

بیر ہو گیا تھا ۔ وہ عفیرہ کو بچانے کے لئے مسلمانوں میں آئے تھے ۔ اور جب عفیرہ لو فروزان لے اڑا تو انہوں نے صفوان کی رہبری کی ۔

مہرجان (جاماسپ) نے کہا " اب میں اپنا انتقام لے چکا ہوں ۔ اب انشاء اللہ زندگی بھر تمہارے ساتھ رہوں گا " ۔

صفوان کو ان سے پہلے ہی سے محبت تھی اب یہ محبت اور بھی بڑھ گئی ۔ اور وہ انہیں اپنا بڑا بھائی سمجھنے لگے ۔ انہوں نے عفیرہ سے بھی ان کی داستان بیان کی ۔ عفیرہ کو بھی ان سے ہمدردی اور برادرانہ محبت ہو گئی ۔

صفوان نے مہرجان کی داستان احنفؓ سے بھی بیان کی اور یہ بھی بتا دیا ۔ کہ مہرجان نے یزدجرد کو مار ڈالا ۔ احنفؓ کو بھی ان سے انسیت ہو گئی اور یہ بات تمام لشکر اسلامی میں پھیل گئی کہ یزدجرد کو اسی کی قوم کے ایک شخص نے مار ڈالا ۔

احنفؓ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو فتح کے تمام حالات تفصیل کے ساتھ لکھے اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ دربار خلافت کو روانہ کیا ۔

آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی ۔ مجوسیوں کی سلطنت برباد ہو گئی ۔ کیانی خاندان کا خاتمہ ہو گیا ۔ اب انشاء اللہ ایرانی اسلام اور مسلمانوں کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے ۔ لیکن مسلمان ' اگر تم بھی راست کرداری پر قائم نہ رہے تو خدا تم سے بھی حکومت چھین کر دوسروں کو دے دے گا ۔

جب خراسان پر مکمل قبضہ ہو گیا تب احنفؓ نے صفوان کو ہرات واپس جانے کا حکم دیا ۔ انہوں نے تیاری شروع کر دی ۔ جاپان اور پروین دونوں بلخ ہی میں رہ گئے ۔ صفوان کے ساتھ مہرجان زرینہ ' فروزاں اور عفیرہ چلے ۔ احنفؓ نے پچاس سواروں کا دستہ بھی ان کے ساتھ دیا ۔ یہ لوگ اسی پہاڑی راستہ سے روانہ ہوئے ۔ جس سے عفیرہ کی تلاش میں آئے تھے ۔ جب زرینہ کی بستی آئی تو صفوان نے اس سے پوچھا "کیا تم اپنے باپ بھائی کے پاس جانا چاہتی ہو ۔"

اس نے جانے سے انکار کیا ۔ صرف اپنے باپ بھائی سے مل کر آئی اور یہ سب لوگ خیریت کے ساتھ ہرات پہنچ گئے ۔

عامر اپنی بیٹی عفیرہ کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے ۔ انہوں نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا ۔ محبت پدری سے ان کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے ۔ عفیرہ کی نرگسی

آنکھیں بھی نمناک ہو گئیں ۔ فر نگیش بھی آ گئی ۔ وہ سخت نادم معلوم ہوتی تھی ۔

عفیرہ اور صفوان نے عامر سے اپنی اپنی داستانیں بیان کیں ۔ انہیں صفوان سے جو محبت تھی وہ اور بھی بڑھ گئی ۔ جاماسپ کو وہ بھی بھائی سمجھنے لگے ۔ اور ان کا بڑا لحاظ پاس کرنے لگے ۔ زرینہ کو بھی انہوں نے بیٹی بنا لیا ۔

ایک روز صفوان ' زرینہ اور عفیرہ باغیچہ میں بیٹھے تھے ۔ صفوان نے مسکرا کر عفیرہ کو دیکھتے ہوئے زرینہ سے کہا ۔ " زرینہ ' ہم عفیرہ کو اپنی کنیز بنانا چاہتے ہیں ۔ کیا خیال ہے تمہارا " ۔

عفیرہ نے تبسم کے پھول بکھیرتے ہوئے ------ صفوان کو دیکھا ۔ اور کہا ------ " یہ منہ اور مسور کی دال ------ "

زرینہ نے کہا ۔ " ہے ہے کیا کہہ رہے ہو بھائی جان کیا عفیرہ کنیز کے لائق

صفوان = "اور کیا بننے کے لائق ہے ؟ "

زرینہ = "شریک حیات بنائیے " ۔

عفیرہ شرم کی گڑیا بن گئی ۔ صفوان نے کہا ۔ " تمہاری یہ مرضی ہے تو یہی سہی

عفیرہ کی آنکھیں بار حیا سے جھکی جا رہی تھیں ۔ اس نے حسین نگاہیں اٹھا کر کہا ۔ "کوئی پوچھتا بھی ہے تمہیں ۔ "

صفوان = "ہرات کے حاکم کو کون نہیں پوچھتا ۔ "

عفیرہ = "اپنے منہ میاں مٹھو بن لو " ۔

زرینہ اور صفوان ہنس پڑے ۔ اسی روز جاماسپ نے عامر کو عفیرہ کے لئے صفوان کا پیغام دیا ۔ وہ خدا سے چاہتے تھے ۔ انہوں نے منظور کر لیا ۔ عقد کی تاریخ مقرر ہو گئی ۔ اور ایک دن عفیرہ دلہن بنا دی گئی ۔ جب وہ بن سنور کر دلہن بنی تو اس کے پرتو جمال سے کمرہ روشن ہو گیا ۔ زرینہ سے ضبط نہ ہو سکا اس نے اس پری زاد کا منہ چوم لیا ------ صفوان اس دوشیزہ عرب کا جمال افروز آئینہ وار دیکھ کر حیران رہ گئے ۔

زرینہ اپنے مذہب پر قائم رہی ------ صفوان نے اسکی شادی ایک معزز مجوسی سے کر دی ۔ یہ سب ہرات میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے لگے ۔

☆☆□☆☆ ختم شد ☆☆□☆☆